ماہنامہ
قلندر شعور
اپریل ۲۰۲۵ء
سُکون زندگی کی سب سے بڑی نعمت ہے
اور رُوح کے عرفان کے بغیر سُکون نہیں مِلتا
زمین کے اندر باہر تلاش کرنے سے یہاں کوئی شے بے رنگ نظر نہیں آتی۔
جس شے کو آپ بے رنگ سمجھتے ہیں، دیکھئے ـــــ وہ بھی رنگ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ربّ راضی
# سبّ راضی

جلد 13 شمارہ 3 | اپریل 2025ء | شوال ــ ذیقعد 1446ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

# قلندر شعور

کراچی

**Neutral Thinking**

(اردو۔انگریزی)

سر پرست اعلیٰ

حضور قلندر بابا اولیاؒ رحمۃ اللہ علیہ

چیف ایڈیٹر

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

حکیم سلام عارف

سرکولیشن منیجر

محمد ایاز

باہتمام عظیمی یونیورسٹی پریس ــ پبلشر شاہ عالم عظیمی نے ابن حسن آفسیٹ پرنٹنگ پریس، ہاکی اسٹیڈیم، کراچی سے چھپوا کر شائع کیا۔

فی شمارہ 130 روپے.....سالانہ ہدیہ 1944 روپے رجسٹرڈ ڈاک کے ساتھ، بیرونِ پاکستان 75 امریکی ڈالر سالانہ

B-54، عظیمی محلہ، سیکٹر C-4 سرجانی ٹاؤن کراچی، پاکستان۔ فون نمبر: +92 (0)213 6912020

# ۲۸ مضامین کا گُل دان


| | | |
|---|---|---|
| حمد باری تعالیٰ | مہرؔ دہلوی | 6 |
| نعت رسول مقبول ﷺ | جلیلؔ مانک پوری | 7 |
| رباعیات | ابدالِ حق حضور قلندر بابا اولیاؒ | 8 |
| آج کی بات | مدیر مسئول | 10 |
| فقیر کی ڈاک | ادارہ | 15 |
| نامے میرے نام | خانوادہ سلسلہ عظیمیہ | 17 |
| قلندروں کا ہم سفر | (ڈپٹی رجسٹرار، اسلام آباد ہائی کورٹ) محمد اویس الحسن خان | 21 |
| السلام علیک و رحمۃ اللہ | ایک طالبہ | 23 |
| قصہ دردِ دل | عابد محمود | 27 |
| یقین کی انرجی | ••• | 33 |
| روشنی میں تصرّف | حامد ابراہیم (M.A.Fine Arts) | 37 |
| میں نے کیا سنا؟ اے راہ نما ہر سمت رقصِ بسمل تو دیکھ | عرفانہ شہزاد | 43 |
| خیر کی فریکوئنسی | گلِ نسرین | 49 |

| | | |
|---|---|---|
| فہم کا جغرافیہ | ادارہ | 53 |
| حلب کی ملکہ | منیزہ اظہر | 59 |
| سوچئے اور لکھئے | (M. Phil. Supply Chain) بلال حسن | 65 |
| سفید سمندر | سندس بشیر | 73 |
| فروری 2025ء کے سرورق کی تشریح | قارئین | 78 |
| بروج کے راستے | روحانی بانو | 81 |
| مثنوی مولانا رومؒ \| خاک ــ سونا ہو جائے | مترجم: قاضی سجاد حسین | 87 |
| خمیری کمرا | فوزیہ رحمت | 91 |
| اقتباسات | خواتین و حضرات | 97 |
| کورشِ اعظم | (M.Sc. Applied Physics) محمد عدنان خان | 99 |
| رامن | نیّر اعظم | 107 |
| آپ کے خواب اور ان کی تعبیر | عظیمی خواجہ شمس الدینؒ | 113 |
| Sufi | Extract | 120 |
| Until We Meet Again | Bibi Anuradha (UAE) | 124 |
| Message of the Day | K. S. Azeemi | 136 |

# حمد باری تعالیٰ

مہرؔ دہلوی

صنعت میرے صانع کی کیا لامتناہی ہے — چشم مہ وخور* کیا تیز نگاہی ہے
افلاک* معلّق ہیں کیا پشت پناہی ہے — ہر اک کرہ بن پہیئے آکاش میں راہی ہے

کیا شانِ الٰہی ہے، کیا شانِ الٰہی ہے

کونین کی کل کیونکر باقاعدہ ہے چلتی — جو کام ہے جس شے کا کیوں اس سے نہیں ٹلتی
کیوں مشعل مہر و مہ ہے شام و سحر جلتی — عاجز ہے خِرد* اس جا کچھ دال نہیں گلتی

کیا شانِ الٰہی ہے، کیا شانِ الٰہی ہے

دنیا جسے کہتے ہیں، ہے کارگہ صنعت — ہر شے سے عیاں ندرت، ہر شے سے عیاں جدت
انسان کو حیرت ہے واللہ ہے کیا حکمت — طائر* ہیں نوازن* یوں سبحان تیری قدرت

کیا شانِ الٰہی ہے، کیا شانِ الٰہی ہے

دریا ہے بہا جاتا، پانی ہے چلا آتا — آتا ہے کہاں سے یہ مڑتا ہوا بل کھاتا
اس طرح دھکیلے کون اس کو ہے لئے جاتا — حیران ہے اک عالم کچھ تھاہ* نہیں پاتا

کیا شانِ الٰہی ہے، کیا شانِ الٰہی ہے

اوروں کی طرح یارب ہے مہرؔ کو حیرانی — لیکن نہیں دنیا سے کچھ اس کو پریشانی
اس بات کا طالب ہے جلوہ ترا روحانی — دیکھے تو پڑھے ہر دم یہ مصرعۂ لاثانی

کیا شانِ الٰہی ہے، کیا شانِ الٰہی ہے

---

* مہ وخور (چاند اور سورج) * افلاک (آسمان، آکاش) * خِرد (عقل) * طائر (پرندے)
* نوازن (نغمہ سرا) * تھاہ (گہرائی)

# نعت رسول مقبول ﷺ

جلیلؔ مانک پوری

الٰہی! عشق دے اس کا مدینہ کا جو سلطاں ہے
محمدؐ نام ہے، تاجِ رُسل ہے، شاہِ خوباں ہے
محمدؐ قبلۂ ہر دو جہاں ہے، کعبۂ جاں ہے
انیسِ بے کساں ہے، چارہ سازِ دردمنداں ہے
زہے تقدیر امت کی کہ وہ پیارا نبیؐ پایا
یتیموں کا جو وارث ہے، جو ملجائے غریباں ہے
خیالِ مصطفٰیؐ کو لے کے جاتا ہوں میں محشر میں
نہ طاعت ہے نہ تقویٰ ہے، یہی بخشش کا ساماں ہے
عجب تاثیر ہے صلِّ علیٰ نامِ محمدؐ کی
غذائے روحِ انساں ہے، دوائے درد و درماں ہے
سواری دیکھ کر شہؐ* کی یہ کہتے تھے فرشتے بھی
یہی فخرِ دو عالمؐ ہے یہی محبوبِؐ یزداں ہے
زیارت کی تمنا ہے جو تم چاہو تو پوری ہو
مجھے مشکل سے مشکل ہے، تمہیں آساں سے آساں ہے
بھٹک سکتا نہیں کوئی تمہاری پیروی کرکے
کہ جو نقشِ قدم ہے، وہ چراغِ راہِ ایماں ہے
بہ حقِ احمدؐ و آلِ محمدؐ بخش دے مجھ کو
جلیلِؔ خستہ، یارب! مغفرت کا تجھ سے خواہاں ہے

---

* شہ (بادشاہ)

# انسان مسافر ہے

کیا علم کہ کب جہاں سے ہم اٹھتے ہیں
پیر اپنے مگر سوئے عدم اٹھتے ہیں
ممکن نہیں عمر کو پلٹ کر دیکھے
انسان کے آگے ہی قدم اٹھتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے، پھر تمہیں بڑھاتا ہے تا کہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ، پھر اور بڑھاتا ہے تا کہ تم بڑھاپے کو پہنچو، اور تم میں سے کوئی پہلے واپس بلا لیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا ہے تا کہ تم اپنے مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ اور اس لئے کہ تم حقیقت کو سمجھو۔“ (المؤمن : ۶۷)

”ازل تا ابد“ ایک لفظ ہے۔ اس لفظ میں اللہ کے اسرار پنہاں ہیں۔ انسان ازل میں تخلیق ہوا اور پھر یہ تخلیق ایک متعین عمل (پروسس) کے تحت خود کو نمایاں کرتی ہوئی زمین پر ظاہر ہوئی۔ زمین پر موجود ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ تخلیق ایسا عمل ہے جو ہر آن اور ہر لمحہ تغیر پذیر ہے۔ بچہ جس روز پیدا ہوتا ہے، اسی دن سے عدم کے سفر کی شروعات ہو جاتی ہے۔ بچپن عدم میں چلا جاتا ہے پھر لڑکپن عدم میں چلا جاتا ہے پھر جوانی عدم کی زینت بن جاتی ہے اور بالآخر بڑھاپا زمین کو داغِ مفارقت دے کر رخصت ہو جاتا ہے۔ جس طرح زمین پر ہر لمحہ، ہر آن انسان سفر میں ہے، اسی طرح مقامِ ازل سے زمین تک آنے میں بھی انسان مسافر ہے۔

حاملِ علمِ لدنّی، ابدالِ حق حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ ہر قدم عدم کی طرف اٹھ رہا ہے۔ بندہ بشر میں اتنی ہمت ہی نہیں ہے کہ زندگی کے ماہ و سال کو پلٹ کر دیکھے۔ اے انسان! آگے بڑھتا چلا جا، پیچھے نہ دیکھ۔ قدرت اگر یہ چاہتی کہ انسان پیچھے بھی دیکھے تو گردن میں بھی ایک آنکھ لگا دیتی۔ ماضی جو گزر گیا، ہاتھ نہیں آتا۔ مستقبل جو آنے والا ہے، وہی ہماری زندگی ہے۔

حقیقی علم جاننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم یہ جانتے ہوں کہ

- ہمیں کس نے پیدا کیا ہے؟
- اس دنیا میں پیدائش سے پہلے ہم کہاں تھے؟
- مرنے کے بعد کون سے عالم میں چلے جاتے ہیں؟
- اور اُس عالم میں زندگی کن طرزوں پر قائم ہے؟

# آج کی بات

غور وفکر ایک اسکرین ہے۔ جب اسکرین کے اندر ایکویشن* کو ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں کوئی شے بے رنگ نظر نہیں آتی۔ ہر شے تصویر میں ظاہر ہوتی ہے اور تصویر الگ الگ رنگوں کی یکجائی ہے۔ آنکھیں بند کر کے اندر میں اسکرین کو دیکھئے۔ دلچسپی اور رجحان کے مطابق تصویر ظاہر ہوگی۔ کسی کے ذہن میں گھر کا نقشہ بنے گا، کسی کو دفتر کا خیال آئے گا، کہیں کھانے پینے کے نقوش ابھریں گے — زبان ذائقے سے تر ہوگی، کسی کو کاروبار کی فکر ہوگی، کوئی بے یقینی کے عذاب میں مبتلا ہوگا اور انتشار میں بکھری ہوئی چیزیں دیکھے گا۔ ان سب کے برخلاف جو خواتین و حضرات یکسو ذہن سے اس تحریر کو پڑھیں گے، ان کے اندر میں اس تحریر کے الفاظ تصویر بن جائیں گے۔

تصویر میں تفکر سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ اندر باہر ہر تخلیق رنگوں کی ایکویشن ہے اور یہ ایکویشن رنگوں کی الگ الگ فریکوئنسی پر قائم ہے۔ خالقِ کائنات اللہ کا ارشاد ہے،

"وہ ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جس طرح چاہتا ہے، بناتا ہے۔
اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔"

(اٰلِ عمرٰن : ٦)

ماں کا رحم زمین ہے اور زمین میں انفرادیت رنگوں سے قائم ہے۔ کوئی مخلوق ایک رنگ میں نہیں ہے، رنگوں کے خلط ملط* سے تخلیق ہوئی ہے۔ ایک سے زیادہ رنگوں میں ہونا مخلوقات کی پہچان ہے۔ سوچنا یہ ہے کہ رنگ کیا ہے؟

---

* ایکویشن (Equation) * رنگوں کا خلط ملط (رنگوں کی مختلف فریکوئنسیاں یا مقداریں)

رنگ کی ظاہری و باطنی حکمت کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے،

”اور یہ جو بہت سی رنگ رنگ کی چیزیں اس نے تمہارے لئے زمین میں پیدا کی ہیں، ان میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانی ہے۔“ (النحل : ۱۳)

زمین کی بساط یا زمین کی تخلیق پر غور و فکر کیا جائے تو زمین رنگوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ رنگوں میں سے جب رنگ نکلتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ تخلیقات میں رنگ کی فریکوئنسی الگ الگ نظر آتی ہے۔ زمین کے اندر جتنی اشیا ہیں، ان کی تعداد نوعی اعتبار سے لاکھوں میں ہے اور سب رنگین ہیں۔ سورج رنگ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ چاند رنگ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ستارے رنگوں کے علاوہ کچھ نہیں ہیں۔ آسمان میں بروج* کو رنگوں سے زینت بخشی گئی ہے۔ فضا بھی تانے اور کہیں تانے بانے سے بُنا رنگین گراف ہے جس میں آباد مخلوقات کو ”دیکھنے والے“ دیکھتے ہیں۔ دیدہ نادیدہ ہر تخلیق رنگوں کا مخصوص اجتماع ہے۔ اپنے وجود کو دیکھئے اور لکھئے کہ یہ اندر باہر کتنے رنگوں سے مل کر بنا ہے؟

•• ———— ••

زمین کے اندر باہر فضا، آسمان اور آسمان پر ستاروں کی شکل میں دنیائیں، دنیاؤں پر جب عام آدمی یا محقق غور کرتا ہے تو کوئی شے بے رنگ نہیں ہے۔ سفید رنگ کو base قرار دیا جائے تو سفید مسلسل الگ الگ رنگ ہے۔ سفید پر نیلا رنگ ڈال دیا جائے تو سفید چھپ جاتا ہے اور نیلا رنگ غالب آجاتا ہے۔ نیلے پر سرخ رنگ ڈالنے سے دونوں رنگ چھپ جاتے ہیں لیکن نہیں چھپتے — جامنی رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ سرخ میں پیلا رنگ ملانے سے نارنجی بنتا ہے اور پیلے میں نیلا رنگ ڈالنے سے سبز رنگ سامنے آتا ہے۔ ہر رنگ دوسرے رنگ پر غالب آکر نیا رنگ بنتا ہے۔ اس طرح رنگوں پر رنگ ڈالنے سے ہر شے الگ رنگ میں نظر آتی ہے جب کہ رنگ کی base سفید ہے۔

---

* بروج (دنیائیں۔ کائنات میں لاشمار دنیائیں ہیں۔ ہر دنیا ایک زمین ہے۔)

سفید بھی ایک رنگ ہے۔ سفید پر نیلا رنگ غالب آتا ہے تو رنگ کی اہمیت جداگانہ ہو جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب سفید رنگ base ہے تو سفید پر نیلا ڈالنے سے نیلا کیوں ہو جاتا ہے اور نیلے پر سرخ ڈالنے سے بینگنی ہو جاتا ہے؟

---

تحقیق و تلاش (سائنس) نے 60 رنگوں سے زیادہ رنگوں کو دریافت کر لیا ہے اور ان 60 رنگوں کے بعد مزید رنگ آمیزی یعنی رنگ کے اوپر رنگ کیا جاتا ہے تو رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ سرخ تیز رنگ ہے۔ اگر سرخ رنگ میں 36 گھنٹے کسی بندے کو رکھا جائے تو اس کے اندر دماغی فتور پیدا ہو سکتا ہے۔ ہر رنگ ایک یونٹ ہے اور ہر یونٹ جب دوسرے یونٹ پر غالب آتا ہے تو رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔

• • ———————— • •

رنگ رنگ دنیا کو جب ہم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو پہلے ہماری نظر زمین پر پڑتی ہے۔ کسی بھی طرح ہم زمین کے اندر باہر کو بے رنگ نہیں کہہ سکتے۔ قابلِ احترام قارئین خواتین و حضرات اور محققین کو یہ سمجھنا چاہئے کہ رنگین دنیا کیا ہے؟

زمین و آسمان میں ہماری نظر جو کچھ دیکھتی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ ہر شے رنگوں کے غلاف میں بند ہے۔ کائنات میں زمینیں ہوں، خلا ہو، کسی بھی قسم کی تخلیق ہو، چیونٹی سے لے کر ہاتھی اور ڈائنوسار تک ہم کسی تخلیق اور کسی یونٹ کو بے رنگ نہیں کہہ سکتے۔ اگر کہہ سکتے ہیں تو درخواست ہے کہ زمین پر کسی ایک بے رنگ شے کی نشاندہی کریں۔ کوئی ایک شے کی نشاندہی کریں جو رنگین نہ ہو۔

کہا جاتا ہے کہ پانی بے رنگ ہوتا ہے لیکن جب ہم پانی کا نقش دماغ کی اسکرین پر دیکھتے ہیں تو کسی بھی طرح پانی کو بے رنگ نہیں کہہ سکتے۔ ہر پانی میں رنگ غالب ہے— نیلا،

سبز، پیلا، سرخ، گلابی، سیاہ وغیرہ۔ ہر شے پانی سے تخلیق ہوئی ہے یعنی پانی جسے آدمی بے رنگ سمجھتا ہے، اس میں تمام تخلیقات کے رنگ موجود ہیں۔ شے (تخلیق) میں رنگوں کا امتزاج نہ ہو تو شے سوالیہ نشان بن جائے گی۔

• • ———————— • •

"آج کی بات" میں رنگوں کے رموز کو دوسرے زاویے سے پڑھئے۔

زمین کی اسکرین پر ہر تخلیق رنگ سے پہچانی جاتی ہے۔ کوئی ایک شے کھول کر دیکھئے مثلاً انار، سیب، آم — چھوٹی بڑی کوئی مخلوق بے رنگ نہیں ہے۔ سیب کے اندر تمام رنگ الگ الگ موجود ہیں جب کہ ہر رنگ دوسرے رنگ سے ڈھکا ہوا ہے۔ آم کے درخت کا رنگ الگ ہے۔ درخت پر پھول لگتے ہیں۔ پھول کا کِھلنا کیا ہے —؟ پھل کے بیج کا مخفی مظاہرہ۔ مخفی مظاہرے کو "بیج کا تخم" کہتے ہیں۔ بیج کے اوپر لکڑی کا نرم غلاف ہے، غلاف کے اندر گٹھلی ہے۔ گٹھلی ظاہر و باطن کا ملاپ ہے۔

(قانون) گٹھلی کے دو پرت ہوتے ہیں۔ جب ہم گٹھلی کو کھولتے ہیں تو ہر پرت میں اسپیس موجود ہے۔ آم کی گٹھلی میں ۱ دو پرت، ۲ دو پرت کے درمیان اسپیس یعنی خلا اور ۳ دونوں پرت میں خلا۔ دونوں پرت کے درمیان خلا اور دونوں پرت جب یکجا ہوتے ہیں تو ان پرتوں کے اندر ایک بولنے والا، سمجھنے والا، دیکھنے والا، ذائقہ محسوس کرنے والا خلا ہے۔ دونوں پرت جب یکجا ہوتے ہیں تو زندگی کے اعمال و حرکات، سوچ بچار، science کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ ان دونوں پرت میں چاروں طرف ابھار ہوتا ہے۔ دونوں پرت کا ابھار جب ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں تو دونوں کے درمیان خلا واقع ہوتا ہے۔ یونیورسل قانون ہے کہ دو کا اجتماع دو نہیں، اکائی ہے کہ جب دو خلا یکجا ہوتے ہیں تو یہ کسی بھی شے کا ایک دوسرے میں مل کر یکجان ہونا ہے۔ یکجان یعنی خلا یعنی اسپیس — اسپیس

کا مطلب ہے کہ دو پرتوں کا اس طرح یکجا ہونا کہ ایک کے دو پرت ہونا اور دونوں پرتوں کا ملاپ اس طرح ہے کہ گٹھلیاں ایک نہیں — دو ہیں۔ جب دو پرتوں کا ملاپ ہوتا ہے تو اسپیس موجود رہتی ہے۔ کیوں —؟ اسپیس یعنی خلا کا مطلب ہے کہ کوئی قوت ہے جس کو نیچر کہا جاتا ہے۔ اس خلائی نیچر میں دونوں پرت یکجا ہونے سے تیسرا پرت وجود میں آتا ہے۔ پانی میں اگر مٹھاس شامل نہ کی جائے تو میٹھا نہیں ہوتا یعنی شربت نہیں بنتا۔ حقیقت ظاہر ہوئی کہ کائنات میں ہر مخلوق خلا پر قائم ہے اور جب دو خلا یکجا ہوتے ہیں اور تیسری مخلوق ''توانائی'' خلا میں اپنا مظاہرہ کرتی ہے تو اسپیس بن جاتی ہے — لیکن اگر گٹھلی کے دو پرت کو الگ الگ کر دیا جائے تو بیج یا گٹھلی میں تخلیقی ایکویشن نہیں ہو گی۔

معزز دوستو، بہن بھائیو اور بزرگو! قانون کی ہر سطر میں راز ہے۔ اسے لکھئے — بار بار لکھئے تاکہ دو پرتوں کے درمیان خلا کھلے اور خلا میں موجود دونوں پرتوں کے رموز روشن ہو جائیں۔ جسے ہم دو پرت کے درمیان خلا کہتے ہیں، دو پرتوں کے ملنے سے، اس خلا میں سے تیسرے پرت کے رنگ ظاہر ہوتے ہیں۔

آپ نے ''آج کی بات'' پڑھی۔ میری آواز میں سن کر پڑھی۔ ریسرچ کی جائے تو زمین دراصل رنگوں کا مجموعہ ہے۔ زمین کے اندر باہر تلاش کرنے سے یہاں کوئی شے بے رنگ نظر نہیں آتی۔ جس شے کو آپ بے رنگ سمجھتے ہیں، دیکھئے — وہ بھی رنگ ہے۔ تفکر کے لئے ''ماہنامہ قلندر شعور'' کے صفحات حاضر ہیں۔

اللہ حافظ

خواجہ شمس عظیمی

# فقیر کی ڈاک

تفکر — ذہن کی دنیا میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔ تفکر سے خیال کی گہرائیاں روشن ہوتی ہیں۔ گہرائی میں تخلیقی رموز کے خزینے ہیں جن تک رسائی — عرفانِ نفس اور معرفتِ الٰہی ہے۔ ”فقیر کی ڈاک“ اذہان کی آبیاری ہے جس میں مرشد کریم خواجہ شمس الدین عظیمی صاحبؒ نے شعور کے تانے بانے کو لاشعور سے جوڑ دیا ہے۔

---

محترم عظیمی صاحب — السلام علیکم و رحمۃ اللہ،

آپ کی تصانیف کا مطالعہ کر رہا ہوں اور حیرت زدہ ہوں کہ آپ دن رات کام میں مصروف رہتے ہیں۔ ہزاروں خطوط کے جوابات دیتے ہیں۔ شاگردوں کی راہ نمائی فرماتے ہیں۔ تقریباً 12 کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ملک اور بیرونِ ملک سے بھی رابطہ قائم ہے۔ سرجانی ٹاؤن، کراچی میں ایک بڑا روحانی مرکز قائم کیا ہے۔ وہاں ہر جمعہ کو سینکڑوں آدمیوں کا مفت علاج کرتے ہیں۔ اندرون و بیرونِ ملک بڑے بڑے مراقبہ ہال کی نگرانی کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ کا چہرہ ہر وقت گلاب کے پھول کی طرح کِھلا ہوا اور تروتازہ رہتا ہے۔ ہر ایک سے نہایت اخلاق اور محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ جب کوئی آپ کے پاس بیٹھتا ہے تو اسے ایک عجیب قسم کا سکون اور اطمینانِ قلب کا احساس ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ہم لوگ جو نوجوان ہیں اور ہر قسم کی طاقتور دوائیں خصوصاً وٹامنز وغیرہ استعمال کرتے ہیں پھر بھی محنت اور مشقت کے کام کرنے کے بعد غصہ یا جھنجلاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں اور سکون آور دوائیوں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ اس کے باوجود سکون سے محروم ہیں اور جب آپ کی عمر تک پہنچیں گے تو معلوم نہیں، کیا حشر ہوگا۔

آپ سے صرف میں ہی نہیں بلکہ ہر سکون اور صحت سے محروم شخص ضرور یہ جاننا چاہے گا کہ وہ کیا عمل ہیں اور وہ کون سے حالات ہیں جن کی وجہ سے آپ مسلسل محنت کے باوجود صحت مند، چاق و چوبند اور پُرسکون رہتے ہیں۔ امید ہے کہ سکون اور صحت کا راز طشت از بام* فرمائیں گے۔

نیاز مند، اشتیاق احمد انصاری (لاڑکانہ)

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ،

میری صحت اور سکونِ قلب کا راز یہ ہے کہ میں نے جان لیا ہے کہ یہ دنیا فریبِ نظر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ یہاں کتنی دولت جمع کرلیں، بڑے بڑے عالیشان محلات تعمیر کریں لیکن بالآخر یہ سب موت آپ سے چھین لے گی۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے جسم کی نشو و نما اس لئے کر رہا ہے کہ قبر میں کیڑے ہمارے جسم کے ایک ایک عضو کو اپنی خوراک بنائیں گے۔ ہم اپنی اولادوں کے لئے اگر اپنے ضمیر کے خلاف دولت جمع کرتے ہیں تو مرنے کے بعد یہ دولت ہمارے کسی کام نہیں آئے گی۔ اولاد عیش کرے گی اور بے ضمیر لوگوں کو فرشتے عذابِ جہنم میں دھکیل دیں گے۔

یہ بات بھی میرے مشاہدے میں ہے کہ جب کوئی بات یا واقعہ پرانا ہو جاتا ہے تو دنیا بھول جاتی ہے۔ یہ محض ہمارا خیال ہے کہ دنیا کیا کہے گی... ساٹھ سال سے زیادہ زندگی میں، میں نے یہ تو سنا ہے کہ دنیا کیا کہے گی ...... یہ نہیں سنا کہ اللہ کیا کہے گا۔

میں خوش رہتا ہوں کہ میرا تعلق میرے خالق اللہ سے قائم ہے۔

الحمدللہ، میں دنیا میں رہتے ہوئے اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ میری زندگی عارضی ہے اور مجھے اپنے پیارے اور ستّر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والے اللہ کے پاس جانا ہے۔

دعا گو، عظیمی

(بحوالہ: روزنامہ جنگ 1992ء)

---

* راز طشت از بام فرمانا (راز کھولنا، ظاہر کرنا)

# نامے میرے نام

"ماہنامہ قلندر شعور" نے قارئین خواتین و حضرات کو رسالے کے پلیٹ فارم سے تفکر کی دعوت دی ہے۔ رابطے کے قدیم و جدید وسائل کے ذریعے موصول ہونے والے خطوط شائع کئے جا رہے ہیں۔

---

◇ ڈاکٹر فخر الزمان، کوآرڈینیٹر۔ پنجاب کریکیولم ٹیکسٹ بک بورڈ (لاہور): جمعہ 21 فروری 2025ء کو حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ کے وصال کی خبر ملی۔ قبلہ عظیمی صاحبؒ امت کا سرمایہ تھے۔ یہ پاکستان سمیت پوری دنیا کے لئے بہت بڑا خلا اور نقصان ہے۔ تصوف کی دنیا میں بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔ اللہ پاک کا نظام ہے کہ کائنات کا نظام جاری رہتا ہے لیکن جو مبارک ہستیاں دارِ فانی سے پردہ فرمالیتی ہیں، ان کا خلا پورا نہیں ہوتا۔ محترم عظیمی صاحبؒ جس مقصد کے لئے جلوہ افروز ہوئے، مقصد کو پورا فرمایا — مخلوقِ خدا کی خدمت کی۔ ان کا روحانی فیض جاری ہے، دنیا ان کے علم سے فیض یاب ہوئی ہے اور آئندہ بھی ہوگی۔ اللہ پاک ان کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

◇ عطا دستگیر، سابق ڈائریکٹر اکیڈیمکس، پی سی ٹی بی (کینیڈا): حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ کی دنیا سے رخصتی سے بہت بڑا علمی اور روحانی خلا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ، حضور خواجہ صاحبؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے اور عقیدت مندوں کو صبرِ جمیل کے ساتھ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

◇ ڈاکٹر صبیح الدین (جدّہ): ہمارے اباجی محترم عظیمی صاحبؒ کا مادی قالب نظروں سے اوجھل ہوا ہے لیکن روحانی قالب یعنی قرب اور تعلیمات موجود ہیں۔ ذہن میں 27 جنوری 2025ء کے الفاظ مسلسل گونج رہے ہیں جو غم کی گھڑی میں سہارا ہیں۔ انہوں نے فرمایا، "اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ جس نے میری معرفت قلندر بابا اولیاءؒ کا دامن پکڑ لیا، میں کبھی اس کو ڈوبنے نہیں دوں گا۔" ان الفاظ میں روحانی طالب علم کے لئے وصل کی امید اور قربت کی روشنی ہے۔ میں تمام بہن بھائیوں

سے کہتا ہوں کہ آیئے! مل کر اباجی کی تعلیمات کی تصویر بن جائیں اور ان کی ترویج کے لئے صدقِ دل سے کام کریں تاکہ مادیت کی دیواریں ٹوٹ جائیں اور ہمیں مرشد سے وصال نصیب ہو، آمین۔

◇ جویریہ خان (سابق کپتان، قومی ویمن کرکٹ ٹیم، پاکستان): عالمِ ناسوت (بظاہر) ویران ہوگیا لیکن عالمِ بالا میں چراغاں ہے۔ ایک صدی زمین اور نہ جانے کتنی زمینوں (دنیاؤں) کو اللہ اور رسولؐ کی محبت کے پیغام سے منور کرنے، علمِ حضوری سے قلوب کو بیدار کرنے، خلقِ خدا کی بے لوث خدمت اور ایثار کرنے والے اللہ کے برگزیدہ بندے اور دوست نے اِس زمین کو مادی طور پر خیر باد کہا ہے لیکن چاہنے والا ہر دل گواہ ہے کہ ان کا ربط زمین کے باسیوں سے قائم ہے۔ اللہ کا کرم ہے کہ اللہ والوں کا فیض جاری رہتا ہے۔ ہر دور ابدالِ حق قلندر بابا اولیاءؒ کے شاگردِ رشید، ہمارے اباجی کی تعلیمات، طرزِ فکر اور خوش بو سے مہکے گا، انشاء اللہ۔

◇ نلینی کامتھ (بھارت): میں عرق النساء کی ناقابلِ برداشت تکلیف میں مبتلا تھی۔ محترم عظیمی صاحبؒ سے کبھی بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی۔ ایک روز مراقبہ میں ان کا تصور کرکے درخواست کی کہ میری تکلیف کو زمین میں اَرتھ کرکے اس اذیت سے آزاد کردیں۔ میں نے سنا تھا کہ وہ اللہ کے دوست ہیں، روحانی انسان ہیں، اللہ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی ہے۔ مراقبہ میں درخواست کے بعد سے عرق النساء کا درد ختم ہوگیا۔ اس واقعہ کو چھ سال گزر چکے ہیں پھر کبھی درد کی شکایت نہیں ہوئی۔ کرامت سے یقین کامل ہوگیا کہ ان کا مقام کتنا بلند ہے اور اپنے چاہنے والوں اور اللہ کی مخلوق سے باطنی رابطہ کتنا مضبوط ہے۔ وہ اپنے چاہنے والوں کے ساتھ ہیں اور درد کا مداوا کرتے ہیں۔ میری صحت اللہ کے نیک دوست کا احسان ہے۔ اللہ انہیں اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمائے، آمین۔

◇ بسمہ ساجد (دوحہ): اباجی ایک نام نہیں، عہد ہیں۔ ایسا عہد جس کی روشنی سے ہر دور روشن ہے۔

◇ صائمہ (لاہور): 21 فروری کی صبح دل غم سے پارہ پارہ ہوگیا۔ ماں سے زیادہ محبت کرنے والے، ہم سب کی ماں، ہم سب کے اباجی نے عالمِ فانی سے پردہ فرمالیا۔ آنسو ہیں کہ تھمنے کا نام نہیں لیتے۔ مرشد کا خلا کبھی پُر نہیں ہوتا۔ مرشد کا خلا صرف مرشد کی دید اور قرب سے پُر ہوتا ہے۔

◈ ڈاکٹر نریندر پربھو (دبئی): 2018ء میں کراچی میں اباجی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے ساتھ زندگی سے بھرپور چار بہترین دن گزارے۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے میرے سوالات کے جوابات دیے۔ بہت خیال رکھا، بہت کچھ سکھایا اور ہنسایا بھی۔ محسوس ہوا کہ ہمارے درمیان شناسائی بہت پرانی ہے۔ باطنی سرور کی چاشنی ملی، خود کو ان پر نثار کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ انہوں نے روحانی سفر میں میری راہ نمائی فرمائی ہے اور "اصل" کی تلاش کا راستہ روشن کیا ہے۔

◈ عائشہ (ابوظہبی): اے میرے مرشد! آپ کی محبت نے اندر میں یقین کی دنیا روشن کی۔ آپ سے ملنے سے پہلے میری دنیا تاریک تھی۔ آپ سے ملنے کے بعد کوئی لمحہ ایسا نہیں جو آپ کی روشنی سے روشن نہ ہو۔ ہماری زندگی آپ کی خدمت کے لئے وقف ہے جس طرح آپ نے اپنی زندگی ہماری خدمت کے لئے وقف کر دی۔ آپ نے جس جذبے اور جنون سے اپنے مرشد قلندر باباؒ کی آواز کو پھیلایا، ہم اس کی روشنی میں سلسلۂ عظیمیہ کے مشن کو آگے بڑھائیں گے، انشاء اللہ۔

◈ پروفیسر سلامت علی (ساہیوال): اللہ تعالیٰ نے مخلوق دوست ہستی اور ہم سب کے اباجی سے مخلوق کی خدمت اور تصوف کی تعلیم و تربیت کا جو کام لیا، وہ ہمارے لئے راہ نما ہے۔ اللہ اپنے دوستوں کو بندگی کی معراج عطا کرتا ہے اور ان کے توسط سے نسلوں کی بھلائی کے کام لیتا ہے، ایسے بندوں کے مشن بیج کی صورت میں زمین کے طول و عرض میں پھیل جاتے ہیں، اسپیس کی قید سے ماورا ہر دور میں تناور درخت بنتے ہیں اور پھل دیتے ہیں۔ اباجی نے تصوف کو کائناتی سائنس کے پیرائے میں بیان فرمایا، بتایا کہ جسم لباس ہے، لباس illusion ہے، اصل "روح" ہے — روح کا عرفان حاصل کرنے والے خواتین و حضرات اللہ کے دوست ہیں۔

◈ محمد علی ضیا (کراچی): استادِ عظیم، ایسی ہستی جن پر ہمیشہ انوار کا نزول ہوتا ہے۔ پُرنور چہرہ اور محبت کرنے والی ہستی کہ نگاہ ان کے رخِ روشن سے ہٹتی نہیں۔ ایک روز فرمایا، "یہ ساری کائنات اور اس میں بسنے والی مخلوقات اللہ کی محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کی ضروریات کے کفیل ہیں۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہیں۔ اگر اصل میں ہماری کوئی ماں ہے تو وہ خالقِ کائنات اللہ ہے۔"

◈ بی بی ہاجرہ (کراچی): اباجی کے حکم کے مطابق کتاب ''روحانی علاج'' کو جگہ جگہ تقسیم کرتی ہوں تو سکون ملتا ہے کہ وہ کام کر رہی ہوں جو اباجی چاہتے ہیں۔ آخری ایام میں بھی انہوں نے خلقِ خدا کی تکلیف کے بارے میں سوچا اور اپنی کتاب ''روحانی علاج'' کو ہر فرد تک پہنچانے کا حکم دیا۔

◈ حفصہ حماد (اوٹاوا، کینیڈا): خاتم النبیین حضرت محمدؐ کے عاشق، ہمارے اباجی نے ہمیشہ نصیحت فرمائی ہے کہ رات کو سونے سے پہلے سیرتِ طیبہؐ کا مطالعہ اور درود شریف کا ورد کرو اور اسی تصور میں سو جایا کرو۔ انہوں نے تحریر و تقریر میں کثرت سے ''موت'' کا فلسفہ سمجھایا کہ مرنے کا مطلب انتقالِ مکانی ہے۔ موت جسم پر وارد ہوتی ہے — روح مکانیت کی حد بندیوں سے آزاد ہے۔ دعا ہے کہ ہمیں روح کا عرفان حاصل ہو، نصیب یاوری کرے اور دیدِ دوست عطا ہو، آمین۔

◈ ڈاکٹر ثمینہ عامر۔Ph.D Colour Therapy (لاہور): میرے بہت پیارے اباجی، السلام علیکم، آپ کی دعا اور نظرِ کرم سے، آپ نے جو کام ذمے لگائے ہیں، ان کی ادائیگی میں بچوں کے ساتھ مصروفِ عمل ہوں۔ آپ نے فرمایا، جب مرشد ساتھ ہو تو ہر کام آسان ہے۔ کام کے دوران ہر لمحہ اور ہر آن یہی آواز میرے ساتھ ہوتی ہے۔ اباجی، آپ نے فرمایا کہ یہ دعا ''اے اللہ! ان بندوں میں شامل فرما جن پر تیرا انعام و اکرام ہوا، تم میرے لئے کیا کرو، میں تمہارے لئے کروں گا۔'' یقین ہے کہ میرے مرشد کریم، میرے اباجی، میرے لئے یہ دعا ضرور فرماتے ہیں اس لئے کہ میں یہ سبق نہیں بھولی۔ بچے سلام عرض کرتے ہیں۔ آپ کی بیٹی۔

محترم خواتین و حضرات

عرض ہے کہ مہنگائی سے روزمرہ ضروریات کی طرح کاغذ کی قیمت، پرنٹنگ اور ڈاک کے اخراجات میں بھی گراں قدر اضافہ ہوا ہے۔ اخراجات کو پورا کرنے کے لئے بہ امرِ مجبوری مئی 2025ء سے ''ماہنامہ قلندر شعور'' کے ہدیہ میں فی شمارہ دس روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یقین ہے کہ روحانی علوم کو پھیلانے میں ہمیشہ کی طرح آئندہ بھی آپ کا تعاون شاملِ حال رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور باطنی علوم کا فہم عطا فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

محمد اویس الحسن خان
(ڈپٹی رجسٹرار، اسلام آباد ہائی کورٹ)

# قلندروں کا ہم سفر

وہ ماہِ کامل جو چاندنی سے
جہاں میں جلوے بکھیرتا تھا
اداس لوگوں کے آنسوؤں کو
جو نرم جذبوں سے پونچھتا تھا
وہ اس کی صورت حسین اتنی
کہ دکھ بھی اپنے نہ یاد رہتے
وہ اس کی صحبت کی دلنشینی
دلوں کو اجلا بناتی رہتی
وہ اک طلسمی وجود ایسا
کہ ہرکسی کو وہ اپنا لگتا
وہ اک گھنا سا تھا پیڑ ایسا
کہ دھوپ چھاؤں کے موسموں میں
سبھی کو سایہ عطا وہ کرتا
وہ سائباں تھا جو بے گھروں کا
محبتوں کا امین پیارا
قلندروں کا وہ ہم سفر تھا
وہ میٹھے پانی کا چشمہ ایسا
کہ پیاسی روحوں کی پیاس بجھتی

وہ استعارہ تھا روشنی کا
ہزار دھارا تھا زندگی کا
حکیم دل کا وہ ایسا کامل
کہ ڈوبی نبضیں ابھرنے لگتیں
نظامِ ہستی میں کہکشاں سا
ہزار سمتوں سے ضوفشاں تھا
میں اہلِ دل سے یہ پوچھتا ہوں
خدا کے بندو! ذرا بتاؤ
بھلا کوئی یہ کہے تو کیسے
کہ ہم سے یکدم بچھڑ گیا ہے
مکاں بدل کر وہ چھپ گیا ہے
بھلا یہ ممکن ہی کب ہوا ہے
میں اتنا سوچوں تو مر ہی جاؤں
غموں سے اپنے اجڑ ہی جاؤں
کہ خواب میرا بکھر گیا ہے
کہ میرا مرشد بچھڑ گیا ہے!
کہ میرا مرشد بچھڑ گیا ہے!
......

# داستانِ جنون

محبوب کے وصل کی لذت آج بھی میرے اندر زندہ ہے اور یہی وہ لذتِ وصل ہے جو مجھے دن رات بے قرار کئے ہوئے ہے۔ میں اس لذت کی تلاش میں کہاں کہاں نہیں پہنچا۔ میں نے جنت کا ایک ایک گوشہ دیکھا۔ آسمانوں کی رفعتوں میں فرشتوں کے خوش نما صفاتی پروں کا جمال دیکھا۔ ملائے اعلیٰ کے قدسی اجسام میں تجلّی کا عکس دیکھا۔ دوزخ کے طبقات میں گھوم آیا۔ موت کو دیکھا۔ موت سے پنجہ آزمائی کی۔ وہ کچھ دیکھا جن کے لئے الفاظ نہیں ہیں کہ بیان کر دیا جائے لیکن ......مرشد کے وصل کی لذت نہیں ملی۔

ہر لمحہ مرنے کے بعد اس لئے جیتا ہوں کہ مرشد سے قربت ملے گی۔

جینے کے بعد ہر آن اس لئے مرتا ہوں کہ مرشد کا وصال نصیب ہو گا۔

اندر جھانکتا ہوں، مرشد نظر آتے ہیں۔ باہر دیکھتا ہوں، مرشد کی جھلک پڑتی ہے۔

ہائے! وہ کیسی لذتِ وصل تھی کہ زمانے گزرنے کے بعد بھی روح میں تڑپ ہے، اضطراب ہے، انتظار ہے۔ اس یقین کے ساتھ زندہ ہوں، اس یقین کے ساتھ مروں گا، اس یقین کے ساتھ دوبارہ زندہ ہوں گا کہ مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مجھے ایک بار اپنے سینے سے لگائیں گے اور مجھے اس طرح اپنے اندر سمیٹ لیں گے کہ میرا وجود نفی ہو جائے اور کوئی یہ نہیں جان سکے گا کہ مرشد اور مرید دو الگ الگ پرت ہیں۔

روحانی راستے کے مسافر میرے فرزند! میں آپ کو چند سطریں لکھنا چاہتا تھا مگر میرے اندر مرشد کریم کی محبت کا رکا ہوا طوفان برملا ظاہر ہو گیا اور میں داستانِ جنون لکھتا گیا۔

خدا کرے، میرا جنون، آپ کا جنون بن جائے۔ (آمین)

(کتاب: محبوب بغل میں)

# السلام علیک و رحمۃ اللہ

صاحبِ تکوین مرشد کریم کے نام جنہوں نے اندر میں آواز کو سننا اور دیکھنا سکھایا۔

آپ پر اللہ کی سلامتی ہے اور آپ ہمیشہ اللہ کی رحمت میں ہیں۔

★ —— ★ —— ★

کلاس ''نظریۂ رنگ و نور'' جو اگلے درجے میں ''احسان و تصوف'' میں داخل ہوئی، کا آغاز 2009ء میں ہوا لیکن اس کا اختتام نہیں ہے۔ آپ نے علم کے چراغ جلا دیے ہیں، روشنی پھیلتی رہے گی۔

---

زندگی مقناطیسی میدان* ہے جہاں ہر شے ایک طرف اپنی مقناطیسیت میں رہتی ہے کہ اس سے باہر اس کی پہچان نہیں — دوسری طرف پہچان کو ظاہر کرنے کے لئے اسی مقناطیسیت کا سہارا لے کر گریز کے امکانات پیدا کرتی ہے۔

بات مشکل لیکن آسان ہے۔

آسان بات کو آسان الفاظ میں پڑھئے۔

زندگی کشش اور گریز کی لہروں پر قائم ہے۔ کشش مقناطیسی میدان ہے تو گریز بھی مقناطیسی لہروں کی یکجائی ہے جس نے مخلوق کی انفرادیت کو قائم رکھا ہے۔ جہاں کشش کی مقداروں میں معمولی فرق آتا ہے، ایک نیا مقناطیسی میدان بن جاتا ہے، اس طرح یہ سلسلہ اربوں کھربوں میدانوں تک پھیلا ہوا ہے۔

زمین پر جتنی موجودات ہیں — کم، انتہائی کم، زیادہ اور انتہائی زیادہ شباہت کے باوجود مختلف ہیں۔ ہر تخلیق میں مقناطیسیت کی فریکوئنسی ایک لیکن الگ ہے۔ ایک اس طرح کہ تخلیقات مادی وجود کی نشوونما کے لئے ایک دوسرے سے حاصل توانائی پر انحصار کرتی ہیں۔ قدرت نے زمین پر نظامِ زندگی کو ترتیب اور تسلسل میں رکھنے کے لئے ذرّے ذرّے کو ایک دوسرے کا احساس دیا ہے اور یہ احساس کشش کی لہروں کے ذریعے قائم ہے۔

---

* مقناطیسی میدان (magnetic field)

مقناطیسی فریکوئنسی الگ ہونے کی وضاحت یہ ہے کہ جب کسی شے کا مظاہرہ ہوتا ہے تو مظاہرے میں خلا کے قانون کا عمل دخل ہے۔ مظاہرے کا مطلب شے کا محدود فریکوئنسی میں ظاہر ہونا ہے جس سے وہ اپنے ہونے سے واقف ہو سکے۔ خود کو دیکھنے کے لئے فاصلے کا قانون زیرِ بحث آتا ہے اور فاصلے کا دوسرا نام خلا ہے۔

(مثال) قطرہ جب تک سمندر میں ہے، خود سے روشناس نہیں ہوتا۔ سمندر جب قطرے کو ظاہر کرنے کے لئے بظاہر خلا (دوری) پیدا کرتا ہے تو قطرہ خود کو دیکھ لیتا ہے۔ خود کو دیکھتے ہوئے اس کی نگاہ خول پر ہو تو وہ خود کو سمندر سے الگ سمجھتا ہے — لیکن جب نگاہ اندر میں اترتی ہے تو قطرے کی نفی ہو جاتی ہے — سمندر کی مقناطیسیت اسے کھینچ لیتی ہے۔

"پاک اور بلند مرتبہ ہے وہ ذات جس نے سب کو معین مقداروں سے تخلیق کیا۔ ان مقداروں کی ہدایت بخشی۔ جس نے نباتات اگائیں اور انہیں خشک کر کے بکھیر دیا۔"
(الاعلیٰ : ۱۔۵)

اللہ تعالیٰ کی ذات اعلیٰ اور الوژن سے پاک ہے۔ اللہ نے مخلوق کو مقداروں سے تخلیق کر کے ان کے گرد معین مقناطیسی میدان قائم کیا ہے پھر سب کو اس کا علم عطا کر کے مخلوق کا اپنی اصل سے اور مخلوق کا مخلوق سے ربط پیدا کیا ہے۔ قدرت نے معین مقداریں یا مقناطیسی میدان کو روپ بہروپ میں ظاہر کیا ہے۔ بالآخر مقداروں کی انفرادیت کو ختم کرنے کے لئے مقناطیسیت کی گرفت کو ٹوٹنا ہے۔

---

زمین پر سمندر تو فضا میں بادل ہیں اور ان سے اوپر چاند، سورج اور ستارے۔ چاند سورج سے دن رات کا نظام گردش میں ہے، ستاروں سے سمتوں کی راہ نمائی ملتی ہے۔ سب اپنے لئے معین کشش کے مدار میں تیرتے ہوئے گریز کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ارشاد ہے،

"اور وہ اللہ ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔" (الانبیآء : ۳۳)

فلک مقناطیسی میدان ہے۔ چاند، سورج، دن رات اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں۔ ان کی مقناطیسیت سے زمین کے طول و عرض میں اندھیرے اجالے کا نظام قائم ہے۔ قدرت رات کو دن میں سے اور دن کو رات میں سے

نکالتی ہے۔ دن رات الگ الگ مقناطیسی میدان ہیں۔ یہ ایک دوسرے میں داخل ہوتے ہوئے جس مقام پر ملتے ہیں، وہاں گریز کی لہریں صفر ہو جاتی ہیں اور وہ مقناطیسی میدان غالب آتا ہے جو دونوں میں ایک ہے۔ رات کا دن اور دن کا رات میں داخل ہونا پیغام ہے کہ دونوں کی اصل ایک ہے — ان کو الگ دیکھنے کی وجہ طرزِ فکر میں "خلا" کا غالب ہونا ہے۔

ہر شے کی طرح ذہن یعنی طرزِ فکر بھی مقناطیسی میدان ہے۔ شب و روز ہزاروں چیزیں نظر سے گزرتی ہیں تو لگتا ہے کہ ہم فرد، شے یا منظر کو دیکھتے ہیں جب کہ مقناطیسی میدان نے جو خط و خال قائم کر دیے ہیں، ہم ان کو دیکھتے ہیں، اس کے سوا کچھ نہیں دیکھتے۔ قطرے کو دیکھتے ہوئے سمندر کا خیال نہیں آتا، سمندر کو دیکھ کر قطرہ حافظے سے حذف ہو جاتا ہے۔

شے مقناطیسیت کے مدار میں گھوم رہی ہے۔ مدار ٹوٹتے ہی اس کا مادی وجود اوجھل ہو جاتا ہے۔ دیکھنے کے لئے وہ میدان استعمال کیا جائے جو سب میں ایک ہے تو محدودیت کی گرفت ٹوٹتی ہے اور لاعلمی کا خلا کشش کی ان لہروں سے پُر ہوتا ہے جن میں دوری نہیں ہے۔

لاعلمی کا خلا کیا ہے؟

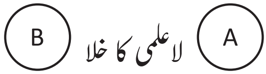


A اور B دو وجود، دو میدان ہیں۔ دونوں کے درمیان میں خلا ہے جب کہ خلا نہیں ہے۔ یہ لاعلمی کا خلا ہے جو ظاہری تشخص کو قبول کرنے اور باطنی تشخص کو بھولنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ بے علم کو خالی نظر آنے والی جگہ صاحبِ علم کو خالی نظر نہیں آتی۔ لاعلمی کا خلا بھی مقناطیسی میدان ہے جس نے اپنے اثبات کے لئے A اور B میں فاصلہ رکھا ہے۔ یہاں ہر شے کشش کی ایک فریکوئنسی ہے۔ ہر فریکوئنسی بظاہر مختلف ہے لیکن جس شے سے بنی ہے، وہ ایک ہے۔ ایک نہ سمجھنے کی وجہ سے لاعلمی کا خلا پیدا ہو گیا ہے جو اپنی کشش کو قائم رکھ کر فاصلے کے دھوکے میں مبتلا ہے۔ اس طرح ہر فرد خلا کے حصار میں ہے اور خلا دوری ہے۔

جنوری 2025ء کو مرکزی مراقبہ ہال کراچی میں 29 ویں بین الاقوامی روحانی ورکشاپ منعقد ہوئی۔ موضوع "روح اور جسم" تھا۔ روح ایسا

مقناطیسی میدان ہے جو سب میں ایک ہے۔ جسم ایسا مقناطیسی میدان ہے جس کے خط و خال ایک مگر سب میں الگ الگ ہیں۔

مرشد کریم نے روحانی ورکشاپ میں شریک خواتین و حضرات سے فرمایا،

"زندگی کے دو رخ ہیں۔ آج کی بات یاد رکھنا، شاید میں پھر نہ کہہ سکوں۔ زندگی کے دو رخ ہیں۔ کون سے ؟ ایک آپ کا غیب میں منتقل ہونا۔ دوسرا غیب سے دور ہونا۔ جب ہم ایک دن غیب ہوئے تو کیا ہوا؟ کون سی زندگی لے کر غیب میں گئے۔ اللہ سے دوری یا قربت ؟ دوری لے کر گئے ناں؟ اب وہاں ایک عالمِ اعراف بھی ہے جہاں یہاں سے سب منتقل ہوں گے۔ پھر اس کے بعد عالمِ حساب بھی ہے۔ پھر اس کے بعد جنت دوزخ بھی ہے۔ اللہ سے دوری کیا ہے؟ جو کچھ آپ نے یہاں کیا، غیب سے دوری ہے یا قربت ہے؟ جب ہم مر گئے، ہم ساتھ لے کر کیا گئے؟ اللہ سے دوری لے گئے، کچھ بھی نہیں، دوری لے گئے۔"

اگر طرز فکر میں نفسا نفسی اور انفرادی تشخص کی اولیت ہے، خیال نہیں جاتا کہ زندگی کو کس ہستی نے قائم رکھا ہے اور وہ ہم سے کیا چاہتی ہے تو طرز فکر خلا کے تابع ہے اور خلا دوری ہے۔ جو خواتین و حضرات اصل کو تلاش کرتے ہیں اور کیئر آف اللہ زندگی گزارتے ہیں تو لاعلمی کے خلا کی مقناطیسیت مغلوب ہوتی ہے اور وہ قربت کے میدان میں داخل ہوتے ہیں۔

---

مرشد کریم نے 27 جنوری 2025ء کے خطاب میں خواتین و حضرات سے فرمایا،

"سلسلہ کے اسباق کی پابندی کریں۔"

انہوں نے تین مرتبہ یہ نصیحت دہرائی،

"میرا مشن کیا ہے —؟ خاتم النبیین حضور پاکؐ کا چھوڑا ہوا علم جو حضور پاکؐ نے قلندر باباؒ کو سکھایا، حضور قلندر باباؒ نے مجھے سکھایا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بچے اس جائیداد کو ضائع نہ کریں۔ اس جائیداد کو ضائع نہ کریں۔ اس جائیداد کو ضائع نہ کریں۔"

مرید جب تعمیلِ حکم کرتا ہے تو وہ الوژن پر قائم مقناطیسی میدان کی نفی کر کے مرشد کے مقناطیسی میدان کا اثبات کرتا ہے۔ پھر مرید کی طرز فکر مغلوب اور مرشد کی طرز فکر غالب آجاتی ہے — مرشد کیئر آف اللہ سوچتا ہے۔

عابد محمود

# قصہ دردِ دل

کیا محبوب کا دیدار بھی کبھی آخری دیدار ہوتا ہے؟ وہ تو نظر بن جاتا ہے اور منظر بھی۔

مرشد کریم اباجی کی عیادت کے لئے D-32 نارتھ ناظم آباد کراچی، گیا۔ لرزتے قدموں اور دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے میں حاضر ہوا تو ایک جھلک دیکھ کر آنکھیں جھک گئیں۔ دل کی بے قراری تھی اور اباجی کا معصوم سراپا — دیکھ کر دل کے اندر گداز کے ہزاروں سوتے پھوٹنے کو بے تاب تھے۔ مزید کھڑا رہتا تو بلک بلک کر رو دیتا۔ مؤدبانہ انداز میں ہاتھ باندھے، سلام کیا اور بوجھل قدموں سے کمرے سے نکل آیا۔ محض 20 سیکنڈ کی ملاقات اور ایک جھلک نے انمول یادوں کے ہزاروں در کھول دیے۔

زندگی کا سب سے انمول تحفہ جو کسی کو دیا جاسکتا ہے — وہ وقت ہے۔

اباجی کی بے پناہ مصروفیات میں ایک روز ان کے حضور حاضر ہوا تو وہ تھک گئے تھے۔ آرام کا وقت تھا۔ سلام کے بعد ان کے آرام کا خیال کرتے ہوئے جانے کے لئے اجازت طلب کی تو انہوں نے ہاتھ سے بیٹھے رہنے کا اشارہ فرمایا۔ انہوں نے نشست تبدیل کی تو میں بے قرار ہو کر تکیہ درست کرنے لگا۔ وہ تخت پر ہاتھوں کا تکیہ بنا کر میری طرف منہ کر کے لیٹ گئے۔

ہزاروں بچوں کی معصومیت جب ایک چہرے میں مجتمع دیکھی تو بے اختیار ان کا ماتھا چوم لیا۔

ان کا چہرہ محبت کا چہرہ ہے۔

کیا کہوں کہ میرا کم ظرف وجود ان کے لطیف احساسات کی تاب نہ لا سکا۔ اندر میں ہوک اٹھی — آنکھیں نم ہوگئیں۔

جھکی ہوئی نظروں اور گداز دل سے عرض کیا، اباجی! آپ نے ساری زندگی اپنے مرشد کے لئے وقف کر دی۔ دن دیکھا نہ رات۔ آپ نے مرشد کا پیغام پہنچا دیا ہے — دنیا اس بات

کی شاہد ہے۔ آپ کے آرام کا وقت ہے۔ میں خدمت میں دوبارہ حاضر ہوں گا۔

میری کیفیت اور اندر میں جذبات دیکھ کر وہ پیار سے مسکرائے اور فرمایا،

”بھئی، دیکھو! میں آرام ہی تو کر رہا ہوں۔ کان تو سنیں گے، وہ سن رہے ہیں۔ زبان تو بولے گی، اس میں میرا کیا زور لگ رہا ہے۔ مرید کو آخری سانس تک مرشد کے مشن کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔“

عرض کیا، جی حضور۔

میں ان کے آرام میں مخل نہیں ہونا چاہتا تھا اور دل کا اصرار تھا کہ......؟

وہ میرے اندر دیکھ رہے تھے۔ سمجھ گئے۔

فرمایا، بھئی، میں کس کا ہوں؟

میں خاموش رہا۔

وہ گویا ہوئے، اللہ کا ہوں ناں؟

میں نے عرض کیا، جی۔

اور یہ جسم کس کا دیا ہوا ہے؟

دھیمی آواز میں عرض کیا، اللہ کا۔

انہوں نے دل نشیں تبسم* کے ساتھ فرمایا،

جب سب کچھ اللہ کا ہے تو ہمارا کیا ہے—؟

اللہ کی رضا پر راضی بندے کا تن من دھن ”یار“ کی امانت ہیں۔ جان سے زیادہ عزیز مرشد کریم تکلیف میں بھی مسکرا کر تسلی دیتے تھے۔ وہ رب کی رضا میں راضی ہیں — رب ان سے راضی ہے—لیکن میں جو اِس وقت D-32 میں حاضر تھا، کسی بھی طرح حالات سے راضی نہ تھا اور ان کے بدل جانے کی دعا کر رہا تھا۔

گھبراہٹ بڑھی تو سڑکوں پر بے مقصد پھرنے کے بعد مرکزی مراقبہ ہال کا رخ کیا۔ دل کی طرح کراچی کی فضا بھی ہم درد وغم گسار رفیقِ جاں کے لئے اداس اور دعا گو تھی۔ مراقبہ ہال کے در و دیوار، پھول اور پتّوں سے یاسیت* جھلک رہی تھی۔ ہر چہرہ افسردگی چھپا کر اپنی امید کے بجھتے چراغ سے دوسروں کی امید روشن کرنے کی کوشش میں تھا۔ خاموش چہرے اور بھیگی آنکھیں، کھوکھلی مسکراہٹ اور رندھی ہوئی آوازیں، بے قرار وجود اور تڑپتے دلوں سے نکلنے والی لہریں ایک ہی فریاد کر رہی تھیں۔ میرے اندر میں جوار بھاٹا ابلنے لگا۔ آنکھیں برسنے کو

* تبسم (مسکراہٹ) * یاسیت (اداسی)

بے تاب تھیں۔ میں کمرے میں جا کر لیٹ گیا۔

شام کو خبر ملی کہ اباجی کی طبیعت ساز گار ہو رہی ہے، طبّی رپورٹوں میں بہتری کا اشارہ ہے۔ خبر سنتے ہی مرجھائے ہوئے چہرے کِھل اٹھے اور میں سجدۂ شکر بجالایا۔ رات کو پُرسکون نیند کے بعد صبح ناشتہ کرکے ہم لوگ خدمت میں حاضر ہونے کی تیاری کر رہے تھے کہ ساڑھے دس بجے کے قریب خبر موصول ہوئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

---

سنے کون قصہ دردِ دل

میرا غم گسار چلا گیا...

جسے آشناؤں کا پاس تھا

وہ وفا شعار چلا گیا

دل و دماغ خاموش ہوگئے۔ وجود پتھرا گیا۔ وقت بے وقت رونے والی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ نہیں نکلا۔ میں نے تصدیق کے لئے ایک دو جگہ فون کئے، اس کے بعد خاموشی سے ایک طرف بیٹھ گیا۔ مراقبہ ہال میں سب ایک دوسرے سے گلے مل کر رو رہے تھے۔ میں ماؤف ذہن کے ساتھ فیصل آباد کے رانا صاحب کے ہمراہ ٹیکسی میں نارتھ ناظم آباد روانہ ہوا۔

ان پروانوں کی کون سنے جن کو شوقِ شہادت میسر آئے تو چراغ گُل کر دیا جائے۔

اباجی نے ایک ملاقات میں عشق کو تمثیل میں بیان کرتے ہوئے فرمایا،

”کسی نے شمع روشن کر دی۔۔۔ اور پروانے اس کے گرد جمع ہونے لگے۔۔۔ اور پروانے دیوانہ وار اس پر نثار ہونے لگے۔ بہت سے نثار ہو چکے ۔۔۔۔ اور باقی نثار ہونے کے لئے بے قراری سے شمع کے گرد طواف کرنے لگے۔“

D-32 نارتھ ناظم آباد میں اباجی کے چاہنے والوں کو غم سے بے حال دیکھ کر خیال آیا کہ پروانوں کا شوقِ شہادت عروج پر ہے۔ پروانے دیوانہ وار در و دیوار سے ٹکرا رہے ہیں۔

محبت بھرے دل کہاں جائیں!

ان پروانوں میں، میں مگس کی طرح تھا لیکن خاموش اور ساکن ـــ جیسے طوفان کے گزر جانے کے بعد اندر میں ویرانی چھائی ہوئی ہو۔ میرے اندر کا پروانہ خاموش کیوں تھا؟ تڑپا کیوں نہیں؟ شدتِ غم کو اظہار کا راستہ کیوں نہ دیا؟

؎ سرمد غمِ عشق بوالہوس را نہ دہند

سوزِ دلِ پروانہ مگس را نہ دہند

اباجی سے اکثر یہ شعر سنا ہے۔

ترجمہ: سرمد! عشق کا غم ہوس رکھنے والے کو نہیں ملتا۔ پروانے کے دل کا سوز مکھی کو حاصل نہیں ہوتا۔

میں دیر تک گھر کے سامنے خاموش کھڑا رہا۔ سیالکوٹ سے مرشد کریم کا ایک پروانہ فضیل میرے پاس آیا اور گلے لگ کر روتا رہا۔

تسلی کے لئے ایک لفظ نہ تھا۔

میں نے اسے رونے دیا۔

آخری دیدار کی ہمت تھی نہ حوصلہ۔

کیا محبوب کا دیدار بھی کبھی آخری دیدار ہوتا ہے؟ وہ تو نظر بن جاتا ہے اور منظر بھی۔

ذہن میں قلندر باباؒ کے عاشقِ صادق اور اپنے محبوب مرشد کے الفاظ گونج رہے تھے۔

"اگر آپ نے عشق کا راستہ اختیار کیا ہے تو اس طرح سے اپنے آپ کو غائب کر دو کہ شمع جلنے کے بعد دھاگا نہیں رہتا۔ موم بتی کا جسم تو رہ جاتا ہے لیکن دھاگا محبوب پر اس طرح قربان ہو جاتا ہے کہ دھاگا نظر نہیں آتا۔ موم بتی جہاں جلتی ہے، وہاں اس کے خون کے کچھ قطرے پڑے ہوئے ملتے ہیں یعنی موم ملتا ہے، مادی جسم ملتا ہے لیکن۔۔۔ دھاگا نہیں ملتا۔"

یہ الفاظ میرے مرشد کے اپنے مرشد ابدالِ حق حضور قلندر بابا اولیاؒ کے لئے جاں نثاری کا اظہار اور ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ہر مرید جانتا ہے کہ وہ اپنے محبوب مرشد کی یاد میں لمحہ لمحہ اور دیوانہ وار جلے ہیں۔ فنا، اپنی بقا تک پہنچ چکی ہے۔ بظاہر شمع بجھ چکی ہے۔۔۔ لیکن یہ شمع کہیں تو جلی ہے جہاں وہ تا ابد روشن رہے گی اور روشنی کو پھیلائے گی۔

22 فروری بروز ہفتہ پروانوں کا ہجوم تھا۔ نہ جانے کہاں کہاں سے، کتنے شہر اور کتنے ملکوں سے لوگ آرہے تھے۔ نمازِ جنازہ سے لے کر تدفین کے مراحل تک تمام رسومات مرکزی مراقبہ ہال، کراچی میں ادا کی گئیں۔

وہی بزم ہے، وہی دھوم ہے<br>
وہی عاشقوں کا ہجوم ہے<br>
ہے کمی تو بس میرے چاند کی<br>
جو تہہِ مزار چلا گیا<br>
جسے میں سناتا تھا دردِ دل<br>
وہ جو پوچھتا تھا غمِ دروں

وہ گدا نواز بچھڑ گیا

وہ عطا شعار چلا گیا

بہیں کیوں نصیرؔ نہ اشکِ غم

رہے کیوں نہ لب پہ میرے فغاں

ہمیں بے قرار وہ چھوڑ کر

سرِ راہ گزار چلا گیا

پروانے مرقد کے گرد بیٹھے عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کر رہے تھے۔ کوئی ذکر اور قرآن خوانی میں مشغول تھا تو کوئی مراقبہ میں بیٹھا آنسوؤں کی تسبیح پھیر رہا تھا۔

میں دور ایک درخت سے پشت لگائے خالی نظروں سے مرقد کی طرف دیکھ رہا تھا کہ چند من چلوں نے کلام پڑھنا شروع کر دیا۔

کیوں آنکھ ملائی تھی، کیوں آگ لگائی تھی

اب رخ کو چھپا بیٹھے کر کے مجھے دیوانہ

بے خود کئے دیتے ہیں اندازِ حجابانہ

آ دل میں تجھے رکھ لوں

اے جلوۂ جاناناں!

ساکن ربط یک دم بیدار ہوا، دل میں اباجی کے قرب کے احساس سے گداز کی لہریں پیدا ہوئیں اور آنسوؤں کے بند کھل گئے۔ میں جو پتھر کی مانند کھڑا تھا، مٹی کے ڈھیر کی طرح بیٹھتا گیا۔ آنکھیں سمندر بن گئیں اور دل ــــ

دل کی کیفیت بیان سے قاصر ہے۔

نہیں جانتا کہ کتنی دیر روتا رہا۔

یکایک دھندلی نگاہ سے ہر جا قمقمے ٹمٹماتے ہوئے نظر آئے۔ دل نے دیکھا کہ ہر طرف اور ہر ایک کے اندر میں، میرے عظیم مرشد کی محبت کی روشنی پھوٹ رہی ہے۔ پروانے طوافِ شمع سے اپنی بساط کے مطابق خود کو روشن کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ شمع کی روشنی سے سب کی ذات منور ہے۔ اباجی نے فرمایا تھا،

"عشق یہ ہے کہ دھاگا محبوب پر اس طرح قربان ہو جاتا ہے کہ دھاگا نظر نہیں آتا۔"

ہاں ـ ـ ـ وہ دھاگا ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ وہ دھاگا جو محبوب کے لئے خود کو فنا کر گیا، وہ بقا بن کر ہر پروانے کے دل کو روشن کر رہا ہے۔ اباجی ہم سے جدا نہیں ہوئے، وہ روشنی بن کر سب کے اندر میں مقیم ہیں۔

میرے ایک دوست انجم شبیر صوفیانہ فکر رکھتے ہیں۔ کسی اللہ والے سے تعلق تھا، برسوں ساتھ رہے۔ بزرگ کے وصال کے بعد انجم

بھائی غم سے نڈھال ہو گئے۔

پروانہ جانتا ہے کہ روشنی کہاں ہے۔ اس کی زندگی روشنی پر نثار ہونا ہے۔ انجم بھائی کی اباجی سے ملاقات ہوئی۔ انہیں اپنی منزل نظر آئی۔ بیعت کی درخواست کی۔

اباجی مسکرائے اور ان سے فرمایا،

"اللہ کے دوست زندہ ہوتے ہیں۔ وہ آپ کے ساتھ ہیں۔ سمجھا یہ جاتا ہے کہ دور ہو گئے۔ مادی جسم لباس ہے۔ اصل قائم رہتی ہے۔ آپ ان سے ربط و تعلق قائم کریں۔"

یہ مٹی کی دنیا ہے۔ مٹی کا لباس اتارنے والا نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے لیکن فنا نہیں ہوتا — سمندر سے مل کر سمندر بن جاتا ہے۔ اس کی روشنی پہلے سے زیادہ تابندہ و درخشاں ہو جاتی ہے۔ جس روشنی نے شمع بن کر پروانے کو فکرِ شہادت بخشی ہے، وہ مکانیت کی قید سے آزاد ہے۔ روشنی مٹی کے لباس کی پابند نہیں، ہر سو پھیل جاتی ہے، پروانے کی فکر روشنی کے ساتھ وسیع ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ چھ گھنٹے جینے والا پروانہ روشنی سے بغل گیر ہو کر ابدی زندگی سے ہم آغوش ہو جاتا ہے۔

ایک عزم اور یقین کے ساتھ میں نے اباجی کو دیکھا — دیکھا کہ وہ ہمیشہ کی طرح مسکرا رہے ہیں۔ اندر میں تصویر دیکھ کر دل طمانیت کے احساس سے بھر گیا۔ تصویر سے نکلنے والی لہروں نے ٹوٹے ہوئے دل کی دادرسی کی اور کہا،

"یہ ہجر نہیں، حقیقی وصل ہے۔"

اب ہمیں باہر نہیں، اندر میں دیکھنا ہے جہاں وہ تختِ دل پر جلوہ افروز مسکرا رہے ہیں۔

"اولیاء اللہ جب اس دنیا سے پردہ فرماتے ہیں اور اپنی قبروں میں جا سوتے ہیں تو زندگی کی طرح عوام کا رجوع اُن کی طرف برقرار رہتا ہے۔ لوگ اُن کی قبور پر اس لئے جاتے ہیں کہ انہیں وہاں سکون ملتا ہے اور ان بزرگوں سے روحانی رشتہ کی بنیاد پر ان کا تعلق اللہ سے قائم ہوتا ہے۔ انبیا کرام علیہم السلام، اللہ کے دوست اور شہدا کے اجسام بدستور قائم رہتے ہیں۔ ان کی ارواح متحرک اور فعال رہتی ہیں۔" (کتاب: تذکرہ خواجہ شمس الدین عظیمی)

# یقین کی انرجی

کائنات روشنیوں اور توانائیوں کے نہایت مربوط نظام کے ساتھ قائم ہے۔ ہر شے میں توانائی کی معین مقداریں کام کر رہی ہیں۔ ان متعین مقداروں کے ساتھ شے کا وجود قائم ہے۔ توانائی کی معین مقداریں شے کے جسمانی و روحانی نظام کو برقرار رکھتی ہیں۔

آدمی تقاضوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے اندر مسلسل تقاضے ابھرتے ہیں۔ تقاضوں کی تکمیل زندگی کی حرکت ہے۔ زمین پر آدمی وسائل کا پابند ہو کر زندگی گزارتا ہے، اس کے ساتھ وہ خاندان اور گروہ میں رہ کر زندگی بسر کرتا ہے۔ اجتماعی زندگی میں معاشرتی طرزوں کا عمل دخل ہے۔ اکثر اوقات ظاہری رسم و رواج اور معاشرتی طرزوں کا عمل دخل تقاضوں کی کامیابی کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے — ایسی ناکامیاں اور محرومیاں ارادے کو پست کر دیتی ہیں اور اس کی قوتِ ارادی کم ہو جاتی ہے۔

آدمی کا ارادہ وہ قوت ہے جو خیال یا ذہن کی فکر کو عملی جامہ پہناتا ہے یعنی ارادے کی قوت ہی ذہن کی حرکت بنتی ہے جو خیال کی تصویر کو ذہن کے پردے سے کھینچ کر سامنے حاضر کر دیتی ہے۔ تب آدمی مطلوبہ شے حاصل کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قوتِ ارادی کا فقدان آدمی کے تقاضوں کی تکمیل کے راستے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

جاننے کی ضرورت ہے کہ وہ کون سے عوامل ہیں جو آدمی کے اندر قوتِ ارادی کو گھٹاتے اور بڑھاتے ہیں۔ بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ تقاضوں کی زیادہ سے زیادہ تکمیل قوتِ ارادی کو بڑھاتی ہے اور تقاضوں کی زیادہ سے زیادہ ناکامی قوتِ ارادی کو پست بنا دیتی ہے۔

یہاں تقاضوں کی وضاحت ضروری ہے۔ تقاضوں سے مراد جبلّت نہیں ہے۔ جبلّت بھی فطری تقاضے ہیں مگر جبلّت حیوانیت کا دائرہ ہے۔ یہاں تقاضوں سے مراد وہ بشری تقاضے ہیں جو انسانیت کے دائرے میں آتے ہیں۔ ہر

نوع کی ایک خاص فطرت ہے جس پر اسے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ فطرت اس کی ذات سے الگ نہیں کی جا سکتی جیسے شیر میں درندگی کی صفت ہے۔ اسے ہزار سَدھایا جائے، وہ بلی نہیں بن سکتا۔ اسی طرح انسان کے اندر بھی فطرت کا خاص نظام کام کر رہا ہے۔ آدمی کی ہر حرکت فطرت کے اسی نظام کے دائرے میں ہے۔ فطرت کے دائرے سے ہٹ کر کوئی بھی حرکت شخصیت کو توڑ مروڑ دیتی ہے۔

غور کیا جائے تو کائنات یقین کے اوپر چل رہی ہے۔ یقین کے بغیر ہم کوئی حرکت نہیں کر سکتے۔ ہم زمین پر قدم بڑھاتے ہیں تو غیر ارادی طور پر ذہن میں یہ موجود ہوتا ہے کہ ہمارے پاؤں کے نیچے زمین ہے۔ اگر یہ خیال نہ ہو اور یقین شک وشبہ میں بدل جائے تو ہم فوراً لڑکھڑا جائیں گے۔ غرضیکہ یقین کائنات کی بنیاد ہے جس کے اوپر کائنات قائم ہے۔

ہم یقین کو روشنی سے تعبیر کرتے ہیں اور شک و وسوسہ و بے یقینی کو تاریکی کہتے ہیں۔ روشنی انرجی یا توانائی ہے اور تاریکی خلا ہے۔

یہ بات اب سائنس اور روحانی طرزوں پر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ دنیا اور کائنات کا نظام روشنیوں سے قائم ہے۔ روشنیاں کائنات کو وجود بخشتی ہیں اور کائنات کی اشیا کی نشوونما کرتی ہیں۔ اگر کائنات کے اندر سے روشنیاں نکال دی جائیں تو کائنات کا وجود مٹ جائے گا۔

اس حقیقت کے تحت کائنات کے ذرّے ذرّے کو قدرت کی جانب سے روشنی مہیا کی جارہی ہے۔ ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی کیوں کہ ہر شے جسم اور روح دونوں کے اشتراک کا مجموعہ ہے۔

### قوتِ ارادی مضبوط کرنے کی مشق:

”آنکھیں بند کر کے تصور کریں کہ آپ آسمان کے نیچے بیٹھے ہیں۔ آسمان سے نیلی روشنیاں آپ کے سر پر آرہی ہیں، دماغ کے ذریعے سے قلب کے اندر داخل ہو رہی ہیں، قلب سے یہ روشنیاں سارے جسم کے اندر پھیل رہی ہیں اور پاؤں کے تلووں سے خارج ہوتی جا رہی ہیں۔ اس طرح آپ کے سارے جسم کے اندر نیلی روشنیوں کا بہاؤ جاری ہے۔“

السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بوسیلہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ہم سب پر نازل ہوں اور ہمیں جسمانی اور روحانی سکون حاصل ہو، آمین۔

شک اور بے یقینی کے طوفان سے پیدا ہونے والی تقریباً دوسو بیماریوں اور مسائل کو یکجا کر کے کتاب "روحانی علاج" میں ان کا حل شائع کیا گیا ہے۔ کتاب "روحانی علاج" کی مقبولیت کے پیشِ نظر قارئین کے تعاون سے ادارہ "ماہنامہ قلندر شعور" نے اس کتاب کو گھر گھر پہنچانے کا پروگرام بنایا ہے۔

**جو خواتین وحضرات راہِ للہ کے اس پروگرام میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ ادارے سے رابطہ کریں۔**

ملنے کا پتہ: عظیمی یونیورسٹی پریس® سرجانی ٹاؤن، کراچی

+92 307111 5224

info@azeemiuniversitypress.com

زیرِ سرپرستی

اللہ کے دوست حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ

# عظیمیہ روحانی لائبریری جنڈ، اٹک

روحانی علوم کے متلاشی خواتین و حضرات اور طلبہ وطالبات کے لئے
عظیمی صاحبؒ کی تحریر کردہ اور تصوف کی دیگر کتابیں مطالعہ کے لئے موجود ہیں۔

اوقات: عصر تا مغرب روزانہ | حاجی بازار، جنڈ، اٹک۔ موبائل نمبر: 03009145175

حامد ابراہیم

# روشنی میں تصرّف

محقق جانتے ہیں کہ روشنی مادّے کی اصل ہے لیکن تخت دور کی بات، وہ ابھی تک ٹھوس نظر آنے والی پنسل کو روشنی اور روشنی کو ٹھوس پنسل میں منتقل نہیں کر سکے۔

زید تجربہ کار اور ماہر کمہار* ہے۔ اس کے بنائے ہوئے مٹی کے ظروف نفاست، خوب صورتی اور اعلیٰ معیار کی وجہ سے مشہور ہیں۔ وہ مٹی کی اقسام اور اس کے اجزائے ترکیبی سے واقف ہے۔ کنکر اور موٹے ذرّات کو مرحلہ وار عمل کے ذریعے باریک ذرّات سے الگ کرتا ہے۔ باریک ذرّات کو ایک عرصہ تر رکھتا ہے پھر بار بار گوندھ کر کوٹنے کے عمل سے گزارتا ہے تاکہ ذرّات کی آپس میں چپک زیادہ سے زیادہ ہو جائے اور کوئی شکل دینے میں آسانی ہو۔ وہ گُندھی ہوئی نرم مٹی کے ڈھیلے کو چاک* پر رکھتا ہے، چاک گھماتا ہے اور ہاتھوں سے مٹی کے بہروپ بناتا ہے۔

کسی شکل میں ڈھلنے سے پہلے مٹی کی تیاری ہفتوں اور مہینوں کا وقت لیتی ہے۔ باریک ذرّات الگ کرنا، کوٹنا، تر رکھنا، بار بار گوندھنا، ان میں گھاس یا چھال کے باریک ریشے شامل کرنا پھر گوندھنا اور بالآخر مٹی کا چاک تک پہنچنا، کمہار کے ذہن کے مطابق نئی نئی شکل میں ظاہر ہونا — کمہار کا مٹی میں تصرّف ہے۔ کمہار نے ذہنی صلاحیتیں مٹی میں مرکوز کیں۔ ارتکاز اور توجہ سے مٹی کی صفات آشکار ہوئیں اور وہ مٹی کو مختلف صورتیں دینے کے قابل ہو گیا۔

مٹی کیا ہے —؟ عناصر اور ان کے مرکبات کا آمیزہ ہے جن کی کمی بیشی سے مٹی کے رنگ اور قسمیں بنتی ہیں۔ تحقیق و تلاش (سائنس) کے مطابق ”عنصر“ ایسا مادّہ ہے جس کے تمام

* کمہار (کوزہ گر) * چاک (پہیّہ جس پر کمہار گُندھی مٹی کو مختلف شکلیں دیتا ہے۔)

ذرّات تعداد میں ایک جیسے ہیں۔ یہ ایک طرح سے مادّے کی مفرد اور منفرد قسم ہے۔ عناصر ٹھوس، مائع، گیس، غیر دھاتی ٹھوس، بھر بھرے یا دھاتی ہوسکتے ہیں۔ چند ایک دھاتوں کے سوا جو مائع شکل میں ہیں جیسے پارا اور سیزیم، تمام دھاتیں سختی، لچک، چمک، چادروں اور تاروں میں ڈھلنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ بعض دھاتیں اوسط درجے کی اور بعض انتہا درجے میں سخت ہیں۔ دَوری جدول* میں لوہا اور لوہے پر مشتمل گروپ (اوپر سے نیچے قطار) تمام دھاتوں اور عناصر سے زیادہ سختی اور مضبوطی رکھتا ہے۔ لوہے کی یہ خاصیت قرآن کریم میں چودہ سو سال پہلے بیان کر دی گئی ہے، جب اسے پرکھنے اور ناپنے کے لئے مادی طریقہ موجود نہیں تھا۔

”اور ہم نے لوہا نازل کیا۔ اس میں سختی ہے شدید اور لوگوں کے لئے بہت سے فوائد ہیں۔“ (الحدید: ۲۵)

تمام عناصر مٹی یا مادّے کے روپ ہیں۔ کسی عنصر یا عناصر کے ایک گروہ میں غور وفکر، طبعی اور کیمیائی خصوصیات معلوم کرنا، انہیں مختلف طریقوں سے استعمال کرنا اور نئی ایجادات، مٹی میں تصرّف کرنا ہے۔ جن اقوام نے لوہے میں تفکر کیا، لوہے کی صفات اُن پر آشکار ہوتی گئیں اور ہزاروں ایجادات ظاہر ہوگئیں۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔ آج ہر ایجاد اور ٹیکنالوجی میں لوہے کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔

مثال: کمپیوٹر پہلے بھاری بھرکم، زیادہ بجلی خرچ کرنے اور بہت کم کارکردگی کی حامل سست مشین تھی۔ نیم موصل* عناصر جیسے سیلکان، سنکھیا، سرمہ اور بسمتھ وغیرہ کی خصوصیات معلوم ہونے سے کمپیوٹر کا حجم کم ہوتا گیا اور کارکردگی زیادہ ہوتی گئی۔ آج ان نیم موصل مادّوں کی بدولت موبائل فون طاقتور کمپیوٹر کی شکل میں ہر فرد کی جیب میں ہے۔

---

تمام ایجادات مٹی یا مادّے کی مختلف اقسام میں ”تصرّف“ کا نتیجہ ہیں۔ ایک نکتہ سب میں مشترک اور قابلِ توجہ ہے — مٹی کے برتن جیسی سادہ اور کمپیوٹر جیسی پیچیدہ ایجاد تک، سب کے اجزائے ترکیبی، ان کے لئے درکار

---

* دَوری جدول (چارٹ جس میں تمام کیمیائی عناصر کو خاص ترتیب میں رکھا گیا ہے، Periodic Table)
* نیم موصل (وہ مواد جن کے ذریعے برقی رَو کی جزوی طور پر ترسیل ہوتی ہے، Semiconductor)

## روشنی میں تصرف سے تخلیق

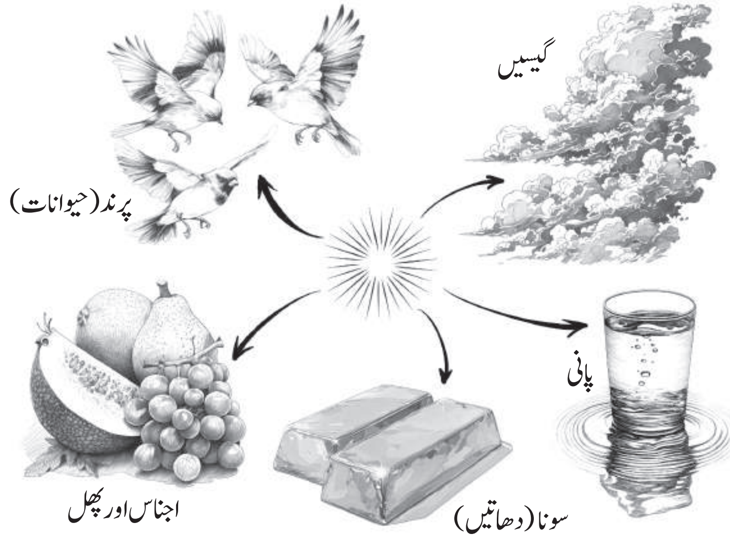


## وسائل میں تصرف سے تخلیق

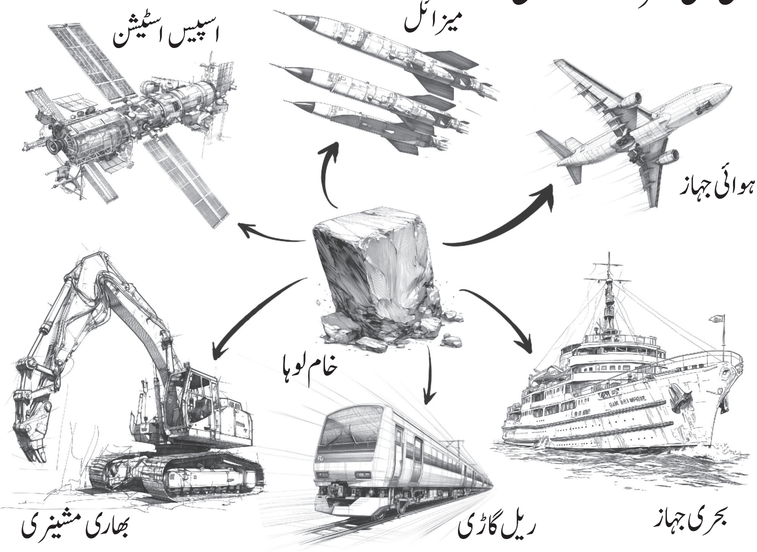

توانائی اور وسائل پہلے سے موجود ہیں۔

کمہار، انجینئر اور محقق کوئی شے نئے سرے سے نہیں بناسکتے۔ وہ زمین میں موجود وسائل کو اکٹھا کرتے ہیں پھر کم و بیش مقداروں کو یکجا کرکے نئی چیز بناتے ہیں۔ سادہ مثال ہے کہ پانی، دودھ، شکر، پتّی، چولہا اور ایندھن پہلے سے موجود ہیں۔ زید ان کو یکجا کرکے چائے تیار کرتا ہے لیکن ہر جز کو الگ اور نئے سرے سے تخلیق کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

اِس دور کو سائنسی ایجادات کی معراج قرار دیا جاتا ہے لیکن آثارِ قدیمہ سے ظاہر شواہد بتاتے ہیں کہ ماضی میں اس سے زیادہ ایجادات اور ترقی ہوچکی ہے۔ اہرام مثال ہیں۔

---

قرآن کریم میں ایجاد و تصرّف کا ایک رخ اور بیان کیا گیاہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

"میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔"
(اٰلِ عمران: ۴۹)

"اس شخص نے کہا کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا، میں اسے آپ کے پاس لے کر آتا ہوں، اس سے پہلے کہ آپ کی پلک جھپکے۔"
(النمل: ۴۰)

اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو چار پرندے ذبح کرکے، چاروں کے ٹکڑے ملاکر پھر چار الگ الگ پہاڑوں پر رکھنے کا حکم دیا۔

"پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک حصہ رکھ دو پھر انہیں پکارو، وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے۔" (البقرۃ: ۲۶۰)

حضرت عیسیٰؑ کا مٹی سے پرندے بنانا، ان میں پھونک مارنا، ذبح شدہ ٹکڑوں میں تقسیم، پرندوں کا حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر اصل حالت میں آموجود ہونا، حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں میں لوہا پگھلنا، بھاری بھرکم تختِ بلقیس کا مادی وسیلے کے بغیر پلک جھپکنے سے پہلے سیکڑوں میل دور منتقل ہونا، خاتم النبیین حضرت محمدؐ کے معجزات جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہوکر یکجا ہونا، غروب ہونے والے سورج کا واپس آنا، یہ مادی وسائل کے بغیر تصرّفات ہیں۔

انبیا کرام علیہم السلام کے معجزات متوجہ کرتے ہیں کہ تصرّف کی یہ نوعیت جس سے اشیا کی ماہیّتِ قلب ہوجائے، محض مادّی وسائل میں تصرّف نہیں بلکہ یہ تصرّف ایسی سطح پر ہے جو

مادّے سے ماورا ہے اور مادّی وجود کے قیام کی بنیاد ہے۔ یہ کون سی سطح ہے اور مادّی سائنس ابھی تک اس کو دریافت کیوں نہیں کر سکی؟

مادّی علوم چوں کہ مادّے پر اکتفا کرتے ہیں اس لئے مادّے کی حدود سے باہر کسی بھی شے کو جاننا ان کے دائرے میں نہیں آتا۔ محقق یہ جاننے میں کامیاب ہوئے ہیں کہ مادّے کی انتہا روشنی ہے یعنی روشنی چکر کھا کر، گُندھی ہوئی صورت میں ذرّات کی شکل اختیار کرتی ہے جن میں ثقل موجود ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ روشنی مادّے کی اصل ہے لیکن تخت دور کی بات، وہ ابھی تک ٹھوس نظر آنے والی پنسل کو روشنی اور روشنی کو ٹھوس پنسل میں منتقل نہیں کر سکے۔

---

کیا ابھی تک ایسی ایجاد ہو سکی ہے جس کا حتمی نتیجہ صرف روشنیوں کا مجموعہ ہو؟ چند ایجادات کسی نہ کسی طور اس ضمن میں شمار کی جاسکتی ہیں۔

① ہولوگرافی: ہولوگرام روشنیوں سے بنی سہ جہتی تصاویر ہیں۔ فضا میں روشنیوں سے بنے اجسام کھلی آنکھوں سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

② روشنی سے کی جانے والی مجسمہ سازی: یہ ہولوگرافی سے ایک مختلف طریقہ ہے جس میں ہوا کے ذرّات اور لیزر کی مدد سے فضا میں معلّق یا تیرتی ہوئی سہ جہتی اشکال بنائی جاتی ہیں۔

مادے اور روشنی کے امتزاج پر مشتمل چند ایجادات کا ذکر بھی ضروری ہے۔

① فوٹولیتھوگرافی: روشنی سے بنے پیٹرن لیزر کی مدد سے نیم موصل مادوں پر کندہ کئے جاتے ہیں۔ اس طریق پر مائیکروچپس بنائی جاتی ہیں۔

② لیزر سے کٹائی اور نقّاشی: لیزر کی مدد سے اشیا کو مختلف شکلوں میں کاٹا جاتا ہے اور ان پر نقش و نگار بنائے جاتے ہیں۔

ہولوگرافی اور لیزر سے بنائے جانے والے پیٹرن اور متحرک تصاویر کو دیکھ کر لگتا ہے کہ صرف روشنیوں کی مدد سے ایسا کیا جارہا ہے جب کہ ان میں واضح طور پر مادی آلات کا عمل دخل ہے۔ مادی حواس اور ان پر مبنی علوم کی مجبوری ہے کہ وہ مادے کی عینک کے بغیر دیکھنے سے قاصر ہیں تاہم ایسی ایجادات جن میں روشنی کو مرکزی اہمیت دی گئی ہے، باقی ایجادات سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔

---

روشنی کو روشنی کے حواس سے سمجھا جائے تو تخلیق اور تدبیر کی وہ جہتیں آشکار ہو سکتی ہیں

جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

مادے اور روشنی میں تصرّف کے حوالے سے "نظریۂ رنگ و نور" کے بانی محترم عظیمی صاحب تحریر فرماتے ہیں،

"ایک تصرّف ہے جو وسائل میں کیا جاتا ہے۔ ان وسائل میں جن کا ظاہری وجود ہمارے سامنے ہے۔ جس طرح لوہا ایک وجود ہے، اسی طرح روشنی بھی ایک وجود ہے۔ وسائل کی حدود سے گزر کر یا وسائل کے علوم سے آگے بڑھ کر جب کوئی بندہ روشنیوں کا علم حاصل کرتا ہے تو جس طرح لوہے (دھات) میں تصرّف کے بعد وہ عظیم مشینیں، ریل گاڑیاں، کنکارڈ، بڑے بڑے ہوائی جہاز، میزائل، نیپام بم، خلائی اسٹیشن، بحری جہاز اور دوسری چھوٹی بڑی ایجادات میں لوہے کو استعمال کرتا ہے، اس طرح روشنیوں کا علم حاصل کرکے وہ روشنیوں کے ذریعے بہت ساری تخلیقات وجود میں لے آتا ہے۔"

روشنی میں تصرّف کیا ہے اور کس طرح ہوتا ہے، خانوادہ سلسلۂ عظیمیہ فرماتے ہیں،

"اللہ اپنی تخلیق میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔ جب وہ کوئی چیز تخلیق کرتا ہے تو تخلیق کے لئے جتنے وسائل موجود ہونا ضروری ہیں، وہ خود بخود

محققین کے مطابق NASA X-43 کو دنیا کے سب سے تیز رفتار بغیر پائلٹ کے طیارے کا اعزاز حاصل ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ تجربے کے دوران اس نے Mach 9.6 یعنی تقریباً 7,366 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کیا۔
Mach 9.6 سے مراد ہے کہ طیارے نے آواز کی رفتار سے 9.6 گنا تیز پرواز کی۔

موجود ہو جاتے ہیں جب کہ بندے کا تصرّف یہ ہے کہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی تخلیق میں تصرّف کرتا ہے اور یہ تصرّف دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک طریقہ وسائل میں محدود رہ کر وسائل مجتمع کرکے کوئی نئی چیز بنائی جاتی ہے اور دوسرا طریقہ روشنیوں میں تصرّف کرنا ہے یعنی کوئی چیز جن روشنیوں پر قائم ہے، ان روشنیوں میں حرکت دے کر تصرّف کیا جاتا ہے۔ تصرّف کا یہ طریقہ انسان کے اندر روشنیوں سے متعلق ہے۔ روشنیوں کے اس ذخیرے کو حاصل کرنے کا طریقہ ہی دراصل روحانیت ہے۔ روحانیت میں یہ بات روشن دن کی طرح سامنے آجاتی ہے کہ زمین پر موجود یا کائنات میں موجود ہر شے کی بنیاد اور بساط روشنی ہے اور یہ روشنی اللہ کی صفت ہے۔"

# اے راہ نما ہر سمت رقصِ بسمل تو دیکھ
# زخم زخم نے اتحاد کی تصویر بنادی

ہمارے راہ نما سورج ہیں اور ہم سب سورج مُکھی کا پھول۔ جب سورج لامتناہی افق پہ گردش کرتے ہوئے رُخ بدلتا ہے تو سورج مُکھی کے پھولوں کے چہرے بھی اُس سمت ہو جاتے ہیں۔

---

صاحبِ امر — امر ہو گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

نقطہ تعطل کے بغیر حرکت میں ہے اور ظاہر و باطن میں یکساں کام کرتا ہے۔ یہ تعارف کے لئے نور اور پھر روشنی میں ظاہر ہوتا ہے۔ روشنی رنگین لباس اختراع کرتی ہے — گوشت پوست نظر آنے والا جسم اسی لباس کا مظہر ہے۔

تجلّی امرِ ربی ہے۔ رب کے امر کی تعمیل مومن کی زندگی ہے۔ زندگی جب "زندگی" سے ملتی ہے تو نورٌ علیٰ نُور ہو جاتی ہے — ایسے بندے کا شعور تمام مخلوقات کے شعور پہ غالب رہتا ہے۔ وہ عمر کے مختصر ترین وقفے میں اپنی نوع اور دیگر نوعوں کی فلاح و خیر خواہی کا انتظام کر کے جاتا ہے — اس کی رعنائی کو قائم رکھنے کے لئے فیض کا چشمہ جاری رہتا ہے۔ ایسی عظیم المرتبت ہستی، امام سلسلۂ عظیمیہ ابدالِ حق حسن اخریٰ سیّد محمد عظیم برخیاؒ المعروف حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے نورِ نظر اور ہمارے راہ نما حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ ہیں۔

ایک ملاقات میں فرمایا،

"میں چھپ بھی گیا تو رہوں گا۔"

میں بندی ناچیز ایک ذرّۂ بے مقدار ہوں جو وصل اور دیدار کی حسرت میں تڑپتا، سسکتا، بے قرار یہاں سے وہاں سر پٹختا رہا۔

عشق و ہجر کی داستان طویل ہوتی ہے۔ عاشق ایک آہِ ناتمام میں صبح سے شام اور شام سے رات کرتا ہے۔ جب ہجر کی رات کٹتی ہے،

سجدۂ شکر بجالاتا ہے پھر آہِ سرد سے نئے دن کا آغاز کرتا ہے ۔ اُس محبت کی منزل کیا ہے جو وصل میں ہجر کی کسک محسوس کرے ؟

ریت ہاتھوں سے سرکتی رہی اور میں دامنِ دل چاک کرتی رہی۔ وقت کہاں سے چلا، کہاں گیا، کچھ خبر نہیں۔ نگاہ، نگاہ سے ہٹی نہیں— دردِ دل تھما نہیں۔

---

سلسلہ میں آئی تو لوگ سمجھتے تھے کہ میرا تعلق کراچی سے ہے۔ لوگ ٹھیک سمجھتے تھے۔ میں دل ہی دل میں "اُن" سے ہم کلام ہوتی،

؎ جلا وطن ہو گئے ہیں تیرے شہر کی قسم
رہتا ہے تو جہاں، وہی اپنا مسکن

ایک روز قریب بلا کر تسلّی دی۔ فرمایا،

"میں جہاں کہیں بھی ہوں، تم میری بیٹی ہو، میرے ساتھ ہو۔"

اے راہِ عدم کے مسافرو! جان لو کہ ہمارے راہ نما لامکانی تھے — لامکانی ہیں۔

آؤ! ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر لامکاں کا سفر کریں۔ وصالِ یار کے لئے ناسوت کے مکاں کو مغلوب کرکے "زماں" کے تابع ہو جائیں۔

اسی دن کے لئے فرمایا،

"مجھ سے ملنے کے لئے کارڈ (پاس) بنوالیں۔"

ایسا مت سوچئے کہ ہم نے وقت ضائع کیا اور کچھ حاصل نہ کیا۔ خود سے مایوس نہ ہوں۔ ہمارا سرمایۂ جان تو وہ خود ہیں جن کی محبت کی مشعل ایک ایک دل میں فروزاں ہے — احساسِ محبت کو جِلا رہی ہے، بڑھا رہی ہے اور وصل کی تڑپ کو لامکاں تک پہنچا رہی ہے۔

---

پہلی بار راہ نما سے ملی تو محبت کو نورانی نقش و نگار میں دیکھا۔ ادب و احترام بڑھ گیا۔ میں نے نیاز مندی سے سر جھکا لیا۔ انہوں نے ہمیں اللہ اور اللہ کے محبوب خاتم النبیین رسول اللہؐ سے محبت کرنا سکھائی اور بتایا،

باادب  بانصیب
بےادب  بےنصیب

مکانی فاصلوں کی وجہ سے اکثر خیال آتا تھا کہ زندگی نے وفا نہ کی اور میں ملے بغیر دارِ فانی سے رخصت ہو گئی تو کیا ہوگا۔ راہ نما کی کتاب "روحانی علاج" میرے پاس آئی۔ پہلی بار کوئی وظیفہ پڑھا — عزم و یقین اور اخلاص سے

"قبولیتِ دعا" والا عمل شروع کیا۔ بیمار رہنے لگی کہ اشارہ ہوا — ہمارے پاس آؤ۔

سلام کے لئے کراچی حاضر ہوئی۔

انہوں نے سر پہ دستِ شفقت رکھتے ہوئے دریافت کیا، کیا پڑھ رہی ہو بیٹی —؟

مجھ پہ نقاہت طاری تھی۔ بات کرتے ہوئے بے ساختہ قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کیا، یہاں سے جانے کے بعد بھی آپ کے ساتھ رہنے کے لئے وظیفہ پڑھ رہی ہوں۔

مہربان باپ نے فرمایا،

"اللہ کو موت کی دعا پسند نہیں۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ خاتم النبیین حضور پاکؐ تشریف لے گئے تو صحابہ کرام رہے۔ انہوں نے اللہ کے پیغام کو پھیلایا۔ حضور قلندر بابا اولیاؒ تشریف لے گئے تو میں رہا۔ میرے مرشد نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تم میرے بعد رہو گے اور سلسلہ کا کام کرو گے۔ جب میں نہیں رہوں گا تو آپ سب میرے بچے سلسلہ کا کام کریں گے۔"

روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ وہ تسلّی دیتے رہے۔ انہوں نے اپنی جائے نماز دی۔ میں نے نماز پڑھی تو دل کو سکون ملا۔

ایک روز شام کی سیر پر جانے سے قبل میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا،

"یہ روحانیت بڑی عجیب چیز ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اباجی دنیادار نہیں ہیں۔"

پھر مسکراتے ہوئے فرمایا،

"میں کہتا ہوں، مجھ سے زیادہ دنیا دار کون ہوگا؟ خادمین حاضر باش کھڑے ہیں، سواری باہر موجود ہے، دنیا کے ہر ملک میں میرے بچے رہتے ہیں۔ جس کمرے میں میری تصویر ہے — وہ کمرا میرا ہے۔"

اللہ کے دوست سے اتنی گہری بات سن کر میں سوچ میں گم ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ دنیاداروں کی نظر میں دنیاداری کی تعریف کچھ اور ہے اور طالبِ حق کے لئے دنیا داری کیا ہے، ان کی بات سے سمجھ میں آیا کہ اللہ کی رضا کے مطابق دنیا میں رہنا اور لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت کو جگانا، دنیا میں رہنے کے آداب ہیں۔

ایک بھائی سے 20 سال بعد ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے، میں آپ کو جانتا ہوں لیکن آپ مجھے نہیں پہچانتیں۔ میں آپ کی راہ نما سے ملاقات میں سب سے زیادہ حائل ہونے کی کوشش کرتا

تھا پھر ان کے حکم پر آپ کو بلاتا تھا۔

دبلے پتلے نحیف و نزار* شخص سے شناسائی کی لہر محسوس نہ ہوئی تو انہوں نے کہا، میں وہی ہوں جو لحیم شحیم* ہوا کرتا تھا۔ نام بتایا تو ذہن میں جھماکا ہوا۔ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر حیرت ہوئی — وہ حال نہ وہ حلیہ۔

ایسا کیا ہوا کہ اتنا بدل گئے۔

بھائی نے کہا، میں نے راہ نما سے درخواست کی تھی کہ کچھ ایسا انتظام فرما دیں کہ ہر وقت آپ کے ہمراہ رہوں۔

راہ نما نے مٹھاس بھری آواز میں فرمایا،

"مرید— مرشد کے دل میں رہتا ہے لیکن
مرید کا آئینۂ دل صاف نہ ہونے کی وجہ سے
اسے نظر نہیں آتا کہ وہ کہاں ہے۔"

بھائی نے بتایا کہ میں خانقاہ چھوڑ کے چلا گیا تھا۔ ساری جوانی سڑکوں کی خاک چھانتا رہا اور آج لحد کے سرہانے بیٹھا ہوں۔ دیکھو! انہوں نے مجھے محروم نہیں رکھا۔

میرے بہن بھائیو! دل کے دریچے میں دیکھئے اور بتایئے، جب کوئی مشکل پیش آئی، کیا مہربان دوست نے ساتھ نہیں دیا—؟ ساتھ ہونے کا احساس نہیں دلایا—؟ پھر اس قیامت کی گھڑی میں وہ ہمیں کیسے چھوڑ سکتے ہیں—؟

---

علم دوست راہ نما کا روحانیت کی نرسری اور پہلی جماعت سے لامتناہی مقامات تک کا روحانی ورثہ کتابوں اور آڈیو ویڈیو لیکچرز کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ ان کا ایک ایک دُرِ حکمت* ہمیں قبائے دل میں سجا لینا چاہئے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کی ذات بزرگ دوست کی تعلیمات کی تصویر بن جائے۔ ہمارے قلوب اور وجدان میں دوست کی شخصیت کی گہری چھاپ، ان سے والہانہ عشق اور عقیدت موجود ہے۔

آیئے! اس مقدس ورثے کو نوجوان نسل میں منتقل کریں تاکہ عشق و محبت اور ایثار کی لہروں کا سفر جاری رہے۔

---

کل ایک ماں اپنی 13 سال کی بچی کو میرے پاس لے کر آئی۔ بچی کو کسی پل چین نہیں تھا۔

---

* نحیف و نزار (بہت کمزور اور لاغر) * لحیم شحیم (توانا، تنومند) * دُرِ حکمت (حکمت کا موتی)

روروکر ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔

معصوم پھول نے میرے کان میں کہا، آنٹی! کیا راہ نما مجھ سے ناراض ہیں جو انہوں نے مجھے اپنے پاس نہیں بلایا؟

میں نے بچی کا ماتھا چوما اور کہا، ہرگز نہیں! آپ تو ان کا پھول ہیں۔ آپ کے اندر ان کی محبت کی خوش بو ہے۔ وہ مسکرانے لگی اور مطمئن ہوگئی جیسے اس نے راہ نما کی ذات کو اپنے اندر میں محسوس کرلیا ہو۔

بچی کی والدہ سے پوچھا کہ کیا اس کی ظاہری طور پر ملاقات ہوئی تھی؟

ماں نے نفی میں سر ہلایا۔

میں نے کہا، آپ کی ذمہ داری ہے کہ جو محبت و شفقت آپ کو عطا ہوئی، اس بچی کے اندر منتقل کریں ــــ محبت قائم رہے گی۔ ہم نے اپنے فکر و عمل سے ہر قسم کے مشکل حالات میں، آندھیوں اور طوفانوں میں چراغوں کی حفاظت کرنی ہے ــــ انہیں بجھنے نہیں دینا۔

شفیق راہ نما نے سب سے پہلے کراچی میں خانقاہ تعمیر کی پھر اسے شہر شہر اور ملک ملک

ابدالِ حق ایک رباعی میں فرماتے ہیں،

چہرہ جسے دیکھیں تو کہیں ماہِ تمام
چلنا جسے دیکھیں تو کہیں ماہِ خرام
ساقی میں بتاؤں کیا جو ان پر گزری
سو بار ہی خُم بنے ہیں سو بار ہی جام

پھیلایا، اس اصول پر کہ ہر خانقاہ خالقِ کائنات اللہ تعالیٰ اور خاتم النبیین حضرت محمدؐ سے محبت کی تعلیمات کا عکس ہو اور وہاں آنے والوں کے اندر میں یقین کی دنیا روشن ہو۔

بزرگ راہ نما کی محبت ایسا مرکز ہے جس پر سب متحد ہیں۔ ہر عظیمی بھائی، بہن اور بچے مہربان دوست کے باغ کا انمول پھول ہیں۔ جس طرح پھولوں کے رنگ، خوش بو اور خواص جدا جدا ہیں ــــ عظیمی باغ کا ہر پھول نایاب اور گراں قدر ہے۔

عرض یہ ہے کہ ہمارے راہ نما سورج ہیں اور ہم سب سورج مُکھی کا پھول۔ جب سورج لامتناہی افق پہ گردش کرتے ہوئے رُخ بدلتا ہے تو سورج مُکھی کے پھولوں کے چہرے بھی اُس سمت ہو جاتے ہیں۔

زیرِ سرپرستی

اللہ کے دوست حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ

# عظیمیہ روحانی لائبریری

برائے خواتین

روحانی علوم کے متلاشی خواتین وحضرات، راہِ سلوک کے مسافر اور ___ روحانی سائنس میں دلچسپی رکھنے والے طالبات وطلبہ کے لئے عظیمی صاحبؒ کی کُتب اور تصوف کی دیگر کتابیں مطالعہ کے لئے موجود ہیں۔

فری ممبر شِپ
فری مطالعہ

مکان نمبر 65 بلاک A-2، پنجاب ہاؤسنگ سوسائٹی

نزد جوہر ٹاؤن، لاہور۔ فون نمبر: 042-35185142

گلِ نسرین

# خیر کی فریکوئنسی

دائرے کا علم سکھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو حرزِ جاں
بنانے والوں کی آواز ہر دَور میں گونجتی ہے۔

قوموں کے نشیب و فراز کی کہانی خیال سے شروع اور خیال پر ختم ہوتی ہے۔ کوئی خیال بلندی پر لے جاتا ہے اور کوئی پستی میں پھینک دیتا ہے لیکن یہ طے ہے کہ بلندی پر لے جانے والا خیال خیر ہے اور ستّر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والی ہستی کی طرف سے ہے اور پستی سے دوچار کرنے والا خیال شیطنت ہے جس کی وجہ سے فرشتوں کا سردار عزازیل راندۂ درگاہ ہو کر ابلیس بنا۔ ارشادِ ربانی ہے،

"لوگو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

(البقرۃ: ۱۶۸)

حلال اور پاکیزہ چیزوں میں "خیال" بھی شامل ہے۔ قدرت سب کو خیر کی اطلاع بھیجتی ہے لیکن جب مخلوق اس اطلاع کو نہیں سمجھتی اور شیطانی وسوسوں کو قبول کرتی ہے تو خیر کی اطلاع پردے میں رہ جاتی ہے۔ مخلوق اپنے مفہوم کو اطلاع کا نام دے کر ملاوٹ (فریب) کے رنگ بھرتی ہے پھر اسی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

یہاں مخلوق سے مراد آدمی اور جنات ہیں۔ دونوں مکلّف ہیں۔ ان پر سزا و جزا کا نفاذ ہے۔ باقی مخلوقات بشمول فرشتے سب غیر مکلّف ہیں۔ ان پر سزا و جزا کا قانون نہیں ہے۔

فرد خود کو سکون سے محروم کر کے منفی خیال کو جذب کر رہا ہے، نقصان پہنچانے والی لہریں کھا رہا ہے۔ یہ لہریں صرف اسے نقصان نہیں پہنچا رہیں، پورے ماحول میں انتشار پیدا کر رہی ہیں۔ فرد واحد نہیں ہے، دو رخ سے بنا ہے، وہ ماحول سے وابستہ ہے، معاشرے میں لوگوں

سے میل جول رکھتا ہے۔ وہ کسی کا بیٹا بیٹی، بھائی بہن، شوہر بیوی، ماں باپ، رشتہ دار اور دوست ہے۔ غلط فریکوئنسی کو جذب کرنے والا کسی سے ہاتھ ملاتا ہے تو ہاتھ ملانے کے ساتھ اندر میں جذبات کی فریکوئنسی اسے منتقل کرتا ہے۔

قدرت مہربان ہے۔ دلوں کے حال سے واقف ہے۔ قدرت نے خیر کے کلمات کے تبادلے کی تلقین کی ہے۔ ہر مذہب میں اصول معین ہے کہ جب کسی سے ملو تو پہلے سلام کرو۔

السلام علیکم ۔ تم پر اور تمہارے ساتھ جتنے دیدہ نادیدہ لوگ ہیں، سب پر اللہ کی سلامتی ہو۔

(عربی زبان میں ''کُم'' کا صیغہ جمع یعنی ایک سے زیادہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔)

جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہہ کر وہ نیک کلمات کا تبادلہ کرتا ہے۔ معنی و مفہوم کو سمجھ کر سلام کرنے سے شک و وسوسے سے متاثر خواتین و حضرات کے اندر منفی فریکوئنسی کا اثر زائل ہوتا ہے اور سلامتی کی فریکوئنسی کی لہریں غالب آجاتی ہیں۔ سلام کرکے دو افراد اپنے اور سب کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

سلسلۂ عظیمیہ کے قواعد وضوابط میں ہے،

''چھوٹے اور بڑے کا امتیاز کئے بغیر سلام میں پہل کریں۔''

امتیاز* کے بغیر سلام کرنے سے معاشرے میں خیر کی فریکوئنسی پھیلتی ہے، کدورت* اور وسوسوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔

مشق مصافحہ کرتے ہوئے لہروں کی زبان سنئے۔ ہاتھ جب ہاتھ سے ملتا ہے تو گرفت سے لہروں میں موجود جذبات کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ جذبات دل تک محدود نہیں رہتے، لہریں خون کے ساتھ جسم میں دَور کرتی ہیں۔ خوش دلی سے سلام کرکے اچھی لہروں کا تبادلہ کیجئے۔

اچھے عمل کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

---

مشق کرکے ایک ہفتے کے تجربات رات کو سونے سے پہلے ڈائری میں لکھ لیجئے اور سات دن بعد رپورٹ بھیج دیجئے۔ رپورٹ شائع کی جائے گی، شکریہ۔ (ادارہ)

اندر میں یکسو رہنے والے خواتین و حضرات

---

* امتیاز (فرق کرنا) * کدورت (کینہ)

کو ہم نے بے سکون نہیں دیکھا۔ چہرہ بتادیتا ہے کہ یہ ایسی دنیا کے باسی ہیں جو منتشر خیالی سے پاک ہے۔ یہ لوگ خیال کی قوت سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ زندگی اچھے خیال سے تعمیر ہوتی ہے اور برے خیال سے جس کو وسوسہ کہتے ہیں، تخریب بنتی ہے۔

ایک ملاقات میں محترم عظیمی صاحبؒ نے برے خیالات سے نجات کا طریقہ بتایا۔ فرمایا،

”لوگ اِدھر اُدھر کی باتیں سوچنے میں وقت ضائع کرتے ہیں، اس دوران میں یاحی یاقیوم کیوں نہیں پڑھتے؟“

یہ قولِ زرّیں وسوسوں کے دروازے کو بند کرنے کے لئے گائیڈ لائن ہے۔ ہم جس خیال کو وقت دیتے ہیں، وہ کُھلتا ہے، اس کی شاخیں بنتی ہیں، پتّے نکلتے ہیں، پھول کِھلتے ہیں، پھل لگتے ہیں اور تنا — تناور ہو جاتا ہے۔

تنے کو تناور کرنے کی قوت ہم وسوسوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر یہی قوت اچھے خیال جس میں مخلوق کی بھلائی ہو، مخلوق کے دائرے میں ہم بھی آتے ہیں، صَرف کی جائے تو خزاں رخصت ہو اور ہر سُو بہار آجائے۔

یاحی یا قیوم کے معنی ہیں، تمام وسائل کے ساتھ زندہ اور قائم رکھنے والا۔ اس کا ورد کرنے والے کے اندر میں نظام کو قائم اور آباد رکھنے کی طرزیں راسخ ہوتی ہیں، وہ کسی معاملے میں ذخیرہ اندوزی کو پسند نہیں کرتا، مخلوق کی خدمت میں علم گردش میں رہتا ہے اور پیسہ بھی۔ وہ پیسے اور علم دونوں سے اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے اور محبت کی چاشنی بکھیرتا ہے۔

مارچ 2001ء کو لاہور کے الحمرا آڈیٹوریم میں اللہ کے دوست عظیمی صاحبؒ کی کتاب ”ہمارے بچے“ کی تقریبِ رونمائی منعقد ہوئی۔ اس موقع پر انہوں نے حاضرین سے فرمایا،

”روحانی آدمی کم از کم پانچ سو سال تک کی منصوبہ بندی کرتا ہے۔ ہر کام کے لئے منصوبہ بندی ضروری ہے اور طویل منصوبہ بندی بہت اچھی ہوتی ہے۔“

(کتاب: خطباتِ لاہور)

جو ذہن لوگوں کی فلاح کے لئے پروگرام کا کم از کم پانچ سو سال کی حد سے آغاز کرتا ہے، اس کی فکر کی زیادہ سے زیادہ حد کیا ہوگی!

اس کی گونج ہر دور میں سنائی دیتی ہے۔

بادشاہوں کے مقبرے اس لئے ویران ہیں کہ انہوں نے اپنے بارے میں سوچا اور اللہ کے دوستوں کی آرام گاہیں اس لئے آباد ہیں کہ وہ دائرے میں سفر کرتے ہیں۔

دائرے میں سفر کیا ہے—؟

دائرہ اول، آخر، ظاہر، باطن کا مظاہرہ ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ محیط کو ظاہر کرتا ہے۔

”وہی اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے۔اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔“

(الحدید : ۳)

دائرے میں سفر یا دائرے کا علم سکھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو حرزِ جاں* بنانے والوں کی آواز ہر دَور میں گونجتی ہے۔

---

ہم جس خیال میں رہتے ہیں، اسی کے مطابق حال میں رہتے ہیں۔ ہمارے اندر بے یقینی کا جال ہے کیوں کہ ہم نے بے یقینی پیدا کرنے والی لہروں سے تعلق استوار کیا ہے۔ دن رات اولاد، پیسے، کھانے پینے، روزگار کی فکر، شکوے شکایات اور بے عملی میں گزرتے ہیں۔ جن

> **سچائی**
>
> عظیمی شخص کو سچا ہونا چاہئے۔ اسے چاہئے کہ وہ منافقت نہ کرے۔ سچائی یہ ہے کہ وہ اسباق پر پابندی سے عمل کرے اور منافقت یہ ہے کہ دن میں گیارہ مرتبہ بھی ”یاحی یا قیوم“ نہ پڑھے۔ (کتاب: خطباتِ لاہور)

اصولوں پر چلنے کی دوسروں سے توقع کرتے ہیں، ہماری شخصیت ان اصولوں سے خالی ہے۔ یہ بے عملی ہے کہ جو کہو اور سوچو، اس پر عمل نہ کرو۔ یہ ٹوٹ پھوٹ پیدا کرنے والی چیزیں ہیں جو شر کی فریکوئنسی کو غالب کر دیتی ہیں۔ اسے لکھنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ آدمی ضروریات سے منہ موڑ لے لیکن جس ہستی نے کائنات تخلیق کی ہے، ہمیں پیدا کیا ہے، بے حساب وسائل فراہم کئے ہیں، اس ہستی کا ذکر اور شکر ہمارے روز و شب میں کہاں ہے اور کتنا ہے، اس جانب غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر دَور میں اللہ کے دوستوں نے شر کی فریکوئنسی سے محفوظ رہنے اور خیر کی فریکوئنسی کو قبول کرنے کے لئے اسی پیغام کی منادی کی ہے۔

---

* حرزِ جاں (جان سے بڑھ کر عزیز رکھنا)

# فہم کا جغرافیہ

ذہن کی ساخت جس طرح ہوتی ہے، شے اسی آئینے میں نظر آتی ہے اس لئے علمِ طریقت سے وابستہ اشخاص فرماتے ہیں کہ آدمی شے کو نہیں، ذہن کے دیکھنے کو دیکھتا ہے۔

---

زمین کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں پر ختم، ترقی کے عروج کا زمانہ سمجھے جانے والے اس دور کے ماہرین و محققین کو معلوم نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ زمین گول ہے اس لئے اس کی باقاعدہ کوئی ابتدا و انتہا نہیں۔ ماہرین کہتے ہیں کہ زمین کا باضابطہ آغاز اور اختتام نہیں ہے۔ وہ ”اینڈ آف دی ورلڈ“ کی اصطلاح دور دراز یا انتہائی دشوار گزار مقامات کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنوبی امریکا کے ملک ارجنٹینا کے انتہائی جنوبی سرے پر واقع شہر Ushuaia ”دنیا کا اختتام“ کے حوالے سے مشہور ممالک میں شامل ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ دنیا کے جنوب میں واقع آخری آباد شہر ہے۔ مقامی لوگوں کی کہاوت ہے، ”اوسوایا— جہاں دنیا کا اختتام اور ہر شے کا آغاز ہوتا ہے“۔

دوسری طرف Verdens Ende ہے جو ناروے میں واقع ہے۔ مقامی زبان میں اس کا معنی ”دنیا کا اختتام“ ہے۔ یہ ناروے کے جزیرے Tjøme کے جنوبی سرے پر واقع مقبول سیاحتی مقام ہے۔ یہاں کی فضا کا لطف لینے اور اس کی زمین پر چلنے والے محسوس کرتے ہیں کہ وہ دنیا کے اختتام پر پہنچ چکے ہیں۔ واضح رہے کہ ملک ناروے قطبِ شمالی (North Pole) کے جنوب میں واقع ہے۔

قارئین کرام — اختتام کا علم تب ہوتا ہے جب آغاز کا علم ہو۔ زمین کہاں ختم ہوتی ہے، اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ زمین کا آغاز کہاں سے ہے۔ باطنی علوم کے ماہرین خواتین و حضرات کے سوا اس کا جواب کسی مادی علوم کے ماہر یا محقق کے پاس نہیں ہے۔

یہ مضمون زمین کے جغرافیہ سے متعلق نہیں ہے لیکن اس کا تعلق فہم کے جغرافیہ سے ضرور ہے۔

زمین کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کسی شے اور امر کے وقوف کے لئے اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ علم کے لئے ناگزیر* ہے کہ اس کا کوئی منبع* ہو جہاں سے علم کی ابتدا ہوتی ہے اور جہاں اسے لوٹ کر جانا ہے۔ منبع سے حاصل علم کے لئے ایسی ایجنسی موجود ہو جہاں علم ذخیرہ ہو۔ پھر علم کو سمجھنے والا، اس میں معنی پہنانے والا ہو اور آخر میں ایسی اسکرین کا ہونا ضروری ہے جس پر علم کا مظاہرہ ہو۔

دوبارہ پڑھئے۔

- منبع
- علم
- علم کو ذخیرہ کرنے والی ایجنسی
- علم کو سمجھنے اور معنی پہنانے والا
- علم کے مظاہرے کے لئے اسکرین
- مظاہرے کا غیب میں لوٹنا

زندگی پہاڑ کی ہو یا ذرّے کی، ان چھ دائروں یا مراحل میں سفر کرتی ہے۔ ذرّہ* محض خلیہ یا ایٹم نہیں ہے۔ ہر شے دو رخ پر ہے اور دو رخ مخلوق کی شماریات سے زیادہ یونٹوں میں تقسیم ہیں۔ ذرّہ کیا کہتا ہے؟ یہ لاشمار روپ بہروپ میں تقسیم ہو کر دوئی کی کہانی سناتا ہے۔

حاملِ علمِ لدنّی، ابدالِ حق قلندر بابا اولیاؒ نے ذرّے کے بارے میں فرمایا ہے،

ہر ذرّہ ہے اِک خاص نمو کا پابند
سبزہ ہو، صنوبر ہو کہ ہو سروِ بلند
انسان کی مٹی کے ہر اِک ذرّہ سے
جب ملتا ہے موقع تو نکلتے ہیں پرند

شاگردِ رشید محترم عظیمی صاحبؒ نے رباعی میں مخفی قوانین کا انکشاف فرمایا ہے۔

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے معین مقداروں سے تخلیق کی ہے۔ ہر تخلیق میں معین مقداریں کام کر رہی ہیں جو ہر نوع کو دوسری نوع سے اور ہر فرد کو دوسرے فرد سے ممتاز کر دیتی ہیں۔ مٹی کے ذرّات ایک ہی ہیں لیکن ان ذرّات کی مقداروں میں ردّوبدل سے طرح طرح کی تخلیق وجود میں آرہی ہے۔ مٹی کے یہ ذرّات کہیں سرو وسمن، کہیں کوہ و دمن اور کہیں خوش الحان پرند بن جاتے ہیں اور جب بظاہر مٹی کے یہ بے جان

---

* ناگزیر (لازم) * منبع (Source) * ذرّہ (ہر شے کی نشوونما ذرّے سے ہوتی ہے۔)

ذرّات زندگی کو اپناتے ہیں تو رنگ رنگ کائنات میں بکھر جاتے ہیں اور ان ہی رنگوں سے جیتی جاگتی ایک دنیا عالمِ وجود میں آجاتی ہے۔"

زندگی علم کے جن مراحل میں مظاہرہ کرتی ہے، رباعی میں ان کے رموز بیان ہوئے ہیں۔

علم کے مراحل کو آدمی (انسان نہیں) کی طرز میں بیان کریں تو عام فہم مثال بھوک ہے۔ عام فہم اس لئے کہ آدمی کی تگ و دو ظاہری تقاضوں کی تسکین کے لئے ہے۔ ان تقاضوں میں اول نمبر پر بھوک ہے۔ باطنی علوم کے ماہرین نے بھوک کے تقاضے کی تسکین کو باطنی پیرائے میں بیان کیاہے، اس کا مفہوم یہ ہے،

مثال: آدمی کو جسم میں غذا کی کمی کی اطلاع ملی۔ وہ سمجھتاہے کہ یہ اطلاع جسم نے دی ہے جب کہ جسم بے جان پُتلا ہے۔ اطلاع دینے والا کوئی اور ہے۔ جس فرد نے بھوک کی تسکین کے لئے جسم میں غذا کی کمی کے علم کو قبول کیا، اس نے علم کے اندر معنی پہنائے اور سوچا کہ میں کیا کھاؤں۔ چٹنی روٹی، مرغن غذائیں، ترکاری یا پھل۔ مٹی کے جسم کے گرد ایک اور جسم جو روشنی سے بنا ہے، اس نے فرد کی افتادِ طبع کے مطابق اطلاع میں پہنائے گئے معانی کو قبول کرکے بھوک کی تسکین کا مظاہرہ کیا اور آدمی نے "محسوس" کیا کہ اس نے روٹی کھالی ہے۔

محسوس کرنے کا لفظ تفکر طلب ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ آدمی نے روٹی نہیں کھائی۔ یہ معنی و مفہوم کی دنیا ہے۔ آدمی نے محسوس کیا کہ میں نے روٹی کھالی ہے۔ بھوک کی تسکین احساس کے دائرے میں داخل ہوئی اور ذہن اس احساس میں یکسو ہوگیا تو بھوک کا مظاہرہ ہوگیا۔

سوچنا یہ ہے،

- علم کا سفر کہاں سے شروع ہوا؟
- علم کی تصویر کہاں بنی؟
- تصویر میں معانی کہاں پہنائے گئے؟
- علم کا مظاہرہ کہاں پر ہوا؟
- مظاہرے کے بعد بھوک کا خیال کہاں چلا گیا اور آیا کہاں سے تھا؟
- اطلاع ظاہر ہونے سے غیب ہونے تک اس پورے عمل میں آدمی کی حیثیت کیا ہے؟

◆ قارئین خواتین و حضرات! ذہن کے پٹ کھولئے اور جواب ادارہ کو لکھ کر بھیجئے۔

ان سوالوں کا جواب تلاش کرنے کے ساتھ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ علم کیا ہے۔

علم اطلاع ہے تو اطلاع کیا ہے؟

اطلاع کو خیال کہا جائے

تو یہ ایک امر کے دو نام ہوئے۔

سوال اپنی جگہ پر ہے کہ علم کیا ہے؟

یہ محسوسات یعنی معنی و مفہوم کی دنیا ہے۔ جب تک آدمی کسی شے کو محسوس نہیں کرتا، علم نہیں ہوتا۔ جسے ہم حواس کہتے ہیں، وہ سب محسوسیت کی مختلف سطحیں ہیں۔ ان کی اصل ایک ہے لیکن علم نہ ہونے کی وجہ سے لاعلمی نے اسے کئی یونٹوں میں تقسیم ظاہر کیا ہے۔

حواس کی توجیہہ: حواس حس کی جمع ہیں۔ حواس بتاتے ہیں کہ سننا بھی حس ہے، دیکھنا بھی حس ہے، سمجھنا بھی حس ہے، چھونا بھی حس ہے اور بولنا بھی حس ہے۔ حس محسوس کرنے کی قوت کو کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس طرح لکھیں گے کہ سننا محسوس کرنے کی ایک صلاحیت، وسعت، range یا فریکوئنسی ہے۔ دیکھنا محسوس کرنے کی دوسری فریکوئنسی ہے۔ سمجھنا محسوس کرنے کی تیسری فریکوئنسی ہے۔

چھونے کی حس، جو کچھ سنا، دیکھا اور سمجھا، ان پر یقین کرنے کی ایک اور فریکوئنسی ہے۔ آواز کے ذریعے بولنا اس کے بعد کا یعنی سمجھ بوجھ کو ظاہر کرنے کا مادی مظاہرہ ہے۔

تجربہ: ہم بولتے ہیں تو ہماری آواز مخاطب کے علاوہ ہمارے کانوں میں بھی داخل ہوتی ہے۔ ہم اس آواز کو سن کر محسوس کرتے ہیں اور بولنے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ سننے سے ذہن میں تصویریں بنتی ہیں۔ ہماری آواز ہمیں نہ آئے تو ہم ایک لفظ کے بعد دوسرا لفظ نہیں بول سکتے۔ اس طرح نہ صرف سننے بلکہ دیکھنے، سمجھنے اور کسی شے کو ہاتھ لگا کر محسوس کرنے کا عمل بھی متاثر ہوتا ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ کان بند کرنے کے بعد بھی اپنی آواز آتی ہے یعنی ہم اپنی آواز سنتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ آواز اندر میں سے آتی ہے اور آپ نے کان باہر سے بند کئے ہیں۔

اس قانون کو سمجھنے کے لئے کسی اور کو بولتے سنیں تو ایک دو منٹ کے لئے کان بند کر لیں۔ اب اس کی آواز نہیں آئے گی۔ وجہ یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں، آواز باہر سے آرہی ہے۔

قارئین! ان جملوں کو تین بار پڑھئے۔ جو سمجھ میں آیا اور نہیں آیا، اسے کاپی میں لکھ لیجئے۔

توجہ طلب ہے کہ آواز جسے ہم پانچ حواس میں آخری درجہ دیتے ہیں، اس کا بنیادی تعلق ان حواس میں سب سے پہلے درجے، سننے سے ہے۔ ہم بات تب کرتے ہیں جب سنتے ہیں۔ سنتے ہوئے اپنی یا مقابل کی آواز نہ آئے تو بات نہیں کر سکتے۔ آواز سننے کے عمل پر ذہن کو یکسو کرنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ سننا اور بولنا محسوس کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

پانچ حواس کی اصل اندر میں آواز ہے۔ چوں کہ ہم اصل سے واقف نہیں ہیں، اسے مختلف یونٹوں میں تقسیم کر کے سمجھتے ہیں۔

(نتیجہ) جب آدمی ایک شے کو دو یا زیادہ میں تقسیم کرتا ہے تو ذہن (طرزِ فکر) تقسیم کے میکانزم کی ساخت اختیار کر لیتا ہے جس سے فریبِ نظر پیدا ہوتا ہے کہ سب چیزیں ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ ذہن کی ساخت جس طرح ہوتی ہے، شے اسی آئینے میں نظر آتی ہے اس لئے علمِ طریقت سے وابستہ اشخاص فرماتے ہیں کہ آدمی شے کو نہیں، ذہن کے دیکھنے کو دیکھتا ہے۔ ذہن اور فہم ایک شے کے دو نام ہیں۔ یہ مضمون ان کے جغرافیہ سے متعلق ہے۔

## سلامِ عشق

ادب آداب سے پہلے سلامِ عشق جا کہنا
کراچی جانے والو! تم مری خاطر دعا کہنا

عنایت ہے خدا کی جو ملی ہے آپ سی ہستی
بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے آپ سا، کہنا

معافی کی مری عرضی جب ان کو پیش کرنا تو
بہت نادم ہے، شرمندہ بڑا ہے، پُر خطا، کہنا

عطائیں اس قدر ہیں میں گنوں تو گن نہیں سکتا
یہ مجھ عاصی پہ ہے ان کے کرم کی انتہا، کہنا

زمانے کے طبیبوں نے جسے بس لادوا* جانا
تری چشمِ کرم سے اس نے پائی ہے شفا، کہنا

بہت چاہا تھا کچھ کہنا مگر کچھ بھی نہ کہہ پایا
سمجھ لیں گے وہ خود ہی سب نہ کچھ بھی مدعا، کہنا

وہ محرم دل کے ہیں انجمؔ ہے روشن حال سب میرا
مرا بس نام لے لینا، نہ کچھ بھی ماسوا کہنا

ادب آداب سے پہلے سلامِ عشق جا کہنا
کراچی جانے والو! تم مری خاطر دعا کہنا

(شاعر: ظفر اقبال انجمؔ)

---

* لادوا (لاعلاج)

# یکسوئی

حکایت ہے کہ مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھا نابینا شخص قدرے بلند آواز سے بینائی کی بحالی کی دعا مانگ رہا تھا اور لوگوں کے سامنے کشکول بھی رکھا ہوا تھا۔ ہر تھوڑی دیر بعد کشکول میں ہاتھ ڈالتا کہ کتنے سکّے جمع ہوئے۔ اتنے میں ایک وزیر نماز کے لئے حاضر ہوا۔ نابینا کی پکار سنی۔ کچھ دیر جائزہ لیا پھر قریب آکر پوچھا، کیا پریشانی ہے؟ نابینا شخص نے جواب دیا، ایک عرصہ ہوا، بینائی کی دعا مانگتا ہوں۔

وزیر نے سپاہی کو نابینا شخص کے قریب کھڑے رہنے کا اشارہ کیا اور نابینا سے کہا، سپاہی تلوار لئے سر پر کھڑا ہے۔ میرے واپس آنے تک بینائی بحال نہ ہوئی تو سپاہی کی تلوار تمہاری گردن پر ہوگی۔

نابینا شخص کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ پہلے آنکھوں کی فکر تھی، اب جان کے لالے پڑ گئے۔ وزیر کے لہجے میں سختی محسوس کر کے یقین ہوگیا کہ جو کہا ہے، بعید نہیں کہ کر گزرے۔ گرد و پیش سے بے خبر ہوا اور گڑگڑا کر دعا مانگی کہ "یا اللہ! رحم فرما، اندھے کو بینا کر دے"۔ آواز میں ایسا سوز تھا کہ وہاں موجود سب لوگوں نے آمین کہا۔ دعا قبول ہوئی اور آنکھوں میں روشنی محسوس ہوئی۔ رب کی رحمت دیکھ کر آنسوؤں میں شدت آگئی۔

اتنے میں وزیر نماز پڑھ کر مسجد سے باہر آیا۔ سیڑھیوں پر بیٹھا شخص سمجھ گیا کہ یہ وزیر ہے۔ دیکھ کر مسکرایا۔ وزیر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی۔ نابینا کو بینا دیکھ کر کہا،

> "اگر تم ساری زندگی اسی طرح دعا مانگتے تو کچھ نہ ہوتا کیوں کہ دعا کے وقت تمہارا دل کہیں اور تھا، ذہن کہیں اور، زبان پر کچھ اور تھا۔ موت کے خوف سے تم یکسو ہوگئے۔ توجہ یہاں وہاں سے ہٹ کر ذاتِ باری تعالیٰ پر مرکوز ہوئی۔ دعا میں تڑپ پیدا ہوئی اور قبولیت کے درجے تک پہنچ گئی۔"

**سبق** یکسوئی ــــ قبولیت کا درجہ ہے۔

منیزہ اظہر

# حلب کی ملکہ

سلطنتِ حلب کے امور میں ضیفہ خاتون کا فیصلہ آخری ہوتا تھا۔ تمام دستاویزات اور مکتوبات پر ان کے نام کی مہر لگتی تھی۔

---

ضیفہ خاتون ایوبی خاندان کی شہزادی تھیں۔ اپنے خاندان کی خواتین میں ان کا نام منفرد ہے کہ وہ حاکمِ سلطنت کے عہدے پر فائز ہونے والی ایوبی خاندان کی پہلی خاتون حکمران ہیں۔ 1185ء میں پیدا ہوئیں اور 57 سال کی عمر میں 1242ء میں جہانِ فانی کو خیر باد کہا۔

ضیفہ خاتون کے والد سلطان ملک عادل سیف ابنِ نجم ایوب مصر کے فرماں روا تھے اور ایوبیہ سلطنت کے بانی، سلطان صلاح الدین ایوبی کے بھائی تھے۔ صلاح الدین ایوبی تاریخِ عالم کے مشہور حکمرانوں اور فاتحین میں سے ہیں۔ ان کو فاتح بیت المقدس بھی کہا جاتا ہے۔ 1187ء میں یورپ کی متحدہ افواج سے بیت المقدس آزاد کروایا تھا۔

ضیفہ خاتون نسلاً کُرد تھیں۔ تعلق حکمران خاندان سے تھا۔ گھر کا ماحول تربیت وطبیعت پر اثر انداز ہوا۔ انہیں حکومتی اور سیاسی معاملات کا علمی و عملی تجربہ حاصل ہوا۔ اس کا بہترین مظاہرہ ان کی ازدواجی زندگی میں سامنے آیا۔

ضیفہ خاتون کی شادی بڑی بہن غازیہ خاتون کی وفات کے بعد ان کے شوہر ملک ظاہر غازی سے ہوئی۔ وہ حلب کے حکمران تھے۔ پورا نام ملک ظاہر غیاث الدین غازی بن یوسف ابنِ ایوب ہے۔ وہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے تیسرے بیٹے تھے اور رشتے میں ضیفہ خاتون کے چچازاد تھے۔

یہ شادی 1212ء میں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا مقصد ضیفہ کے والد ملک عادل اور ظاہر غازی کے تعلقات میں کشیدگی کو ختم کرنا تھا۔ دونوں میں صلح ہوئی۔ شاہی خاندانوں میں ایسی

شادیوں کا رواج تھا۔ شان و شوکت سے شادی ہوئی۔ ضیفہ خاتون کا حلب میں شاندار استقبال ہوا، وہ حلب کی ملکہ بن گئیں۔

عرب مؤرخ، قاضی، مصنف اور مفکر ابنِ واصل (1208ء-1298ء) نے لکھا ہے،

"ظاہر غازی ان کا بہت احترام کرتے تھے۔"

اس شادی نے ایوبی سلطنت کے اتحاد میں اہم کردار ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ضیفہ خاتون اور ظاہر غازی کو بیٹے کی نعمت سے نوازا۔ نام عزیز محمد رکھا گیا۔ بیٹے کی پیدائش سے شاہی خاندان میں ضیفہ خاتون کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا کیوں کہ وہ مستقبل کے سلطان کی والدہ تھیں۔

ولی عہد عزیز محمد کی عمر بمشکل چار سال تھی کہ ظاہر غازی بیمار ہوگئے۔ ضیفہ خاتون نے شوہر کی بیماری کی وجہ سے عملی طور پر سیاسی میدان میں قدم رکھا۔ بیماری موت کا بہانہ بنی اور حلب کے سلطان ظاہر غازی نے 44 سال کی عمر میں عالمِ ناسوت میں آنکھیں بند کرلیں۔

موت سے قبل وہ بیٹے عزیز محمد کو جاں نشین، اور اپنے دستِ راست شہاب الدین طغرل کو اس کا سرپرست اور اتالیق* مقرر کرنے کے ساتھ حلب کا مدارالمہام* نامزد کرچکے تھے۔ عزیز ظاہر غازی کے منصب سنبھالنے تک یہ عہدہ شہاب الدین طغرل کے پاس رہا۔

ظاہر غازی کی موت واقع ہوئی تو ضیفہ خاتون نے سلطان کے انتقال کی خبر ایک روز بعد عام کی۔ خبر کیوں چھپائی گئی، مختلف روایات ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ بیٹا کم عمر تھا اس لئے وہ چاہتی تھیں کہ وراثت میں خاندان یا دیگر باثر افراد کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

شہاب الدین طغرل نے تین سالہ امیرِ حلب کی تربیت کے ساتھ امورِ سلطنت انجام دیے۔ عزیز محمد ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ جوان ہونے کے بعد انہیں حکمرانی منتقل ہوئی لیکن وہ زیادہ عرصے اس عہدے پر نہ رہ سکے اور والد کی طرح جواں عمری میں وفات پاگئے۔

عزیز غازی کے بیٹے ناصر یوسف کی عمر سات سال تھی۔ مرحوم بیٹے عزیز کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے ضیفہ خاتون نے سات سالہ پوتے

---

* اتالیق (استاد) * مدارالمہام (حاکم و منتظم)

کو مجلسِ شوریٰ کی حمایت سے حلب کا حکمران مقرر کیا۔ درحقیقت وہ خود حکمران بنیں۔ کم عمر حاکم کی مشاورت کے لئے ملکہ کی سربراہی میں چار رکنی مشاورتی کونسل قائم کی گئی۔ کسی معاملے پر مجلسِ شوریٰ کے اراکین متفق ہوتے تو فیصلہ ملکہ کی منظوری کے بعد جاری ہوتا۔ دستاویزات پر ان کے دستخط ہوتے تھے۔

مؤرخ ابنِ واصل نے لکھا ہے،

"سلطنت کے امور میں ضیفہ خاتون کا فیصلہ آخری ہوتا تھا۔ تمام دستاویزات اور مکتوبات پر ان کے نام کی مہر لگتی تھی۔"

مشاورتی کونسل کے اراکین حلب کے طاقتور افراد میں سے تھے۔ ان میں ایک شمس الدین لولو الامینی تھے جو بعد میں ناصر کے مشیرِ خاص اور فوج کے سپہ سالار بنے۔ وفات تک اس عہدے پر رہے۔ دوسرے رکن جمال الدین ابو الحسن جو "القفطی" کے نام سے مشہور ہیں، عرب کے مؤرخ، دائرۃ المعارف نگار*، سوانح نگار اور حلب کے وزیر تھے۔ تیسرے رکن عزالدین عمر المجیلی کی تفصیلات معلوم نہ ہوسکیں۔

کونسل کے چوتھے رکن ملکہ کے سیکریٹری جمال الدولہ اقبال الزاہری تھے جو مشاورتی کونسل کے نائب تھے۔ حلب کی ملکہ کو ان تمام اراکین کی حمایت حاصل تھی۔

اُس دور میں کسی عورت کا حکمران بننا غیر معمولی بات تھی۔ انہوں نے مخالفتوں کا سامنا کیا لیکن کونسل کے اراکین نے ساتھ دیا۔

---

ضیفہ خاتون کا رعایا کے ساتھ کیسا رویہ تھا، اس بارے میں ابنِ واصل نے لکھا ہے،

"بحیثیت حاکم، ضیفہ خاتون انصاف پسند، مہربان اور رعایا کا خیال رکھتی تھیں۔ انہوں نے حلب کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا۔ رعایا پر سے ٹیکسوں کے بوجھ کو کم کیا۔ علم کی قدردان تھیں۔ درس گاہیں تعمیر کیں۔ فقہا، علما اور صوفیا کی عزت کرتی تھیں۔ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو ان کی حکمرانی میں امان تھا۔ بہت زیادہ خیرات کرتی تھیں۔"

حلب کی ملکہ کی خدمات ان کی شخصیت کا تعارف پیش کرتی ہیں۔ علم کے فروغ کے لئے

* دائرۃ المعارف نگار (Encyclopedist) انسائیکلوپیڈیا لکھنے والا۔ انسائیکلوپیڈیا، قاموس یا دائرۃ المعارف ایسی کتاب ہے جو عموماً کئی جلدوں پر مشتمل ہوتی ہے اور بہت سے موضوعات پر معلومات مہیا کرتی ہے۔

درس گاہیں تعمیر کرنا ایوبی خاندان کی شاہی خواتین میں عام تھا۔ ضیفہ خاتون کے بعد اس خاندان کی دیگر خواتین نے بھی حکمرانی کی اور علم کی ترویج میں حصہ لیا۔

ضیفہ خاتون عصری علوم میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ تاریخی روایات کے مطابق بہت سے دیگر کاموں کے علاوہ دو اہم منصوبوں کی تعمیر و سرپرستی ان سے منسوب ہے۔

① مدرسہ الفردوس

② خانقاہ الفرافرۃ

مدرسہ الفردوس، حلب میں باب المقام کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس میں مدرسہ، مسجد، مکتب، ہاسٹل، خانقاہ اور مقبروں کے لئے جگہ مختص ہے۔ یہاں ایوبی خاندان کے علاوہ کئی اولیاء کرام کی آخری آرام گاہیں ہیں۔

مدرسے کی تعمیر اور نقشہ ایوبی تعمیراتی طرز کا ہے۔ اس کا مقام اہمیت کو مزید بڑھاتا ہے۔ یہ مدرسہ شہر کی فصیلوں سے باہر بلند مقام پر تعمیر کیا گیا جہاں سے حلب کا پورا منظر دکھائی دیتا ہے۔ مدرسہ شہر کے مرکزی راستے کے قریب واقع تھا جو دمشق کی طرف جاتا تھا۔ یہ راستہ حج کے قافلوں کی گزر گاہ تھی۔ مدرسہ الفردوس کے بارے میں دستیاب معلومات یہ ہیں۔

”مدرسے کی شکل مستطیل اور 11 گنبد ہیں۔ اس کے وسط میں ایک صحن ہے جو تقریباً 55 میٹر × 45 میٹر کے سائز کا ہے جس کی ترتیب قدیم 3:4:5 تناسب کی ہے یعنی دو فیثا غورثی مثلثوں کو ملا کر بنایا گیا ہے۔ عمارت کا بنیادی نقشہ چار ایوانوں پر مشتمل ہے۔ ایک ایوان ایک جانب جب کہ باقی تین اطراف گنبدوں سے گھری ہوئی ہیں۔ مدرسے کے جنوبی حصے میں عبادت گاہ ہے جس کی چھت تین گنبدوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ سب سے بڑا گنبد امام کے سامنے والے مقام (محراب) پر ہے۔ محراب کی سجاوٹ پولی کروم ماربل موزائیک کے نمونوں سے کی گئی ہے جو ایوبی دور کی محرابوں کے ڈیزائن کی یاد ہے۔“

ضیفہ خاتون نے معیاری تعلیم فراہم کرنے کے لئے قابل اساتذہ کو منتخب کیا۔ وسائل کی فراہمی کو یقینی بنانے اور مدرسے کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ذاتی وسائل سے فنڈ

بنایا۔ بعض مِلوں کی دو تہائی آمدنی کو مدرسے کے لئے وقف کیا۔ اس طرح سرکار کی طرف سے مالی مدد جاری رہی جس نے اس ادارے کو رکاوٹ کے بغیر چلنے میں اہم کردار ادا کیا۔

مدرسہ فردوس کی عمارت ایوبی دور کے فنونِ تعمیر کی بہترین مثال ہے جو ظاہری و باطنی علوم کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ اس کی تعمیر کرنے والے ذہن کی بھی عکاسی کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ قوموں کی تعمیر و تربیت کے لئے دینی اور عصری علوم ضروری ہیں۔

مدرسہ فردوس علمی و روحانی لحاظ سے اُس دور کی ثقافت کا آئینہ دار تھا—مقصد اسلامی علوم، فقہ، قرآن اور تصوف کی تعلیم و تبلیغ تھا۔ ضیفہ خاتون کی قیادت میں یہ اہم علمی مرکز بنا۔

تاریخ دان لکھتے ہیں کہ مدرسہ فردوس محض تعلیمی ادارہ نہیں تھا بلکہ حلب کی ملکہ ضیفہ خاتون کی بصیرت، دور اندیشی، مستقبل کی منصوبہ بندی اور ایوبی دور کی طاقت کو ظاہر کرنے والا اہم مرکز تھا۔ اس نے اُس دور میں اسلامی تعلیمات کو پھیلانے میں کردار ادا کیا۔

---

مدرسہ فردوس کے علاوہ خانقاہ الفرافرۃ بھی ضیفہ خاتون سے منسوب ہے۔ یہ تصوف کے فروغ کے لئے قائم کی گئی تھی۔ یہاں باطنی علوم کے طالب علموں کو روحانی علوم حاصل کرنے کے ساتھ رہائش کے انتظامات تھے۔

خانقاہ کی تعمیر اسلامی طرز تعمیر کی عکاس ہے۔ خوب صورت محرابیں، کھڑکیاں، راہ داریاں، چھوٹے بڑے صحن اور سنگ تراشی جمالیاتی ذوق کی نشاندہی کرتی ہیں۔

خانقاہ 1237ء میں شام کے قدیم شہر حلب کے ضلع الفرافرۃ میں تعمیر ہوئی۔ عمارت کا اصل نام ”الرباط الناصری“ تھا۔ معنی ناصر کا قلعہ ہے۔

سرچ انجن وکی پیڈیا کے مطابق،

”عمارت کا داخلی دروازہ راہ داری سے ہوتا ہوا مرکزی صحن تک پہنچتا ہے۔ مربع شکل کے صحن کے درمیان میں وضو کے لئے حوض ہے۔ مرکزی صحن کے مشرقی حصے میں پتلی گزرگاہ ہے جو چھوٹے صحن تک جاتی ہے جس کی چاروں طرف ایک ایوان اور زائرین کے لئے تین کمرے ہیں۔ مرکزی صحن میں مغربی طرف سیڑھیاں چھت تک جاتی ہیں جہاں کئی کمرے صوفیا، حاجیوں اور درویشوں کی میزبانی

کے لئے ہیں۔ بڑے صحن کے جنوبی حصے میں گنبد والی محراب ہے جو سنگِ مرمر سے بنائی گئی ہے اور آٹھ ضلعی بنیاد پر واقع ہے اور چار ستونوں سے مضبوط کیا گیا ہے۔ محراب کے اردگرد دو ستون ہیں جو سجاوٹ سے مزین اور رنگین سنگِ مرمر سے آراستہ ہیں۔"

ایسے معاشرے اور دور میں جب اقوامِ عالم میں مردوں کا غلبہ تھا، حلب کی ملکہ ضیفہ خاتون کی زندگی میں چھوٹی بڑی مشکلات آئیں جن کا ثابت قدمی اور تدبیر سے سامنا کیا۔

لمحات گزرتے ہیں تو کردار ماضی کے پردے میں چھپ جاتے ہیں لیکن ان کے مادی اور غیر مادی نقوش رہ جاتے ہیں۔ غیر مادی نقوش علمی ورثے کی صورت میں نسل در نسل منتقل ہو کر افراد کی ذہن سازی کرتے ہیں جب کہ مادی ورثہ اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کے لئے بنیاد بن جاتا ہے۔ ضیفہ خاتون کا کردار مثال ہے کہ خالقِ کائنات اللہ تعالیٰ نے خواتین کو حکمرانی کے لئے صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ خواتین پر منحصر ہے کہ وہ اندر میں صلاحیتوں سے واقف ہو کر دنیا کی بہتری کے لئے کردار ادا کریں۔

## قدیم شہر

حلب — ملک شام کے شمال مغرب اور ترکی کی سرحد سے 48 کلومیٹر دور ملک شام کا سب سے بڑا شہر ہے۔ انگریزی میں Aleppo کہتے ہیں۔ شمار موجودہ دنیا کے قدیم شہروں میں ہوتا ہے۔ یہ ایک دور میں تعلیمی اور صنعتی مرکز رہا ہے۔ یہ قدیم سلک روڈ کا حصہ تھا۔ تاجروں کی گزرگاہ ہونے کی وجہ سے معیشت کو فروغ ملا۔ حلب کی زعفران خوش بو، رنگ اور ذائقے کی خصوصیات کی وجہ سے معروف ہے۔

ثقافتی لحاظ سے بھی قابلِ ذکر تاریخ کا حامل ہے۔ حلب کے قلعے سمیت دیگر تاریخی یادگاروں کے باعث اسے 1986ء میں یونیسکو نے "ورلڈ ہیریٹیج سائٹ" میں شامل کیا ہے۔ حلب نے لگ بھگ تین ہزار سال کی تاریخ میں عثمانیہ اور منگولوں سمیت چار سلطنتوں کے مختلف ادوار اور ان کے نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ یہ پہلی صدی قبل مسیح میں صدیوں تک سلطنتِ روما کا حصہ رہا۔ بالآخر 637 بعد از مسیح میں صحابی حضرت خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں عربوں کی فتح کے بعد اسے دوبارہ "حلب" کا نام دیا گیا۔ یہاں کی موجودہ آبادی تقریباً ڈھائی کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔

بلال حسن

# سوچئے اور لکھئے

اللہ تعالیٰ کی رضا میں خوش رہنے والا اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتا ہے۔ اس کا ذہن تقسیم نہیں ہوتا، ایک مرکز پر یکسو رہتا ہے۔

---

دانا کہتے ہیں کہ آدمیت کا معیار ظاہری وضع نہیں ہے کیوں کہ جانور بھی خوش لباس ہیں اور درخت، پودے اور پرندے بھی۔ لکڑی سے خوش بو آتی ہے، پھول پودوں سے بھی اور ہرن کا نافہ مشک بن جاتا ہے۔ یہ سب سانس لیتے ہیں، گفتگو کرتے ہیں، درخت دور دراز درختوں سے باتیں کرتے ہیں، کوئل کی کوک اندر میں کسک پیدا کرتی ہے اور بلبل کے نالے باغ میں پھولوں سے دردِ دل بیان کرتے ہیں۔ جانور، ہوا، پرندے، پانی، حشرات، درخت اور دوسری مخلوقات بہت سے کام آدمی سے بہتر انجام دیتی ہیں۔ آدمیت یہ ہے کہ آدمی اپنے نوعی منصب اور نوعی تقاضوں کو پورا کرے اور جانوروں، پرندوں اور حشرات کی تقلید* پر فخر کرنے کی بجائے فی الارضِ خلیفہ کی حیثیت سے مخلوقات کے لئے قابلِ تقلید بنے۔

آدمی مہذب اس وقت ہے جب شخصیت منظم ہو۔ منظم شخصیت کا ہونا تب ممکن ہے جب میلانات* اور جذبات کو قدرت کے اصولوں کے مطابق ڈھال کر ایک جذبۂ غالب کے ماتحت کر دیا جائے — وہ جذبہ یہ ہے کہ بندہ اس مقام کو حاصل کر لے جسے کھو کر زمین پر آیا ہے۔

وہ مقام کیا ہے —؟ تسلیم و رضا۔

خالقِ کائنات اللہ تعالیٰ نے آدم کو صفات کا علم (علم الاسماء) سکھایا۔ اس علم کی بنیاد پر جنت میں بھیجا اور فرمایا،

> "اور ہم نے آدم سے کہا، تم اور تمہاری زوج جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو، خوش ہو کر کھاؤ پیو مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ تمہارا شمار ظالموں میں ہو گا۔" (البقرۃ: ۳۵)

---

* تقلید (پیروی، نقل) * میلانات (رجحانات)

الٰہی قانون کے مطابق خوشی کا تعلق اللہ کی رضا سے ہے، اللہ کی رضا میں راضی رہنے سے ہے۔ جب تک آدم نے فرماں برداری کی، جنت کی اسپیس اس کے لئے مسخر رہی۔ ”جہاں سے چاہو، خوش ہو کر کھاؤ“ میں فاصلے کی نفی اور محدود شعور سے ماورا، لامحدود رفتار کا فارمولا ہے۔ فاصلے کی نفی سے زمانیت یعنی اللہ کے قرب کا احساس غالب ہوتا ہے جو حقیقی خوشی ہے۔ اس دنیا میں خوشی کے لمحات میں اسپیس* کا احساس نہیں ہوتا پھر جنت میں خوشی کا حاصل کیا ہے، جواب الہامی کتابوں اور آخری آسمانی کتاب قرآن کریم میں ہے۔

جنت خوشی کی اسپیس ہے اور خوشی اللہ کی فرماں برداری سے حاصل ہوتی ہے۔ جسے ہم خوشی کا نام دیتے ہیں، وہ فریب ہے۔ فریب قائم نہیں رہتا، جلد یا بدیر غم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ غم بھی فریب ہے کہ اس کی جگہ خوشی لے لیتی ہے۔ اللہ نے فریب کو ناپسند فرمایا ہے۔

”سن رکھو! بے شک اللہ کے دوستوں کو خوف اور غم نہیں ہوتا۔“ (یونس: ۶۲)

جنت میں جب تک آدمی کا ذہن اللہ کے تابع رہا، قریب دور کا فرق نہ رہا۔ ہر شے نے اللہ کے حکم پر آدمی کی تابع داری کی، اسپیس مسخر ہوگئی، آدمی خوش رہا۔ خانوادہ سلسلۂ عظیمیہ محترم عظیمی صاحبؒ فرماتے ہیں،

”خوش رہنے سے ذہن یکسو رہتا ہے اور صلاحیتیں ایک نقطے پر مرتکز ہو کر ارادے کی قوت کو بڑھا دیتی ہیں جب کہ ناخوشی ذہن کو تقسیم کرتی ہے اور تقسیم سے حواس کی رفتار بکھر جاتی ہے۔“

جب توجہ اللہ کے حکم سے ہٹی اور آدمی شجرِ ممنوعہ کے قریب گیا تو خوف، غم اور ناخوشی کی اسپیس بیدار ہوگئی۔ اس نے خوشی اور سکون کی اسپیس کو رد کر کے خود پر ظلم کیا۔

ظلم کیا ہے —؟

توجہ کا اللہ سے ہٹنا۔ جب اللہ کے خیال یا ذکر سے دوری ہوتی ہے تو یہ ربط کو توڑنے کی کوشش ہے، نظامِ کائنات اور نظامِ حیات میں مداخلت ہے۔ قدرت کے نظام میں خلل ڈالنے والا شخص مضطرب اور بے سکون ہو جاتا ہے، وہ ناخوش رہتا ہے — ایسے شخص کو جنت قبول نہیں کرتی۔

---

* اسپیس (فاصلہ، طوالت، وقت کا گزرنا)

جنت فرماں بردار اسپیس ہے، اس نے نافرمانی والے دماغ کو رد کر دیا۔

آدمی جنت سے اتر کر زمین پر آ گیا۔

اعلیٰ مقام سے ادنیٰ مقام میں داخل ہوگیا۔

تخلیقی فارمولوں کا علم پردے میں چلا گیا۔

ظلم اور نافرمانی کا دماغ غالب آ گیا۔

ظلم کیا ہے—؟ علم کی ناقدری ہے۔ وہ علم جو اللہ نے عطا کیا اور جس کی بنا پر فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا۔ ناقدری کیا ہے—؟ اللہ کی یاد سے غافل ہونا، اللہ سے اپنے ربط کو محسوس نہ کرنا، شک اور فریب میں مبتلا رہنا—یقین کی مقداریں ٹوٹ کر بے یقینی کا یقین بن جانا۔

شجرِ ممنوعہ کے قریب جانے سے کیا ہوا؟

جواب تلاش کرنے کے لئے اندر کے آئینے میں اپنے سننے، دیکھنے، محسوس کرنے، بولنے اور دیگر حواس کے طرزِ عمل کو دیکھئے۔ کیا سنتے، دیکھتے، محسوس کرتے، چکھتے، چھوتے، چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے ہوئے ہمیں کوئی شے ایک حالت میں نظر آتی ہے—؟ جواب نفی میں ہے تو یہ اس دماغ کی کارفرمائی ہے جس نے نافرمانی کی اور شجرِ ممنوعہ کے قریب چلا گیا۔

محترم عظیمی صاحبؒ فرماتے ہیں،

”شجر کا مطلب یہ ہے کہ پتّوں میں پتّے، شاخ در شاخ اور پھل۔ یہ وہ سوچ ہے جس میں illusion ہے۔ ابھی درخت بھرا ہوا ہے آموں سے اور اب ایک بھی نہیں ہے۔ پھر بھر گیا پھر خالی ہے۔ یہ reality ہے یا illusion ہے—؟“

(خطاب: 27 جنوری 2023ء)

قارئین خواتین و حضرات!

آپ نے اقتباس میں موجود سوال پڑھا۔

جواب لکھ کر ”ماہنامہ قلندر شعور“ کو بھیجئے۔

خالقِ کائنات اللہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ ازل سے ابد، ابد سے ابد الآباد، عدم سے وجود اور وجود سے عدم اس کی قدرت ہے۔ ٹائم کا اسپیس میں ظاہر ہونا اور اسپیس کا ٹائم میں داخل ہونا، اللہ کی ربوبیت کا اظہار ہے۔ اللہ نے اپنی قدرت کا سب سے زیادہ وصف مخلوقات میں انسان کو عطا کیا ہے، احسنِ تقویم کی صلاحیتوں سے سرفراز کر کے زمین پر نائب بنایا ہے لیکن یہ صلاحیتیں انسان کو تب حاصل ہیں، جب وہ اللہ کا فرماں بردار اور قرآن کریم کی تعلیمات پر

صدقِ دل سے عمل پیرا ہو۔

رب العالمین اللہ نے فرمایا ہے،

”کہہ دیجئے میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا رب ہے۔“ (الانعام: ۱۶۲)

آدمی اللہ کا فرماں بردار بنتا ہے تو نیابت کے قانون کے مطابق زمین پر مخلوقات آدمی کی تابع دار ہو جاتی ہیں۔ وہ انسانیت کے دائرے میں داخل ہوتا ہے جو اصل شرفِ آدمیت ہے اور انسان کو اللہ نے احسنِ تقویم فرمایا ہے۔ آدمی کا مقام اسفل سافلین ہے۔ احسنِ تقویم تخلیقی فارمولوں سے واقف ذہن ہے جب کہ اسفل سافلین رد کیا ہوا مقام ہے۔

اللہ رحمٰن و رحیم ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ آدمی اپنی کھوئی ہوئی میراث حاصل کر لے۔ اللہ کی رحمت ہے کہ جنت کی زندگی کا عکس ہمیں نیند کی دنیا میں نظر آتا ہے جب زمین تیزی سے لپٹتی ہے، فاصلے سمٹتے ہیں، نظر میلوں میل دیکھتی ہے، کان دور کی آوازیں سنتے ہیں، دو قدموں کے درمیان ہزاروں قدم حذف ہو جاتے ہیں، مقدس مقامات پر حاضری نصیب ہوتی ہے، نورانی

**پختہ ارادہ**

ایک دانا کا قول ہے کہ لوگ مشکل وقت کے لئے مال و زر اور وسائل و اسباب ذخیرہ کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ تجربہ کہتا ہے کہ مشکل وقت میں صرف اللہ پر یقین سے معمور ارادہ کام آتا ہے۔

ہستیوں کی زیارت ہوتی ہے — الغرض وسائل تابع ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کے حواس اور جنت کی اسپیس کی یاد دہانی کے لئے نیند کی دنیا کو ہمارے لئے نشانی بنایا ہے تاکہ جاگنے کے بعد ہم تلاش کریں کہ جن صلاحیتوں کا مظاہرہ نیند میں ہوا، وہ بیداری میں متحرک (active) کیوں نہیں ہیں ۔ یہ صلاحیتیں نیند سے بیداری میں کس طرح منتقل ہو سکتی ہیں؟

جواب مضمون میں موجود ہے۔

اللہ کی رضا میں خوش رہنے والا اللہ کی یاد میں رہتا ہے۔ اس کا ذہن تقسیم نہیں ہوتا، ایک مرکز پر یکسو رہتا ہے۔ ”تقسیم“ الوژن ذہن کا وصف ہے ۔ الوژن یہ ہے کہ آدمی کو شے اور منظر نظر آئے لیکن ان کو کس نے تخلیق کیا ہے، یہ حقیقت سماعت و بصارت سے اوجھل رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## یٰسٓ شریف، قرآن کریم کا مکمل نسخہ اور ۳۰ سپاروں کا سیٹ

دیدہ زیب سرورق کے ساتھ ساتھ اندرونی صفحات میں
خوب صورت ڈیزائن کردہ خط (font)
جس میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ آیات بآسانی پڑھی جاسکیں۔
زیادہ سے زیادہ لوگوں میں ایصالِ ثواب کے لئے تقسیم کیجئے۔

ملنے کا پتہ:
عظیمی محلّہ، سیکٹر C-4، سرجانی ٹاؤن، کراچی، پاکستان۔

+92-(0)21-36417843
+92-(0)305-4435207

عظیمی
عظیمی یونیورسٹی پریس®
AZEEMI UNIVERSITY PRESS

زیر سرپرستی خانوادہ سلسلہ عظیمیہ

QALANDAR SHAOOR ACADEMY
HYDERABAD - PAKISTAN

# ★ قلندر شعور اکیڈمی ★

## مراقبہ ہال حیدرآباد

قلندر شعور ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ ہم کائناتی تخلیقی فارمولوں کے تحت اپنے اندر روحانی صلاحیتوں کو متحرک کرسکتے ہیں۔

★ ★ ★

روحانی علوم کے متلاشی، راہِ سلوک کے مسافر اور روحانی سائنس میں دلچسپی رکھنے والے خواتین وحضرات کے لئے خوش خبری

گلشنِ شہباز، نزد ٹول پلازہ، جامشورو حیدرآباد، 71000، پاکستان

فون نمبر: 0333-2695331 ، 0331-3615533

تجمل
Tajammal
TRAVELS (PVT) LTD.

IATA
ACCREDITED AGENT
IATA Code: 27342433

# تجمل ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

تجمل للسفریات ( الخاصہ ) المحمدودہ

ویزہ + ایئرلائن ٹکٹ

ہوٹل + زیارات ٹرانسپورٹ

بجٹ پیکج اکانومی پیکج

5 ہوٹل کی بکنگ

## ٹی ایچ اے اوورسیز ایمپلائمنٹ پروموٹرز

شبعة تی ایچ اے ⟨THA⟩ لتطور الامور تتعلق بالعمال/الموعطفین الاجانب

THA
OVERSEAS EMPLOYMENT PROMOTERS
Licence No. 4189/LHR
(خصة تسعة: ۴۱۸۹/ایل ایچ آر

متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، قطر ملائشیا، میں ملازمت کے شاندار مواقع

- Labour Visa
- Skilled Visa
- Un Skilled Visa

thaoep1@gmail.com

رانا تجمل حسین
CEO

+92 300 6654 211
+92 302 1165 300
+92 321 6680 266
+92 41 2641 904

Office No. 54, Gate No. 5, Iqbal Stadium. Faisalabad. PK

Canderel®
with Stevia
Naturally Sweet
Zero Calorie Sweetener
Available in Tablets, Sachets and Jars
SEARLE

سندس بشیر

# سفید سمندر

زمین کے کناروں سے لاعلم شخص سمندر کی ابتدا و انتہا کی خبر نہیں رکھتا کیوں کہ سمندر کے کنارے سطح پر نہیں، گہرائی میں ہیں — سطح محض پھیلاؤ ہے۔

---

سمندر کی موجوں میں تسلسل اور پانی کے اندر ہر موج کے حجم* کا خیال آتا ہے تو حیران رہ جاتی ہوں کیوں کہ جب کوئی موج اٹھتی ہے تو اس کا سلسلہ تہ سے شروع ہوتا ہے، اندر میں تحریک پیدا ہوتی ہے اور مخصوص قوت کے ساتھ اوپر کی طرف اٹھتی ہے۔ اس تحریک کو ہم پانی کی سطح پر موجوں کے نشیب و فراز کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ جو کچھ ہم دیکھتے ہیں، وہ اس قوت کا عشرِ عشیر بھی نہیں جو پانی کے اندر لہروں کو بیدار رکھے ہوئے ہے۔

موجوں کو چڑھتے اترتے، آتے جاتے اور دائروں میں سفر کرتا دیکھ کر خیالات کی رَو وارد ہوتی ہے اور میں سوچتی ہوں کہ جب حدِّ نظر تک سمندر دماغ کی اسکرین پر نظر آتا ہے تو پھر میلوں میل پھیلے سمندر کا رقبہ کیا ہوا —؟ باہر بڑا اور دماغ کے اندر چھوٹا نظر آنے والا سمندر چھوٹا ہے یا بڑا —؟ ہم کیا دیکھ رہے ہیں —؟ جو دیکھ رہے ہیں، کیا وہ الوژن نہیں ہے —؟

ہر موج دوسری موج سے الگ نظر آتی ہے لیکن اندر میں دیکھیں تو وہ اپنے سے پیچھے اور آگے کی موجوں کا تسلسل ہے کیوں کہ سب ایک دوسرے کے لئے قوت بن کر کسی "بڑی قوت" کی موجودگی کا اثبات کرتی ہیں۔

---

خالقِ کائنات اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اللہ نے سمندر اور پہاڑوں میں توازن قائم کر کے ان کو معین حد سے زیادہ پھیلنے اور معین حد سے زیادہ سمٹنے سے روکا ہے۔

---

* حجم (جسامت، ضخامت، volume)

سمندر کے لاشمار فوائد ہیں۔ مخلوقات کا ایک بڑا حصہ ان کے اندر آباد ہے۔ غذا، نقل وحمل، تجارت، تفریح، ماحولیات اور بارش کے نظام کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ سمندر پانی کو ذخیرہ کرنے کی ایک بڑی ڈائی ہے۔

ہوا کی طرح سمندر گرمی سردی کو خطِ استوا سے زمین کے قطبین تک پہنچا کر موسمی تغیر کا باعث بنتا ہے۔ تجارت اور سامان کی نقل وحمل کے ساتھ ساتھ مخلوق کی غذائی ضرورت کا قابلِ ذکر حصہ سمندر کے ذریعے پورا ہوتا ہے۔

ماہرین کہتے ہیں کہ زمین پر آکسیجن کی تقریباً 70 فی صد مقدار سمندروں میں بنتی ہے۔ اسی طرح آتش فشانی حرکات خشکی سے زیادہ سمندر میں ہوتی ہیں۔ قد و قامت کی بات کی جائے تو زمین پر جسامت میں سب بڑی مخلوق وہیل ہے۔ پانچ ہزار کلوگرام کا افریقی ہاتھی اس وقت خشکی کا سب سے بڑا جانور ہے۔ دوسری طرف نیلی وہیل جو سمندر میں رہتی ہے، 90 سے 98 فٹ طویل ہے اور وزن دو سو ٹن کے قریب ہے۔ اس کی زبان کا وزن ہاتھی کے وزن سے زیادہ ہے۔ وہیل کی کئی قسمیں ہیں، خاندان ہیں، اتنی بڑی جسامت کو اپنی آبادی کے ساتھ رہنے کے لئے بڑی اسپیس درکار ہے۔ اندازہ لگائیے کہ سمندر کی وسعت کیا ہوگی۔ ماہرین تسلیم کرتے ہیں کہ ٹیکنالوجی میں غیر معمولی پیش رفت کے باوجود وہ سمندر کے محض پانچ فی صد حصے کو دریافت کرسکے ہیں۔ سوچنے کی ضرورت ہے کہ باقی 95 فی صد سمندر میں کیا ہے؟

---

سمندر نمکین پانی کے ایک بڑے پھیلاؤ کو کہتے ہیں۔ یہ نام بعض بڑی جھیلوں کے لئے بھی مستعمل ہے جیسے بحرِ اخضر*۔ سمندرِ اعظم پانی کے پانچ بڑے ذخائر کو کہا جاتا ہے جنہوں نے کرہ ارض کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔

① بحرالکاہل (Pacific Ocean)

② بحرِاوقیانوس (Atlantic Ocean)

③ بحرِہند (Indian Ocean)

④ بحرِ منجمد جنوبی (Southern Ocean)

⑤ بحرِ منجمد شمالی (Arctic Ocean)

بحرالکاہل کا رقبہ سب سے بڑا ہے جو 16 کروڑ 52 لاکھ 50 ہزار مربع کلومیٹر بتایا جاتا ہے۔ بحرِ اوقیانوس کا رقبہ 10 کروڑ 64 لاکھ 60 ہزار

---

* بحرِ اخضر (روس اور ایران کی سرحد پر دنیا کی سب سے بڑی جھیل۔ بحیرۂ قزوین۔ Caspian lake)

مربع کلومیٹر، بحرِ ہند سات کروڑ پانچ لاکھ 60 ہزار مربع کلومیٹر، بحرِ منجمد جنوبی دو کروڑ تین لاکھ 27 ہزار مربع کلومیٹر اور بحرِ منجمد شمالی کا رقبہ ایک کروڑ 40 لاکھ 56 ہزار مربع کلومیٹر ہے۔ یہ اعداد و شمار اندازے پر قائم ہیں۔

فضا سے زمین کو دیکھا جائے تو زمین کا بیشتر حصہ پانی میں ہے۔ پانی کو پانچ سمندرِ اعظم میں تقسیم کرنے کی وجہ جغرافیہ اور ان پانیوں کی منفرد خصوصیات ہیں۔

بحرالکاہل کے نام سے لگتا ہے کہ یہ کاہل اور سست رفتار سمندر ہے۔ اسے یہ نام 1520ء میں پرتگال کے بحری مہم جو فرڈیننڈ میگلان نے دیا تھا۔ اس کا گزر بحرالکاہل کے ایسے حصے سے ہوا جہاں سمندر خاصا پُرسکون تھا۔ بعد میں تحقیق و تلاش سے اس سمندر کی حیرت انگیز خصوصیات سامنے آئیں۔ بحرالکاہل کی وسعت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ زمین پر جتنے خشک حصے نظر آتے ہیں — یہ سمندر ان کے مجموعی رقبے سے بڑا ہے۔

بحرالکاہل کا درجۂ حرارت سمندری طوفانوں کو تحریک دینے کے لئے بہت موزوں ہے۔ بڑے بڑے طوفان اس سمندر میں پیدا ہوئے۔ 2018ء میں اس کے اندر آنے والے ایک طوفان نے فلپائن سے لے کر چین تک تباہی مچادی تھی۔ 266 کلومیٹر سے زیادہ رفتار کی ہوائیں چلیں جن کی قوت سے درخت جڑ سے اکھڑ گئے، مکانات زمیں بوس ہوئے اور چٹانیں پہاڑ سے الگ ہو کر مٹی کا ڈھیر بن گئیں۔

بحرالکاہل کی تہ کو آگ کا دائرہ یا رِنگ آف فائر کہا جاتا ہے۔ اس سمندر کے کناروں کے ساتھ ساتھ زلزلوں اور آتش فشانی حرکات کثرت سے واقع ہوتی ہیں۔ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ زمین پر سمندروں کا گہرا ترین مقام اس سمندر میں ہے جسے ماریانہ ٹرینچ کہتے ہیں۔ اس مقام پر گہرائی تقریباً 35 ہزار فٹ بتائی جاتی ہے تاہم باطنی علوم کے ماہرین اس دعوے کو قیاس قرار دیتے ہیں۔ لاشعوری حواس سے ناواقف آدمی کے لئے کسی بھی ذریعے سے اتنی گہرائی تک پہنچنا ممکن نہیں۔

بحرالکاہل کے بعد بحرِ اوقیانوس آتا ہے جسے بحرِ ظلمات بھی کہتے ہیں۔ محققین کا خیال ہے کہ یہ سمندر کنویئر بیلٹ کی طرح کام کرتا ہے۔

جیسے ایئرپورٹ پر کنویئر بیلٹ کے ذریعے سامان آتا جاتا ہے، بحرِ اوقیانوس کے پانی کی حرکت بحری جہازوں اور سمندر سے منسلک عوامل کے لئے منفرد خواص رکھتی ہے۔

سمندر کی سطح پر موجود پانی تیز اور گہرائی میں موجود پانی آہستہ آہستہ حرکت کرتے ہوئے زمین کے اطراف میں پانی کو حرکت دیتا ہے۔ اس عمل کی وجہ زمین میں پانی کے توازن کو برقرار رکھنا ہے۔ سمندر میں جس مقام پر پانی ٹھنڈا ہونے لگتا ہے، ٹھنڈا پانی نیچے چلا جاتا ہے اور کم گرم پانی اوپر آتا ہے۔ اسی طرح جس پانی میں نمک زیادہ ہے، وہ کم نمک والے پانی کی طرف بڑھتا ہے۔ یوں پانی کنویئر بیلٹ کی طرح حرکت کرتا ہے۔

سمندری پانی میں آگے بڑھنے کے ساتھ دو طرح کی حرکات ہوتی ہیں ۔ اوپر کا پانی نیچے یا نیچے کا پانی اوپر کی طرف جاتا ہے۔ بحرِ اوقیانوس میں میکسیکو کے قریب گرم ہوا پانی کے درجۂ حرارت میں اضافہ کرکے شمال کی طرف جاتی ہے۔ وہاں کم گرم ہوا پانی کو نیچے دھکیلتی ہوئی جنوب کی طرف انٹارکٹیکا پہنچ جاتی ہے — وہاں کے سرد پانی کو نیچے سے اوپر کی طرف دھکیلتی ہے۔ محققین کا اندازہ ہے کہ بحرِ اوقیانوس کی یہ کنویئر بیلٹ لگ بھگ 500 سال میں ایک چکّر پورا کرتی ہے۔

بحرِ ہند تیسرا بڑا سمندر ہے جس کے بارے میں کم تحقیق ہوسکی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ بحرِ ہند کا گہرا ترین علاقہ انڈونیشیا کے جزیرے جاوا سے تقریباً 305 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جسے سندا گہرائی (Sunda Deep) کہتے ہیں۔ گہرائی 24 ہزار چار سو42 فٹ بتائی جاتی ہے۔ یہ اعداد اس لئے سوالیہ نشان ہیں کہ سمندر میں اتنی گہرائی میں کسی مادی شے یا آلات کے ذریعے پیدا کی گئی لہروں کا داخل ہونا ممکن نہیں۔

بحرِ منجمد جنوبی بھی شدید سرد لیکن حیرت انگیز خصوصیات کا حامل ہے۔ قطبین کا ٹھنڈا اور دیگر سمندروں کا نسبتاً گرم پانی اسے ٹھنڈک کے ساتھ ساتھ گرمی بھی فراہم کرتا ہے۔

پانچوں سمندرِ اعظم میں سب سے چھوٹا اور کم گہرا بحرِ منجمد شمالی ہے۔ زمین کے شمالی قطب پر واقع ہونے کی وجہ سے یہاں ٹھنڈ بے انتہا ہے، غذا اور مائع حالت میں پانی نایاب ہے۔

پانچ بڑے سمندروں کے علاوہ دیگر مشہور

سمندر بحرِ ابیض، بحرِ احمر، بحرِ اخضر اور بحرِ اسود وغیرہ ہیں۔روس کے شمالی ساحل پر جمے ہوئے پانی کی ایک بڑی خلیج کو سفید سمندر کہتے ہیں۔ بحرِ احمر یعنی سرخ سمندر جسے دریائے قلزم بھی کہا جاتا ہے، عرب اور افریقا کے درمیان ہے۔ بحرِ اخضر روس اور ایران کی سرحد پر واقع دنیا کی سب سے بڑی نمکین جھیل ہے۔ بحرِ اسود یعنی کالے سمندر کے کنارے روس، رومانیہ، بلغاریہ اور ترکی وغیرہ سے متصل ہیں۔ بحیرۂ عرب پاکستان، بھارت، عمان، ایران وغیرہ کے ساحلوں کو ملاتا ہے۔ اس سمندر کی ہوائیں گرمیوں میں طوفانوں کا باعث بنتی ہیں۔

سمندر کی دنیا کا ایک عجوبہ نمکین پانی کے درمیان تازہ یعنی میٹھے پانی کا بہنا ہے۔ قدرت نے دونوں کے درمیان پردہ رکھا ہے جو انہیں ساتھ بہنے دیتا ہے لیکن ایک دوسرے کی حد میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔

اس پر بھی غور کیجیے کہ زمین کے کناروں سے لاعلم شخص سمندر کی ابتدا و انتہا کی خبر نہیں رکھتا کیوں کہ سمندر کے کنارے سطح پر نہیں، گہرائی میں ہیں۔ سطح محض پھیلاؤ ہے۔

## جادو کا توڑ

زیادہ تر حالات میں جادو کا خیال وسوسہ سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا لیکن جادو سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جادو ایک علم ہے جو قرآن پاک سے ثابت ہے۔ فی الواقع اگر کسی شخص پر جادو کا اثر ہو اور کوئی جاننے والا اس کی تصدیق بھی کر دے کہ جادو کیا گیا ہے، تب یہ علاج کیا جائے۔

صبح بہت سویرے اٹھ کر فجر کی نماز پڑھے اور سورہ قل اعوذ برب الفلق پڑھتے پڑھتے سمندر، دریا یا ندی پار کرلے۔ دورانِ سفر بات کرنا منع ہے۔ ندی یا دریا پار کرنے کے بعد پانی کے کنارے مشرق رُخ منہ کر کے اکڑوں بیٹھ جائے اور انگشتِ شہادت سے،

هَامَانُ — هَارُوْتُ — مَارُوْتُ

لکھ کر ہاتھ سے مٹا دے۔ لکھنے اور مٹانے کا یہ عمل ہر حال میں سورج نکلنے سے پہلے کیا جائے۔ کسی جگہ اگر سمندر یا دریا نہ ہو، وہاں آبادی سے باہر کنوئیں کے پانی میں اپنے چہرے کا عکس دیکھے۔

(کتاب: روحانی علاج)

# سرورق کی تشریح

ہم بڑی اور مصروف شاہراہ کے کنارے کھڑے مختصر وقفے میں سیکڑوں ہزاروں گاڑیوں، موٹر سائیکلوں، بسوں، ٹرکوں غرض ہر طرح کے ذرائع آمد و رفت اور فٹ پاتھ پر بہت سے لوگوں کو گزرتے دیکھتے ہیں۔ ہر مسافر، ڈرائیور اور سوار کے ذہن میں کوئی ارادہ، نیت اور اس پر مبنی پروگرام ہے۔ ایک آدمی گھر میں، دفتر یا کسی اور جگہ خط یا پارسل کے انتظار میں ہے۔ سڑک پر تیز رفتار وین دیے گئے پتے کی جانب رواں دواں ہے۔ وین میں ڈرائیور اور دو ڈاکیے ہیں جب کہ ادارے میں ہزاروں ملازمین ہیں۔ وسیع نیٹ ورک ہے جو دور دراز فرد تک سامان پہنچاتا ہے۔

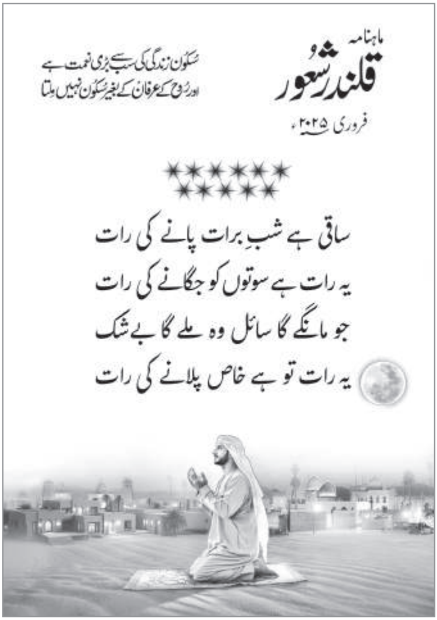


قسم قسم کی اشیا سے لدے ٹرک اور ٹرالر میلوں میل کا سفر کر کے سامان منزل تک لے جاتے ہیں جہاں سے وہ دیے گئے پتوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ سڑک پر ٹریفک کو چند لمحے دیکھ کر نتیجے پر پہنچنے میں مشکل ہوتی ہے کہ یہ سب کیا ہے، کون، کہاں سے آرہا ہے، کیوں آرہا ہے اور کہاں جارہا ہے؟ ایک فرد پر توجہ دینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ گزرنے والا فرد یا مسافر دراصل پورے نظام کا نمائندہ ہے۔ یہ ہزاروں، لاکھوں نظام ایک دوسرے سے متصادم ہوئے بغیر روانی سے جاری ہیں۔ سب آپس میں منسلک اور ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

ہمارا سیارہ زمین برِاعظموں، ممالک، شہروں، قصبوں، دیہاتوں، اقوام و افراد، میدان، جنگل، پہاڑ اور بیابانوں پر مشتمل بہت بڑا نظام ہے جس میں لاکھوں ذیلی نظام ہیں۔ مخلوقات اور ان کے نظام ہائے زندگی کے لئے بے شمار وسائل درکار اور موجود ہیں۔ محققین بتاتے ہیں کہ زمین کی عمر اربوں سال ہے یعنی زمین کا نظام اربوں سالوں سے فعال* ہے اور کتنی مدت تک فعال رہے گا، ہم اندازہ نہیں لگا سکتے۔ آسمان پر دیکھیں تو لاشمار سیارے، ستارے اور کہکشائیں نظر آتی ہیں۔ ہر روشن نقطہ ایک بڑی دنیا ہے۔ کھربوں، سنکھوں اور شماریات سے ماورا دنیائیں اپنے اپنے مدار میں گردش کرتی ہیں، نو سے بارہ سیارے مل کر ایک سورج کے گرد گھومتے ہیں اور ایک نظامِ شمسی بناتے ہیں، کھربوں نظامِ شمسی مل کر ایک کہکشاں بناتے ہیں اور کہکشاں کے مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی بھی مخلوق کے ایک فرد سے لے کر ایک سیارے، نظامِ شمسی، کہکشاؤں اور کہکشاؤں کے جھرمٹ تک، ہر شے حرکت کے سوا کچھ نہیں۔ زندگی اول تا آخر مختلف حرکات کا مجموعہ ہے۔ کوئی حرکت — وسائل (توانائی، رزق) کے بغیر نہیں ہوتی۔ ہر شے کو قیام کے لئے تسلسل سے وسائل کی فراہمی ضروری ہے۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ نظامِ دنیا اور کائنات تعطل کے بغیر ہموار انداز میں جاری ہے۔

ہر شے زندہ رہنے کے لئے وسائل کی محتاج ہے۔ ہر مخلوق اور فرد کے مطابق وسائل کی تخصیص، مقداروں کا تعین اور بروقت تقسیم، یہ سب کیسے ہوتا ہے؟ محققین میں ایک روش یہ پائی جاتی ہے کہ وہ جب کسی نظام کی وسعت، پہنائی اور گہرائی کا اندازہ نہیں کر سکتے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب خودبخود ہو رہا ہے۔ یہ کوئی جواب نہیں ہے — عجز اور لاعلمی کا ملفوف اظہار ہے۔

"ماہنامہ قلندر شعور" فروری 2025ء میں حاملِ علمِ لدُنّی حضور خواجہ شمس الدین عظیمیؒ کی روحانی تحریر "آج کی بات" کے بارہا مطالعے کے بعد عقدہ کھلا کہ "شبِ برأت" کیا ہے۔

یہ سوال گاہے بگاہے ذہن میں وارد ہوتا تھا کہ کائنات کے نظام، دنیائیں اور مخلوقات کے لئے بے شمار وسائل اور ان کی تقسیم — سب کس طرح اور کس نظام کے تحت ہوتا ہے۔ لازماً قواعد و

---

* فعال (سرگرمِ عمل)

ضوابط، طریقِ کار اور قوانین موجود ہیں جن سے میں واقف لیکن ناواقف ہوں۔ چوں کہ مخلوقات ہر لمحے پیدا ہوتی اور مرتی ہیں لہٰذا رزق و وسائل کی تقسیم کے نظام میں معیّن مدت بعد کوئی میٹنگ یا پروگرام موجود ہے۔ جس طرح ہر ملک کو چلانے اور درکار وسائل کے تعین کے لئے سالانہ بجٹ کی تقریب منعقد ہوتی ہے، اسی طرح کائنات اور کارخانۂ قدرت کے خالق اور رب اللہ کی طرف سے ایک انتظامی شعبہ ''تکوین'' یعنی ایڈمنسٹریشن قائم کیا گیا ہے۔

نظامِ تکوین کے تحت ہر سال 15 شعبان کی شب ہر مخلوق اور فرد کے لئے وسائل اور رزق کا تعین کیا جاتا ہے۔ نوعِ انسانی کے وہ برگزیدہ خواتین و حضرات جو زمین پر نیابت کے مقام سے سرفراز ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس شب دنیاؤں کا بجٹ بناتے ہیں۔

سرورق پر ابدالِ حق قلندر بابا اولیاؒ کی رباعی کا مطالعہ کیا۔ شبِ برأت کی حسین تصویر کشی کے ساتھ یہ رباعی سرورق کی جان ہے گویا دیکھتے ہی دیکھتے الفاظ، تصویر بن رہے ہیں۔

ریگستان میں گاؤں روشن ہے — ماحول میں خاموشی اور سکون ہے۔ مسجد کے ساتھ گھر بھی روشن ہیں یعنی گاؤں کے لوگ شب بیداری اور عبادت میں مصروف ہیں۔ چاند کی کرنیں بھی فضائے بسیط اور زمین کو منور کر رہی ہیں اور اللہ کریم کی طرف سے عطاؤں اور وسائل کے نزول کا اظہار معلوم ہوتی ہیں۔ بستی سے باہر ایک آدمی ریت پر مصلّا بچھائے خالقِ کائنات اللہ کے حضور معروضات* پیش کرنے میں مگن ہے۔ چہرے پر امید و یقین ہے۔ شبِ برأت میں ہر فرد مخصوص طبع اور ذوق و شوق سے اللہ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ رباعی اور تصویر کا بار بار مطالعہ کرنے سے ذہن و قلب میں یقین راسخ ہوتا ہے کہ بے شک اس بابرکت رات میں سائل خلوصِ نیت اور ذہن و قلب کی یکسوئی کے ساتھ جو دعا مانگتا ہے، ستّر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والی رب کریم کی ذات اس کی پکار سنتی ہے اور دعا قبول فرماتی ہے۔ (تشریح: مکمل مینا)

---

* معروضات ( گزارشات، درخواست )

روحانی بانو

# بروج کے راستے

جو میرے لئے چھپا ہوا ہے، وہ دوسرے کے لئے ظاہر ہے اور جو کسی کے لئے ظاہر ہے، وہ میرے لئے پردے میں ہے۔ اگر ایک شے ایک ہی وقت میں کسی کے لئے غیب اور کسی کے لئے ظاہر ہے تو پھر غیب ظاہر غیب کی ایکویشن کیا ہے؟

---

کچھ چہرے کیفیات کے ساتھ حافظے میں نقش ہو جاتے ہیں اور جب یاد آتے ہیں تو ان سے وابستہ احساسات تاریکی میں سے ابھر کر روشن ہوتے ہیں۔ روشنی اندر میں اتر کر فہم کی گرہ کھولتی ہے اور شعور کا ربط تحتِ لاشعور میں ثبت تحریر سے جوڑ دیتی ہے۔

اُن دنوں کا ذکر ہے جب میں ساتویں جماعت میں تھی۔ خالہ اور ماموں کی بچوں کے ساتھ آمد سے گھر میں گہما گہمی تھی۔ سردیوں کی دوپہر میں ہم بچے صحن میں کھیل رہے تھے۔ بڑے چارپائی پر بیٹھے گپ شپ میں مشغول تھے۔ دور کی ایک رشتہ دار خاتون بھی موجود تھیں۔ کچھ وقت گزرا تھا کہ خاتون کی طبیعت خراب ہوئی اور آنکھیں پتھرا گئیں۔ ہم کھیل چھوڑ کر ان کے قریب گئے اور حیرت کی تصویر بن گئے۔ خاتون کی آنکھیں کھلی ہوئیں اور ڈیلے ساکت تھے۔ پُتلیوں میں عکس بن رہا تھا یا خالی تھیں، غور نہیں کیا البتہ چہرے پر الجھن اور تناؤ یاد ہے۔ آنکھیں کسی خیال پر ساکت ہوگئی تھیں یا اِس دنیا سے ماورا دوسری دنیا میں کوئی منظر دیکھ رہی تھیں جس نے دیگر خیالات کو پسِ پشت کر دیا تھا۔ بچے اور بڑے سامنے کھڑے تھے لیکن ان کو نظر نہیں آئے۔ اماں نے زور زور سے ہلایا، پانی پلانے کی کوشش کی مگر جنبش نہ ہوئی۔ ماموں نے کہا کہ انہیں سکتہ ہوگیا ہے۔

یہ کیفیت کتنی دیر رہی، یاد نہیں۔ یہ کیفیت ان پر طاری کیوں ہوئی، سمجھ میں نہیں آیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ ان کے ساتھ ایسا ہوتا رہتا ہے۔

حواس بحال ہونے کے بعد انہیں کچھ یاد نہیں تھا۔ ہم حاضر لیکن ان کے لئے غائب تھے۔ وہ ہمارے لئے ظاہر تھیں مگر ان کی نگاہ جس خیال پر رکی ہوئی تھی، وہ ہمارے لئے غیب تھا۔ ہم ایک جگہ پر موجود تھے مگر ہمارا حال، ان کے حال سے مختلف تھا۔ ذہن میں سوال رہ گیا کہ وہ یہاں نہیں تو کہاں دیکھ رہی تھیں اور ہم انہیں نظر کیوں نہیں آئے؟

بات اپنے وقت پر سمجھ میں آتی ہے یا جب ہم بات سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں، تب بُدّھی اس کی تاب لاتی ہے۔ بچے دوبارہ کھیل کود میں مشغول ہوگئے اور میں کھیل کے دوران سوچتی رہی کہ وہ کیا اور کہاں دیکھ رہی تھیں۔

امی سے پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ماموں نے میری حیرت دیکھ کر کہا کہ جب یہ ہوش میں آئیں گی تو خود بتادیں گی کہ کیا ہوا تھا۔

لیکن انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔

وہ خاموش تھیں۔

سب نے کہا کہ دورہ پڑا ہے

اور بات ختم ہوگئی۔

چھوٹے بڑے واقعات کو اہم سمجھا جائے تو وہ بڑے بڑے نظاموں کو سمجھنے کا سبب بنتے ہیں۔ خاتون کو سکتے میں دیکھا تو معلوم نہیں تھا کہ پتھرائی ہوئی آنکھیں اور ان آنکھوں کا ہمیں دیکھ کر بھی نہ دیکھنا — دور کہیں دیکھنا، دماغ کی اسکرین پر پلٹ کر آتا رہے گا۔

---

آنکھیں اندر میں دیکھنے کا راستہ ہیں۔ آدمی مسکراتا ہے تو آنکھیں مسکراتی ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ لب مسکراتے ہیں مگر آنکھیں — بے رونق ہوتی ہیں۔ بقول شاعر،

تم اتنا جو مسکرا رہے ہو
کیا غم ہے جس کو چھپا رہے ہو
آنکھوں میں نمی، ہنسی لبوں پر
کیا حال ہے، کیا دکھا رہے ہو

آنکھیں روشن دان ہیں۔ یہ اندر کا حال، اندر میں ظاہر کرتی ہیں۔ ان میں چمک زندگی، امید اور کشش کی رمق ہے۔ چمک سے عکس بنتا ہے۔

آنکھ بند ہوتی ہے لیکن دیکھنے کا عمل نہیں رکتا۔ اِس دنیا میں دیکھنا بند ہوتا ہے تو دوسری دنیا میں نگاہ کھلتی ہے اور دیکھنے کا سفر جاری رہتا ہے لیکن دونوں دنیاؤں میں دیکھنے والی آنکھ یہ نہیں ہے جو چہرے پر ہے — یہ آنکھ پردہ ہے

اُس نگاہ کا جو دیکھتی اور دکھاتی ہے۔

جب باطنی علوم سے وابستگی ہوئی اور دیکھنے کے عمل پر غور کیا تو بات غیب ظاہر غیب کے نظام پر آکر رکی۔ ہم ایک وقت میں ایک جگہ دیکھتے ہیں— دو جگہ دیکھنے کی مشق نہیں ہے۔ اندر میں دیکھتے ہیں تو باہر کا خیال حذف ہو جاتا ہے۔ چیزوں کو خود سے باہر سمجھتے ہیں تو نگاہ اندر سے ہٹ جاتی ہے۔ بیک وقت دو جگہ نہ دیکھنے سے زندگی غیب ظاہر غیب میں گزرتی ہے۔

جو کچھ خاتون کے ساتھ ہوا، ہمارے ساتھ بھی ہوتا ہے، نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ ان کو سکتہ ہوا، ہم بھی اس کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں لیکن اسے سکتہ نہیں سمجھتے۔

سکتہ سے مراد حواس کا عارضی طور پر معطل ہونا ہے یعنی ماحول کو دیکھنے، سننے اور سمجھنے کے لئے سماعت و بصارت مفلوج ہو جائے۔ مثالیں بہت ہیں۔ زید اور بکر بیٹھے ہیں۔ زید کو دیکھیں اور بکر کو نہ دیکھیں تو بکر کے لئے ہماری حیثیت سکتہ کی ہے۔ ہم خیال میں گم ہوتے ہیں، سامنے بیٹھا شخص بات کر کے چلا جاتا ہے، توجہ نہ ہونے کی وجہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے کیا کہا۔

گھڑی یا انگوٹھی سامنے رکھی ہے، تلاش میں کمرا ٹٹول لیتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا کہ ایک خاتون کی گود میں بچہ تھا لیکن وہ اسے پورے گھر میں تلاش کر رہی تھیں۔ ہم ہنسی دبا کر بیٹھے رہے جب تک کہ بچے نے آواز نکال کر ماں کو متوجہ نہ کیا۔ ماں حیران تھی کہ یہ کیا ہوا۔

غیر حاضر دماغی سے گود میں حاضر بچہ ان کے لئے غائب ہوگیا۔ حیرت اس بات پر تھی کہ دیکھنا تو دور، ماں نے بچے کے وزن کو محسوس نہیں کیا۔ توجہ نہ ہونے سے بچے کا وزن بے وزن ہو گیا۔ یہ سکتہ جیسی کیفیت نہیں تو کیا ہے؟ ماں کے حواس ماحول میں تمام چیزوں کو دیکھنے، سننے اور محسوس کرنے کے لئے کام کر رہے تھے لیکن گود کی طرف توجہ نہ ہونے سے بچے کو محسوس کرنے کے لئے حواس کچھ وقت کے لئے غیر فعال ہوگئے— حواس نے بیک وقت دو طرح سے کام کیا۔

غیب ظاہر غیب میں ایک فرق فاصلہ ہے۔ دو دنیاؤں میں فاصلہ، دو ادوار میں فاصلہ اور ایک دنیا میں رہتے ہوئے ایک دیوار کی دوری یا میلوں میل فاصلہ۔ کوئی فرد یا علاقہ نظر کے سامنے نہیں ہے تو وہ غیب ہے۔ جس نے پہاڑ

نہیں دیکھا، اس کے لئے پہاڑ غیب ہے۔ جس کے گھر کے سامنے پہاڑ ہے، وہ اسے روز دیکھتا ہے۔ فارمولا یہ بنا کہ جس شے کو ہم دیکھتے ہیں، وہ ہمارے لئے حاضر ہے، جسے نہیں دیکھتے، وہ ہمارے لئے غیب میں ہے۔

پیدائش سے پہلے ماں کو معلوم نہیں ہوتا کہ بچے کی شکل کیسی ہے۔ بچے کا دنیا میں آنا غیب کا ظاہر ہونا ہے۔ پہلے دن کا بچہ دوسرے دن میں داخل ہوتا ہے تو پہلا دن غیب ہو جاتا ہے۔ یہ وہ غیب ہے جسے ہم نے دیکھ لیا ہے۔ تیسرا دن ظاہر نہیں تھا۔ جب ظاہر ہوا تو ہم تیسرے دن کے غیب سے واقف ہوگئے۔

قرآن کریم روشن دلیل ہے کہ غیب و ظاہر کے علم کا مالک اللہ جسے چاہے، نظام کا علم عطا فرماتا ہے اور رازدان بنالیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کے قصے کو غیب کی بات فرمایا ہے یعنی پچھلے دور کی باتیں جب تک ان کا مشاہدہ نہ ہو جائے، غیب کے درجے میں آتی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے،

”یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم کو وحی کے ذریعے سے بتارہے ہیں ورنہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب ہیکل کے خادم یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ مریمؑ کا سرپرست کون ہو، اپنے اپنے قلم پھینک رہے تھے اور نہ تم اس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔“ (آلِ عمران : ۴۴)

خالقِ کائنات نے پیغمبران کرام علیہم السلام کو غیب کی خبریں دیں اور علم سے متعارف کرایا یعنی مشاہدہ کرایا۔ ایک بڑی مثال واقعۂ معراج ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے،

”باتیں کیں اللہ نے اپنے بندے سے جو باتیں کیں۔ دل نے جو دیکھا، جھوٹ نہیں دیکھا۔“
(النجم : ۱۰۔۱۱)

کتاب بند ہے اور آپ اس کے مندرجات سے واقف نہیں تو کتاب میں علم آپ کے لئے مخفی ہے۔ پہلا صفحہ کھولا، وہ آپ کے لئے ظاہر ہوگیا، باقی صفحات غیب میں ہیں۔ دوسرے صفحے پر گئے تو پہلا صفحہ غیب بن گیا مگر ایسا غیب جس کا آپ کو مشاہدہ ہوگیا۔ جس تحریر کا علم نہیں تھا، وہ علم بن گئی۔ مفہوم یہ ہے کہ علم کے دائرے سے باہر معلومات ہمارے لئے غیب ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے، علم عطا فرماتا ہے اور نافرمان

شخص علم سے محروم ہو جاتا ہے، اس کی نگاہ پر فریبِ نظر کا پردہ رہتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے،

"اور ہم نے آسمان میں بروج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اس کو سجا دیا اور ہر شیطان راندۂ درگاہ سے اس کو محفوظ کر دیا۔"

(الحجر: ۱۶۔۱۷)

شیطنت کی پیروی کرنے والے پر آسمانی دنیا کے راز روشن نہیں ہوتے۔ بروج کے راستے ان پر کھلتے ہیں جو پیغمبرانہ تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ قرآن کریم میں واضح ہے کہ یہ کتاب ان لوگوں کو ہدایت دیتی ہے جن کے اندر شک نہیں ہے، جو متقی ہیں اور متقی غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ایمان مشاہدے سے مشروط ہے۔

---

غیب ظاہر غیب کی ایک مثال خواب اور بیداری ہے۔ خواب مستقبل سے متعلق ہوتے ہیں یا گزرے ہوئے حالات دماغ کی اسکرین پر آجاتے ہیں۔ خواب کے ذریعے مستقبل کا پتہ چلنا کیا غیب کا ظاہر ہونا نہیں—؟

فکر طلب ہے کہ جب ہم اس دنیا میں جاگتے ہیں تو نیند کی دنیا میں گزرا ہوا وقت یاد نہیں رہتا، چند منظر حافظے میں رہ جاتے ہیں اور اکثر وہ بھی یاد نہیں آتے۔ جاگنے کے فوراً بعد نیند کی دنیا کا کوئی نقش نہ بنے تو جو دیکھا، اس پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ وہی مناظر یاد رہتے ہیں جن کا احساس، بیدار ہونے پر تازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بیداری میں پیش آئے کسی واقعے کا نقش گہرا ہو تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سونے کے بعد وہ مختلف مناظر کی شکل میں نظر آتے ہیں۔

ہم ایک دنیا سے دوسری دنیا اور ایک دن سے دوسرے دن میں الٹ پلٹ ہوتے ہیں۔ زندگی ہر لمحہ کہیں سے آتی ہے اور کہیں چلی جاتی ہے —غیب ظاہر غیب میں ردّوبدل ہو کر عمر طے کرتی ہے۔ پہلا دن غیب سے ظاہر ہو کر غیب میں نہ لوٹے تو دوسرے دن کا تذکرہ نہیں ہوتا۔ جو خواتین و حضرات، پیغمبران کرام علیہم السلام اور خاتم النبیین حضرت محمدؐ کی تعلیمات کی صدقِ دل سے پیروی کرتے ہیں اور قرآن کریم میں بیان کائناتی رموز کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، رسول اللہؐ کی رحمت اور نسبت سے ان پر غیب ظاہر غیب کی ایکویشن روشن ہو جاتی ہے، جتنا اللہ چاہتا ہے۔

عظیمی

# روغن گلوسبز

پُرسکون نیند لاتا ہے

سر کے جملہ امراض اور

ہائی بلڈ پریشر میں مفید ہے

چاند کی کرنیں جذب کر کے تیار کیا جاتا ہے

# خاک — سونا ہوجائے

فارسی ادب میں ”مثنوی مولوی معنوی“ کا منفرد مقام ہے۔ مولانا جلال الدین رومیؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف چھ دفاتر پر مشتمل ہے جن میں اشعار کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ مثنوی کی تصنیف کا سبب مولانا رومؒ کے مرید حسام الدین چلپی بنے۔ مولانا رومؒ نے دفترِ اول کے علاوہ ہر دفتر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ مثنوی دلچسپ پیرائے میں ظاہر و باطن کا احوال ہے جس سے ہر شخص فہم و فراست کے مطابق حکمت حاصل کرتا ہے۔ یہ مثنوی سادگی، روانی، منقولات و معقولات، نصیحت آمیز جملوں، تلمیحات و استعارات اور دلچسپ واقعات و تمثیلات کی وجہ سے ہر دور میں مقبول رہی ہے۔ ”ماہنامہ قلندر شعور“ کے قارئین کے لئے مولانا رومؒ کی مثنوی کا اردو ترجمہ اختصار کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔

---

ایک قصہ بطور مثال سن لے تاکہ بات کے رازوں سے باخبر ہوجائے۔ ایک سوداگر کے پاس خوب صورت طوطی تھی جو پنجرے میں قید تھی۔ جب سوداگر نے سفر کا سامان کیا اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوا تو پہلے ہر غلام اور کنیز کو بطور بخشش کہا، تیرے لئے کیا لاؤں؟ ہر ایک نے اس سے اپنی ایک خواہش ظاہر کی۔ اس نے سب سے وعدہ کیا۔

طوطی سے پوچھا، تو کیا سوغات چاہتی ہے جو تیرے لئے ہندوستان سے لاؤں؟

طوطی نے اس سے کہا، وہاں طوطیاں ہیں، جب تو انہیں دیکھے، میرا حال بیان کردینا کہ فلاں طوطی جو تمہاری مشتاق ہے، ہماری قید میں ہے۔ اس نے تمہیں سلام کہا ہے اور انصاف کی درخواست کی ہے اور تم سے راستے کی تدبیر اور راہ نمائی چاہی ہے۔ اس نے کہا ہے، کیا یہ مناسب ہے کہ میں شوق میں اس جگہ جان دے دوں اور فراق میں مرجاؤں—؟ کیا یہ جائز ہوگا کہ میں سخت قید میں رہوں اور تم کبھی سبزے پر اور کبھی درخت پر—؟ اے دوستو! وفا ایسی ہوتی ہے کہ میں اس قید میں رہوں اور تم باغ میں—؟

ان سے کہنا، اے صاحبان! اس تباہ حال پرند کو یاد کرو۔ کسی صبح کو سبزہ زار میں ہماری محبتوں کو یاد کرو۔ ہماری ہم نشینیوں اور صحبتوں کے حق کو (یاد کرو)۔ دوستوں کی یاد دوستوں کے لئے مبارک ہوتی ہے خصوصاً جب وہ لیلیٰ اور یہ مجنوں ہو۔ اے دوستو! تم اپنے حسین محبوب کے ساتھ ہو اور میں اپنے خون کے پیالے پی رہی ہوں۔ میری یاد میں ایک پیالہ جام پی۔ اگر میرے حق میں انصاف کرنا چاہتا ہے یا اس افتادۂ خاک چھاننے والے کی یاد میں جب تو پئے تو ایک گھونٹ زمین پر بہادے۔ ہائے تعجب! وہ عہد اور قسمیں کہاں گئیں—؟ اگر بندے سے جدائی اس کی بندگی کی کوتاہی کی وجہ سے ہے، ایسے میں جب تو بھی برے کے ساتھ برا کرے تو فرق کیا ہے؟

---

اے اللہ! تو جو آزمائش میں کرتا ہے، سارنگی کی آواز سننے سے زیادہ خوش گوار ہے۔ یہ آگ ہے تو نور کیسا ہوگا؟ تیرا غم ایسا ہے تو خوشی کیسی ہوگی؟ تیری آزمائش میں شیرینی ہے اور لطافت، کوئی شخص تیری گہرائی کو نہیں پا سکتا۔ تیرے حکم کی حکمت منکشف ہو جائے تو دنیا اگر رو رہی ہو تو ہنسنے لگے۔

میرا رونا مصیبت کے ازالے کے لئے ہے۔ میں اس کے قہر اور مہربانی پر عاشق ہوں۔ تعجب ہے، میں ان دو مخالف چیزوں کا عاشق ہوں۔ میرا عشق ان دونوں کے منبع سے ہے۔ عاشقِ صادق کے لئے دوست کی جانب سے قہر اور مہر میں یکساں لطف ہے۔

جان کی طوطی کا حال اس طرح کا ہے کہ ایک پرند، کمزور اور بے گناہ ہے۔ جس کا جسم ریاضتوں سے کمزور ہوگیا ہو اور وہ معصوم ہو، اس کی باطنی قوت بڑھ جاتی ہے۔ وہ شکوے کے بغیر درد و فراق میں روتا ہے تو آسمانوں میں شور مچ جاتا ہے۔ اللہ کی جانب سے اس کے پاس ہر وقت سو پیام اور سو قاصد آتے ہیں۔ وہ ایک بار "یارب!" کہتا ہے تو باری تعالیٰ کی طرف سے بار بار صدا آتی ہے، ہر لحظہ خاص قرب عطا ہوتا ہے۔ لغزش توبہ استغفار کا سبب بنتی ہے تو مراتب بڑھ جاتے ہیں۔ ایسے بندے کا جسم زمین پر اور روح لامکاں میں ہے۔ وہ لامکاں جو سالکوں کے تصور سے بالا ہے۔ وہ ایسا لامکاں نہیں ہے جو تیرے تصور میں آئے، ہر لحظہ اس

کے بارے میں تیرا ایک خیال پیدا ہو بلکہ مکاں اور لامکاں اس کے حکم میں ہیں جیسے اس نے جنتیوں کے تابع چار نہریں کر دی ہیں۔ اس بات کی شرح مختصر کر دے اور اس سے رخ موڑ لے۔ دَم نہ مار، اللہ بہتر جانتا ہے۔

اے دوستو! ہم یہاں سے پلٹتے ہیں پرندے اور ہندوستان کے تاجر کے قصے کی طرف۔

سوداگر نے یہ پیغام قبول کر لیا کہ وہ طوطی کے ہم جنس کو اس کا سلام پہنچا دے گا۔ جب وہ ہندوستان کی حدود میں پہنچا، اس نے جنگل میں چند طوطیاں دیکھیں۔ سواری روکی اور پھر آواز دی۔ وہ سلام اور وہ امانت پہنچا دی۔ طوطیوں میں سے ایک طوطی کانپنے لگی پھر گر پڑی اور بہت جلد اس کا دَم ٹوٹ گیا۔

خبر پہنچانے سے سوداگر پریشان ہوا اور بولا، میں ایک جان دار کی ہلاکت کے درپے ہوا۔ شاید یہ طوطی اُس طوطی کی رشتہ دار ہے۔ شاید یہ دو جسم اور ایک جان تھے۔ میں نے پیغام کیوں پہنچایا؟ بے چاری کو جلا ڈالا۔ زبان پتھر کی طرح ہے اور منہ لوہے جیسا۔ جو زبان سے نکلتا ہے، آگ کی طرح ہے۔ خواہ مخواہ پتھر اور لوہے کو نہ ٹکرا، کبھی نقل کے طور پر اور کبھی شیخی سے یعنی ہر بات آگے نہ بڑھا اور نہ اپنی تعریف کے لئے ایسا کر۔ ہر جانب اندھیرا ہے اور روئی* ہے۔ شعلہ روئی میں کیسے رک سکتا ہے؟

وہ لوگ ظالم ہیں جنہوں نے آنکھیں سی لیں اور باتوں سے جہاں کو جلا ڈالا۔ جو دل کے اندھے ہیں، وہ غلط انداز سے اسرار کی باتیں کر کے دنیا میں فساد چاہتے ہیں۔ ایک بات دنیا کو ویران کر دیتی ہے اور مردہ لومڑیوں کو شیر کر دیتی ہے۔ اگر تو شکر جیسی بات کہنا چاہتا ہے تب بھی حرص سے صبر کر اور یہ حلوا نہ کھا۔

عقل مندوں کو صبر مرغوب ہوتا ہے۔ حلوا کھانے کی آرزو بچوں کو ہوتی ہے۔ جو صبر اختیار کرتا ہے، آسمان سے بلندی کی طرف جاتا ہے اور جس نے حلوا کھایا، وہ لوٹ جاتا ہے۔

## شیخ فرید الدین عطارؒ کے قول کی تفسیر

اے عقل مند! تو صاحبِ دل ہے، مٹی میں خون پئے جا اس لئے کہ صاحبِ دل اگر زہر کھاتا ہے تو وہ شہد بن جاتا ہے۔ (ناقص لوگوں

* روئی (توحید کے اسرار تاریک دل لوگوں کے سامنے بیان کرنا فساد اور بربادی کا سبب ہے)

کے لئے جو باتیں مضر ہوتی ہیں، درجۂ کمال پر پہنچ کر مضر نہیں رہتیں)۔ صاحبِ دل کو نقصان نہیں پہنچتا، وہ صحت یاب ہوگیا ہے اور پرہیز سے نجات پاگیا یعنی بہت سی چیزیں مریض کے لئے مضر ہوتی ہیں، صحت یاب ہونے پر مضر نہیں رہتیں، مفید ہوتی ہیں۔ اگر تو نمرود ہے تو آگ میں نہ جا۔ اگر جانا چاہتا ہے تو پہلے ابراہیمؑ* کی طرح بن جب کہ تو نہ تیراک ہے نہ دریائی۔ خودسری سے اپنے آپ کو دریا میں نہ ڈال۔ کامل انسان دریا کی گہرائی سے موتی لاتا ہے۔ مضر نظر آنے والی چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے کہ یہ ناقص کے لئے مضر لیکن کامل کے لئے مفید ہیں۔ کامل، خاک لے لے، سونا ہوجائے۔ ناقص اگر سونا لے لے، خاک ہوجائے۔ ناقص کا ہاتھ، شیطان کا ہاتھ ہے کیوں کہ وہ دھوکے اور مکر کے جال میں ہے۔

سچا انسان، اللہ کا مقبول ہوتا ہے اس لئے حدیثِ قدسی کے مطابق کاموں میں اس کا ہاتھ، اللہ کا ہاتھ ہے۔ اس کے سامنے جہل بھی عقل بن جاتا ہے۔ (باقی آئندہ ماہ پڑھئے)

### دیدار میں مشغول رہ

ایک روز مولانا رومؒ کا گزر صلاح الدین زرکوب کی دکان کے پاس سے ہوا۔ وہ چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے۔ ہتھوڑی سے پیدا ہونے والی ہر ضرب قلب پر محسوس کی۔ مولانا رومؒ سراپا عشق اور سوختہ جان تھے، صلاح الدین زرکوب کو سینے سے لگایا۔ مولانا رومیؒ کے فیض سے عشق کی تپش محسوس ہوئی تو زرکوب نے دکان چھوڑ دی اور ہمراہ ہولئے۔ نو سال خدمت میں رہے۔ صلاح الدین کی وفات کے بعد ایک اور مرید حسام الدین چلپی کو سب سے زیادہ مرشد کی قربت ملی۔ مولاناؒ نے ان کی تجویز پر مثنوی لکھی۔

مولانا رومیؒ ایک مرتبہ مثنوی بیان کرتے ہوئے خاموش ہوگئے پھر فرمایا، اس وقت مضامین کی آمد نہیں ہورہی اس لئے ان میں کیف نہیں۔ ایسے میں خاموش ہونا بہتر ہے۔

ایک موقع پر فرمایا،

قافیہ اندیشم و دل دار من
گویدم مندیش جز دیدار من

”قافیہ سوچتا ہوں تو محبوب کہتا ہے کہ قافیہ مت سوچ، میرے دیدار میں مشغول رہ یعنی میری طرف متوجہ رہ، قوافی کی آمد ہوجائے گی۔“

---

* حضرت ابراہیمؑ کی طرزِ فکر اور صفات اختیار کرنے والے کے لئے آگ گلزار بن جاتی ہے۔

فوزیہ رحمت

# خمیری کمرا

یہ اتنے سست ہیں کہ پانی پینے کے لئے درخت سے نہیں اترتے بلکہ درخت جو پانی پیتے ہیں، اس سے اپنی پیاس کی تسکین کرتے ہیں۔

---

سبزہ خور جانور کوالا (Koala)، درختوں کی شاخوں سے چمٹ کر سوتا ہوا نظر آتا ہے۔ دیکھنے میں چھوٹے بھالو سے مشابہت رکھتا ہے لیکن بھالو کے خاندان سے تعلق نہیں ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ یہ ساخت اور بعض خصوصیات کی بنا پر کینگروز سے مماثلت رکھتے ہیں۔

کوالا براعظم آسٹریلیا کا مقامی جانور ہے۔ یہ ساحل سے متصل مشرقی اور جنوبی جنگلات میں رہتا ہے۔ آسٹریلیا کا 70 فی صد حصہ خشک یا نیم خشک ہے، بارشیں بہت کم ہوتی ہیں۔ اکثر گرمیوں میں جنگلات میں آگ لگ جاتی ہے اور بڑے پیمانے پر پھیلتی ہے۔ ہر علاقے میں رہنے والی جنگلی حیات ماحول سے مطابقت پیدا کرلیتی ہیں، کوالا ان میں سے ایک ہے۔ قد 23 سے 33 انچ کے درمیان اور وزن نو پاؤنڈ سے 31 پاؤنڈ (14 کلوگرام) تک ہے۔ جسم موٹا اور گول، سر بڑا، کان نمایاں اور ناک چہرے کی مناسبت سے بڑی ہے۔ کھال نرم گھنے بالوں سے بھری ہوئی ہے۔ ٹانگیں لمبی اور ناخن بہت تیز ہیں جو درخت پر چڑھنے میں مدد دیتے ہیں۔

کوالا سفیدہ (یوکلپٹس) کے جنگلات میں رہتا ہے، اس کے پتّے کھاتا ہے جو دوسرے ممالیہ جانوروں کے لئے زہریلے ہیں۔ سفیدہ آسٹریلیا کا مقامی درخت ہے۔ یہ آبادی سے دور سیم زدہ علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ پانی کو تیزی سے کھینچتا ہے، جڑیں زمین میں دور تک جاتی ہیں اور زیرِ زمین پانی کے ذخائر اور چشموں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اپنے علاوہ آس پاس دوسرے درختوں کی افزائش نہیں ہونے دیتا۔ پتّے زہریلے ہونے کی

وجہ سے پرندے اس پر گھونسلا نہیں بناتے۔

سفیدے کا درخت کوالا کی افزائش کے لئے مکمل نظام ہے۔ یہ غذا کے ساتھ پناہ فراہم کرتا ہے اور پانی بھی مہیا کرتا ہے۔ آسٹریلیا میں سفیدے کی سات سو کے قریب اقسام ہیں لیکن ماہرین کہتے ہیں کہ کوالا ان میں سے 35 کے قریب اقسام کے پتّے کھاتا ہے۔

کوالا کو خوراک کے لئے شکار کی ضرورت نہیں ہوتی، جس درخت پر رہتا ہے، اسی کے پتّے کھاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق یہ ایک دن میں ایک کلوگرام تک پتّے کھالیتا ہے۔ سفیدہ کی چھال بھی اس کی غذا میں شامل ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ سفیدہ کے پتّوں میں توانائی کا تناسب دیگر درختوں کی نسبت کم ہونے سے کوالا بہت کم حرکت کرتا ہے، 24 گھنٹوں میں تقریباً 20 گھنٹے سوتا ہے، عموماً رات میں جاگتا ہے۔ دوسرے درخت پر چڑھنے کے لئے درخت سے نیچے اترتا ہے ورنہ بیٹھا رہتا ہے۔

کھانے کے انتخاب کو بہتر بنانے اور درختوں پر دوسرے کوالا کی خوش بو کے نشانوں کا پتہ لگانے کے لئے سونگھنے کی حس پر زیادہ انحصار کرتا ہے۔ کھانے کے انتخاب میں محتاط ہے۔ چھڑے جیسی نمایاں ناک کا استعمال کرتے ہوئے سفیدے کے پتّوں میں موجود زہریلے اجزا کی مقدار کو جانچ کر مزہ دار اور غذائیت سے بھرپور پتّے منتخب کرتا ہے۔ کوالا کو پتّے کھانے سے پہلے سونگھتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔

کوالا کا بچہ جنین کی حالت میں پیدا ہوتا ہے۔ 35 یا 37 دن کے حمل کے بعد پیدائش کی وجہ سے جسامت ایک انچ سے کم ہوتی ہے۔ جسمانی اعضا کی افزائش کے باقی مراحل ماں کے پیٹ سے لگی بیرونی تھیلی میں پورے ہوتے ہیں اسی لئے یہ کیسہ دار یا تھیلی دار کہلاتے ہیں۔

پیدا ہوتے ہی ماں کے جسم سے منسلک تھیلی میں جا کر تھن سے چمٹ جاتا ہے۔ جس طرح سفیدے کا درخت بالغ کوالا کے لئے مکمل نظام ہے، اسی طرح ماں کی تھیلی کے ذریعے بچے کو کم سے کم چھ ماہ تک تمام ضروریات فراہم ہوتی ہیں۔ سمجھ لیجئے کہ یہ تھیلی حیاتیاتی لحاظ سے قبل از وقت پیدا ہونے والے بچے کے لئے انکیوبیٹر کا کام دیتی ہے۔

نومولود بچہ تقریباً دو سینٹی میٹر (0.8 انچ) لمبا اور 0.5 گرام وزنی ہوتا ہے یعنی Jelly bean کے سائز کا ہوتا ہے۔ چھ ماہ بعد یہ آٹھ انچ کا ہوتا ہے، کھال بڑھ جاتی ہے اور وہ کیسہ یا تھیلی سے اتر جاتا ہے لیکن تقریباً چھ ماہ تک ماں کی پیٹھ پر سوار رہتا ہے۔ دودھ پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اب وہ سفیدے کے پتّے کھانے کے لئے تیار ہے۔

ماں ایک وقت میں ایک بچے کو جنم دیتی ہے۔

نر کوالا کی عمر 10 سے 12 سال ہوتی ہے اور مادہ 15 سال کی عمر تک زندہ رہتی ہے۔

کوالا کا نظامِ ہضم لیبارٹری کی طرح کام کرتا ہے جس میں حیاتیاتی کیمیائی مرکبات کی تخلیص ہوتی ہے۔ جگر سے لے کر بڑی آنت کے ابتدائی حصے تک پورے نظامِ ہضم کی ساخت قابلِ تحقیق و تفکر ہے۔ منفرد ہاضمے کی بدولت یہ سفیدے کے پتّوں اور چھال میں تیل کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے پتّوں سے وافر مقدار میں غذا اور پانی حاصل کرتا ہے۔ کوئی اور سبزہ خور جانور ان پتّوں کو کھا کر مر سکتا ہے لیکن یہ درخت کوالا کی حیاتیاتی ضروریات کا ضامن ہے۔

کوالا کی غذائی نالی دیگر سبزہ خور جانوروں سے بہت مشابہ ہے لیکن نظامِ ہضم کی غیر معمولی صلاحیتوں نے محققین کو خاص طور پر متوجہ کیا ہے۔ اس کے مضبوط دانت پتّوں کو آسانی سے کاٹنے اور چبانے کے کام آتے ہیں۔ آگے کے دانت قینچی کی طرح کام کر کے پتّوں اور چھال کو ٹکڑوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پیچھے کے دانت چبانے کا کام کرتے ہیں۔ پسے ہوئے پتّے معدے اور آنتوں میں پہنچتے ہیں جو ایسے آلات سے لیس ہیں کہ پتّوں سے توانائی حاصل کرنے کے لئے خاص مواد پیدا کرتے ہیں۔

بڑی آنت کا ابتدائی حصہ (Cecum) کوالا کے نظامِ ہاضمہ کا مرکز ہے۔ سبزہ خور کیسہ دار جانوروں کی طرح یہ پتّے میں موجود سیلولوز (کاربوہائیڈریٹ) کو جن سے خلیات کی دیواریں بنتی ہیں، ہضم نہیں کر سکتا۔ سیلولوز نظامِ ہضم

میں مائیکرو حیاتیات جیسے بیکٹیریا، خمیر، پروٹوزوا کی وجہ سے ہضم ہوتے ہیں۔

کوالا کا سیکیوم بیکٹیریا جیسی نادیدہ حیاتیات کی افزائش کے لئے بہترین ماحولیاتی نظام ہے۔ بیکٹیریا اور اس جیسے دوسرے جاندار سیلولوز کو ٹکڑوں میں تقسیم کرتے ہیں، پتّوں کا قلیل حصہ غذا کے طور پر استعمال کر کے باقی حصہ کوالا کو توانائی فراہم کرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

ماہرینِ حیوانات کہتے ہیں کہ کوالا کا سیکیوم تمام جانوروں میں سب سے بڑا ہے۔ یہ آنتوں کی مجموعی لمبائی کا تقریباً 20 فی صد ہے۔ تقریباً 80 انچ طویل اور چار انچ قطر کا سیکیوم بیکٹیریا کی افزائش کے لئے بہترین خمیری کمرا ہے۔ سیلولوز اس کمرے میں خمیر ہوتے ہیں اور یہاں پر سفیدہ کے پتّوں کا زہریلا پن ختم ہوجاتا ہے۔ جو تخمیری اور جراثیمی عمل یہاں واقع ہوتا ہے، وہ کوالا کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس کے جگر میں موجود خامرے (انزائم) سائٹوکروم کی ایک قسم سفیدے کے پتّے میں زہر کو توڑنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

کوالا سست جانور ہے۔ اس کے اندر توانائی کے matter میں تبدیل ہونے کی شرح بہت کم ہے جو خمیر شدہ مواد اور ذرّات کو معدے میں دیر تک رکھنے میں مدد کرتی ہے۔ اس وجہ سے ہاضمہ سست روی سے کام کرتا ہے اور کوالا کو آرام طلب بناتا ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ لفظ ''کوالا'' آسٹریلیا کے مقامی قبائل میں سے ایک قبیلہ دھارگ کی بولی جانے والی زبان سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے، ''پانی نہیں'' یا ''پانی نہ پینا''۔ آسٹریلیا کے گرم علاقوں میں رہنے کے باوجود اس جانور کا بظاہر پانی نہ پینا غیر معمولی ہے۔

ماہرین کہتے ہیں کہ کوالا بہت کم پانی پیتا ہے۔ دراصل یہ پانی کی طلب کا 40 سے 65 فی صد سفیدے کے پتّوں سے پورا کرتا ہے۔ چوں کہ سفیدہ بڑی مقدار میں زیرِ زمین پانی کو کھینچتا ہے، کوالا پانی کی ضرورت سفیدے کے پتّوں سے حاصل کر کے بڑی آنت کے ابتدائی حصے سیکیوم میں غذا کی شکل میں ذخیرہ کرتا ہے۔ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اتنے سست ہیں کہ پانی پینے کے لئے نہیں اترتے بلکہ درخت جو پانی پیتے

ہیں، اس سے اپنی پیاس کی تسکین کرتے ہیں۔

سفیدے کے درخت کی گھنی ٹہنیاں اور پتّے کوالا کی رہائش کے لئے بہترین ڈھال ہیں۔ یہ انتہائی خشک علاقوں میں رہتا ہے، کھال پر موجود بال اسے موسم کی سختی سے بچاتے ہیں۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ کوالا کی کھال کے ہر مربع ملی میٹر میں لگ بھگ 54سے 55 بال ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ جانوروں میں گرمی کی موصلیت* جسم پر موجود بالوں کی مناسبت سے کام کرتی ہے۔ کوالا کے بال ہوا کے مطابق زاویہ بدلتے ہیں۔

ورلڈ وائڈ فنڈ فار نیچر (WWF) کے مطابق دنیا بھر میں کوالا کی صرف ایک نسل باقی ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں لگ بھگ تین لاکھ بالغ کوالا ہیں۔ قدرتی وسائل کے تحفظ کے لئے بین الاقوامی ادارے IUCN نے نایاب جانوروں کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

### 270 ڈگری زاویہ

کوالا (Koala) کی طرح وسطی اور جنوبی امریکا کے بارانی جنگلات کا رہائشی ایک اور سست ممالیہ Sloth ہے جو 15 سے 20 گھنٹے سو کر گزارتا ہے اور توانائی ذخیرہ کرنے کے لئے جاگتا ہے۔ یہ الگ تھلگ رہتا ہے، زیادہ تر درختوں پر رہ کر اُن کے پتّوں پر گزارہ کرتا ہے۔ قدرت نے اس کے معدے میں سخت غذا ہضم کرنے کے لئے کئی خانے رکھے ہیں۔ گوشت خور، حشرات خور ہونے کے علاوہ پتّے اور پھل اس کی غذا میں شامل ہیں۔ خاموش طبیعت ہے، صرف بچوں سے بات چیت کے لئے آواز نکالتا ہے۔ درختوں پر رہنے والے اس ممالیہ کی خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ تیز رفتار تیراک ہے۔ پانی میں سانس روک کر کم از کم 40 منٹ رہ سکتا ہے۔ دیگر ممالیہ کی بہ نسبت گردن کے مہرے زیادہ تعداد میں ہونے کی وجہ سے یہ 270 ڈگری زاویے تک گردن موڑ سکتا ہے۔

---

* گرمی کی موصلیت یعنی heat insulation وہ مواد یا طریقہ ہے جو گرمی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے سے روکتا ہے۔ جب ہم کسی چیز کو گرم ہونے سے بچانا چاہتے ہیں یا سردی برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو ایسا مواد استعمال کرتے ہیں جو گرمی کو اندر یا باہر جانے سے روک سکے۔ مثلاً پانی کی بوتل میں تھرمل کوٹ یا عمارت کی دیواروں میں مخصوص مواد لگانا تاکہ گرمی باہر نہ جائے یا باہر کی سردی اندر نہ آئے۔

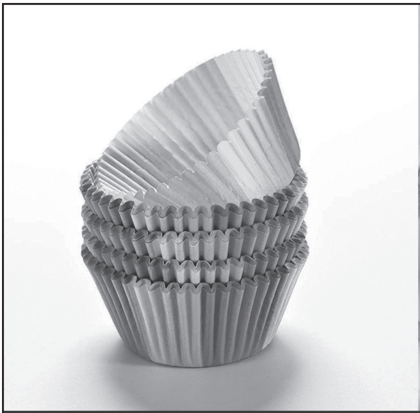

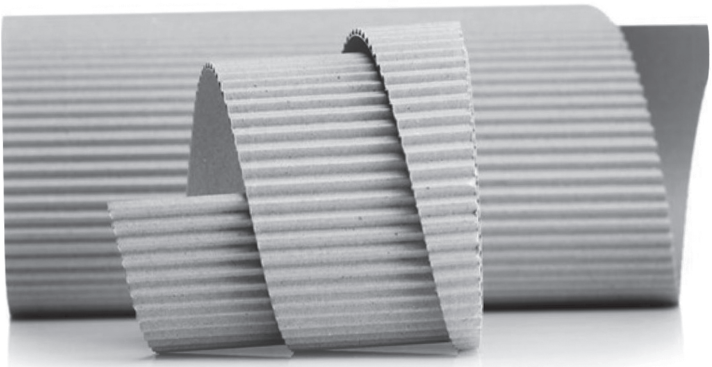


**Manufacturer of**
**Liner & Floating Paper**

# PRIME PACK INDUSTRIES

**C-21, S.I.T.E, Hyderabad**
**Tel: 022-3880627**
**Fax: 022-3880381**

# اقتباسات

"ماہنامہ قلندر شعور" کو گُل دستہ بنانے کے لئے قارئین کی کوشش قابلِ قدر ہے۔ قرآن کریم، آسمانی کتابوں، ملفوظات، تاریخ، انکشافات اور سائنسی فارمولے بھیج کر اس رسالے کا حصہ بن سکتے ہیں۔ تحریر کم و بیش 120 الفاظ پر مشتمل ہو۔

---

زندگی گزارنے کی ایک طرز یہ ہے کہ آدم زاد ہمہ وقت، ہر آن اور ہر لمحہ پابند حواس کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ زندگی گزارنے کی دوسری طرز یہ ہے کہ آدم زاد پابند حواس کے ساتھ بھی آزاد زندگی گزارتا ہے۔ حزن و ملال کے تاثرات اسے متاثر نہیں کرتے۔ زمین کے اوپر وسائل کی چکاچوند اس کی آنکھوں کو خیرہ نہیں کرتی اس لئے کہ زمین سے دور بہت دور اعلیٰ زمین "جنت" اس کی نگاہوں کے سامنے ہوتی ہے۔ جس طرح مادیت میں قید وہ یہاں روٹی کھاتا ہے، اسی طرح مادیت سے آزاد ہو کر جنت کے باغات سے انگور کے خوشے حاصل کرنا اس کے لئے آسان ہے۔ جب کوئی شخص خود شناسی میں مکمل ہو جاتا ہے تو اس کے اوپر زندگی کی نئی راہیں، نئی طرز اور نیا اسلوب منکشف ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو قلندر شعور کا حامل مردِ آزاد کہا جاتا ہے۔

(آسیہ رحمت۔ کوئٹہ، کتاب: کشکول)

اللہ تعالیٰ نے روز و سال کے تعین کے لئے سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے۔ آفتاب کے روزانہ کے طلوع و غروب سے بڑھ کر کوئی واضح اور مقررہ نظام دن اور رات کے معیار کے لئے نہیں ہے اس لئے بالاتفاق تمام قوموں نے اسی کو روز و شب کے تعین کی علامت مقرر کیا ہے بلکہ اسی کا نام روز و شب ہے۔ اسی طرح مہینے کے تعین کے لئے چاند سے زیادہ واضح کوئی چیز نہیں ہے جو انتیس، تیس دن میں نکلتا اور پھر ڈوبتا ہے اس لئے اکثر مشرقی قوموں نے جن کا مطلع عموماً صاف رہتا ہے، چاند کو مہینے کا

معیار مقرر کیا البتہ وہ قومیں جن کے مطلع اکثر ابر آلود رہتے ہیں اور جو پہلی کے چاند کے دیکھنے سے عموماً عاجز ہیں، انہوں نے اپنے لئے سورج کو مہینے کا معیار مقرر کیا اور اسی طرح ہر قوم نے اپنے اپنے معیار کے مطابق سورج یا چاند کے بارہ مہینوں کے مجموعے کا نام "سال" رکھا اور اسی سے دو قسم کے سالوں کی بنیاد پڑی جن میں سے ایک کو شمسی یعنی آفتابی سال اور دوسرے کو قمری یعنی چاند کا سال کہا گیا۔ (ڈاکٹر سلیم قیصر۔ کراچی، کتاب: عمرِ خیام)

مصر کے اہراموں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ جو کام آج کے انسان کے لئے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، وہ اہرام کے معماروں نے بڑی آسانی سے سرانجام دیے تھے۔ انہوں نے ہزاروں ٹن وزنی پتھروں کو کانوں سے نکالا اور دور دراز کے فاصلوں تک پہنچایا اور پھر چار سو فٹ سے زائد بلندی پر اہراموں میں نصب کیا۔ اسی طرح ملک Peru میں اینڈیز کے پہاڑوں میں Inca تہذیب سے پہلے دَور کے شہر کے اوپر قلعہ سیکسا ہومان بھی بڑے بڑے پتھروں کو رگڑ کر، ایک دوسرے پر جما کر سنگی عمارات تعمیر کرنے کی ابتدائی مثال ہے۔ اڑھائی سو ٹن سے زیادہ وزنی ان پتھروں کو 20 فٹ کی بلندی پر نصب کیا گیا۔ اس کام کے لئے ان لوگوں کے پاس کوئی نہ کوئی توانائی ضرور ہوگی مگر یہ آج مستعمل توانائیوں میکانیکی، برق یا مقناطیسی میں سے کوئی نہیں تھی۔

(صدف اشفاق۔ اسلام آباد، کتاب: تاریخ و اسرارِ اہرامِ عالم)

اب ہماری زندگی بحیثیتِ مجموعی مشین آشنا ہوگئی ہے اور انسانیت کا عنصر انسانی زندگی سے رفتہ رفتہ ناپید ہونے لگا ہے۔ غریبوں، کسانوں اور مزدوروں کی حالت بہتر بنانے کے لئے زندگی کے تمام قدیم نظریے یا رویّے یکسر تبدیل کر دیے گئے ہیں۔ غربت اور افلاس کے خلاف بغاوت اور چیز ہے اور مفلس و غریب کی دست گیری اور چیز ہے۔

(عابد درانی۔ پشاور، کتاب: انتخاب مضامینِ رشید احمد صدیقی)

محمد عدنان خان

# کورشِ اعظم

زمانیت کی بے رنگی سے طلوع ہونے والی مکانیت کے طول و عرض پر پھیلی ایک ایسے سرخیل رَزم و بزم طلسم کی داستان جس کے قدموں کی دھمک سے زمین لرزہ براندام تھی اور جس کے نام کا کواکب میں شہرہ تھا۔

---

گزشتہ اقساط کا خلاصہ: قدیم سلطنت فارس کی ابتدا موجودہ ایران کے قدیم علاقے انشان سے ہوئی جس کا حکمران کمبائسس تھا۔ وہ مدائن (میڈیا) کے بادشاہ استغیز کا داماد تھا۔ کمبائسس اور شہزادی منڈانہ شادی کے کئی سال تک بے اولاد تھے۔ ایک شب منڈانہ نے خواب دیکھا جس کی تعبیر بادشاہ کے لئے پریشان کُن تھی۔ اس نے وزیر ہارپاگس کی مدد سے بچے کو مارنے کا منصوبہ بنایا۔ شاہی چرواہے میتھرابیٹس اور اس کی طبیبہ بہن کو جبراً ذمہ داری سونپی گئی۔ قدرت کو بچے کی حفاظت منظور تھی۔ جس روز شہزادی کے ہاں ولادت ہوئی، اسی روز چرواہے کے گھر مردہ بچہ پیدا ہوا۔ طبیبہ نے بچہ تبدیل کر کے بھائی کو دے دیا۔ بچے کا نام کورش رکھا گیا۔ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل تھا۔ ایک روز شاہی لڑکوں نے اس کی بکریوں کے ریوڑ پر حملہ کر دیا۔ اس نے انہیں مار بھگایا اور بعد میں گرفتاری دے دی۔ بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو استغیز اس کے نقوش دیکھ کر چونک گیا۔ کورش کی حقیقت معلوم ہونے پر بادشاہ کی نیند اڑ گئی۔ مارنے کی کوشش کی تو وہ زندان سے فرار ہو گیا۔ ملکہ اور منڈانہ کو حقیقت معلوم ہو گئی تھی۔ انشان واپس جاتے ہوئے ماں کو بچھڑا ہوا بیٹا مل گیا۔ وہ اسے انشان لے آئی۔ کورش اور مدائن کے بادشاہ استغیز کے درمیان جنگ کا آغاز ہوا۔ اب آگے پڑھئے۔

---

جنگ میں مدائن کا بھاری نقصان ہوا۔ جو سپاہی زندہ بچ گئے تھے، ان کے حوصلے پست تھے۔ وہ انشان کی قوت دیکھ چکے تھے اور کورش کی حقیقت سے واقف تھے، انہوں نے ریاستِ انشان کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ یہ اعلان تھا کہ اب وہ انشان کے لئے لڑیں گے اور واپس مدائن نہیں جانا چاہتے۔ کورش نے انہیں پوری فوج میں تقسیم کرنے کی بجائے نئے دستے تشکیل دیے اور مخصوص دستوں کے ساتھ رکھا تاکہ ان پر نظر رہے۔ جو سپاہی واپس جانا چاہتے

تھے، ان سے حلف لیا کہ وہ آئندہ انشان کے خلاف تلوار نہیں اٹھائیں گے۔ ایک طرف رہائی کے پروانے جاری ہوئے اور دوسری طرف نئے دستوں کی تشکیل تھی۔ مخالف سپاہیوں کی بڑی تعداد نے انشان کے ساتھ شمولیت کا اعلان کیا۔ کمبائسس اور کورش جانتے تھے کہ بازی استغیز کے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔

جنگ میں شکست کی اطلاع بادشاہ استغیز کو ملی تو آگ بگولا ہوگیا کہ اس کے علم میں لائے بغیر حملہ کیوں کیا گیا۔ تحقیقات کا حکم دیا گیا۔ بڑی بدنامی تھی کہ چھوٹی ریاست انشان نے کئی گنا بڑی ریاست مدائن کو عبرتناک شکست دی ہے اور بہت سے سپاہی ریاستِ انشان سے پناہ کی درخواست کرچکے ہیں۔

استغیز اور فوج کے افسران جانتے تھے کہ اس کا باقی سپاہیوں پر کیا اثر ہوگا۔ خبر دوسرے ممالک تک بھی پھیلی تھی۔ دنیا کورش کی شکل میں ایک نئے فاتح کو ابھرتا دیکھ رہی تھی۔ بادشاہ استغیز فکر میں ڈوبا سوچ رہا تھا کہ برسوں پہلے دیکھا گیا منڈانہ کا خواب تعبیر بن رہا ہے۔ اس کا سب سے بڑا مجرم ہاراپاگس تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس نے تختہ الٹنے کے لئے غداری کی اور کورش کو مارنے کا منصوبہ ناکام بنایا۔ اس جرم کی پاداش میں اس نے ہاراپاگس کو ایسے غم سے دوچار کیا تھا کہ مداوا کسی صورت ممکن نہ تھا۔

وزیرِ خاص ہاراپاگس تک خبر پہنچ چکی تھی۔ وہ استغیز کے قدموں کے نیچے زمین لرزتے دیکھ کر خوش تھا۔ وہ جانتا تھا کہ استغیز نے اس کے بیٹے کو نہیں چھوڑا تو اسے بھی معاف نہیں کرے گا اور انتہائی قدم اٹھائے گا۔

ایسے میں جب ریاستِ مدائن سکتے کی کیفیت میں تھی اور ریاست کے ستون شکست کی ضرب سے لرز رہے تھے، وزیرِ خاص ہاراپاگس نے وقت ضائع کئے بغیر ہم خیال افسران کے ساتھ مل کر بغاوت کا اعلان کردیا۔ اس نے موجودہ جارجیا، شام اور بحرِ اسود (Black Sea) سے لے کر خلیجِ فارس اور بحیرۂ قزوین (Caspian Sea) سے پیچھے کے تمام علاقوں کا کنٹرول سنبھالتے ہوئے کمبائسس سے کئے گئے معاہدے کے مطابق ان علاقوں میں انشان کا پرچم لہرا دیا۔ مدائن کی سلطنت کا ایک بڑا حصہ جنگ و جدل کے بغیر، انشان میں شامل ہوگیا۔

جب سے کورش کو اس نوجوان کے بارے

میں علم ہوا تھا، وہ اس کے لئے فکر مند تھا۔ اس کی مہارتوں سے متاثر تھا۔ جس بے خوفی سے اسے لڑتے دیکھا، اس نے بہت متاثر کیا۔ وہ نہ صرف ماہر نشانے باز تھا بلکہ دوبدو لڑائی میں داؤ پیچ صلاحیتوں کا اظہار تھے۔

افرند کی بات سن کر پریشانی ہوئی تھی کہ وہ نوجوان مرد نہیں بلکہ اس کے اخمینی قبیلے کی کوئی لڑکی ہے جسے بھیس بدل کر میدان میں اتارا گیا تھا۔ وہ بابل کے حکمران نیبونائڈس کے عیاش بیٹے بیل شازار کی قید میں تھی۔ کورش کو حیرت تھی کہ اتنی بڑی ریاست کے پاس کوئی بہادر جنگجو یا پہلوان نہیں ہے جسے وہ میدان میں اتارتے؟ قید خانے میں قید خاتون کو میدان میں کیوں اتارنا پڑا؟

کورش نے بابل سے واپسی پر فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ باصلاحیت اور ماہر خاتون کو بیل شازار کی قید سے آزاد کروائے گا۔ ذمہ داری افرند اور اس کی بہن کو سونپی۔ معاملے کو نہایت خفیہ رکھنا ضروری تھا کیوں کہ فی الحال انشان، بابل کے ساتھ تعلقات خراب کرنے کی حالت میں نہیں تھا۔ کورش ایک بڑے محاذ پر جنگ لڑ رہا تھا۔ ایسے میں تحمل سے کام لینا تھا۔

بابل کا بادشاہ نیبونائڈس معاہدے کے مطابق انشان اور مدائن کے درمیان جنگ میں فریق نہ بننے کے معاہدے پر پوری طرح عمل کر رہا تھا۔ اگرچہ بابل مضبوط ریاست تھی لیکن کورش کے اقدامات کی روشنی میں مستقبل کے منظر نامے کی جھلک دیکھ لی تھی۔ وہ ہمسایوں سے خواہ مخواہ کوئی جھگڑا مول نہیں لینا چاہتا تھا بلکہ مخالفین کو آہستہ آہستہ کمزور کر کے اپنی دسترس ان کے علاقوں میں بڑھانا چاہتا تھا۔

کورش نے افرند کے ہمراہ نہایت ذہین اور ماہر سپاہیوں کو تاجروں کے بھیس میں بھیجا۔ افرند چوں کہ اخمینی قبیلے سے تھا اور یہ قبیلہ بابل میں آباد تھا اس لئے اس پر شک کا امکان کم تھا۔ قافلہ تاجروں کے بھیس میں سامانِ تجارت لے کر بابل میں داخل ہوا۔ پہلا اور آخری ہدف یہ تھا کہ کساندانے کو بابل میں جس مقام پر قید کیا گیا تھا، اس مقام کی معلومات اور رسائی حاصل کر کے اسے وہاں سے بازیاب کرائیں۔

یہ نہایت خطرناک اور آگ سے کھیلنے کے مترادف تھا۔ نڈر کورش نے ہدف میں کامیابی کے لئے اپنے دستِ راست اور زندان کے

ساتھی افرند کا انتخاب کیا۔ قافلہ جانتا تھا کہ ممکن ہے ان کی انشان واپسی نہ ہو اور پکڑے جانے کی صورت میں یہ ان کا آخری سفر ہو لیکن یہ لوگ کورش کے بااعتماد ساتھی تھے۔ انہوں نے اپنے سالار سے بے خوفی اور بہادری کی تربیت لی تھی۔ ناکامی اور جان سے جانے کے خوف کا خانہ اندر میں خالی تھا۔

نیبونائڈس کے بیٹے بیل شازار نے زندان کی نگرانی پر قابلِ اعتماد لوگوں کو مامور کیا تھا۔ افرند اور ''تاجروں کا قافلہ'' دریائے تگرس* یا شطّ العرب کو پار کرکے بابل کے اُس علاقے میں پہنچے جہاں ان کا اندازہ تھا کہ قیدی خاتون کساندانے کو قید کیا گیا ہوگا۔ انہیں کئی مقامات پر سخت تلاشی اور پوچھ گچھ سے گزرنا پڑا۔ ہر جگہ سامان کی تلاشی لی گئی۔ افرند مقامی زبان جانتا تھا، وہاں کی بود و باش سے واقف تھا۔ اس کی ٹیم کا ہوم ورک اپنے طور پر مکمل تھا۔ وہ تمام مراحل سے بخیر و عافیت گزرتے گئے۔ اب ان پر شک کیا جاسکتا تھا نہ بابل کی طرف سے کوئی روک ٹوک تھی۔ وہ داخلی راستوں سے اجازت کا پروانہ لے کر یہاں تک پہنچے تھے اور آزادی سے گھوم پھر سکتے تھے۔ اپنے ساتھ لایا ہوا نفیس اور قیمتی کپڑا فروخت کررہے تھے اور مطلوبہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش بھی۔ سب سے اہم قید خانے کا پتہ لگانا اور وہاں تک پہنچنا تھا۔ ضروری تھا کہ ان لوگوں سے رابطہ ہو جو اس کام پر مامور ہیں۔

افرند کو حساب کتاب کرکے اس مقام کا پتہ لگانے میں زیادہ دشواری نہیں ہوئی جہاں کساندانے کو رکھا گیا تھا۔ جو علم حاصل تھا، اس سے مدد لی۔ افرند کے علم کے مطابق وہ جگہ پانی کے درمیان میں تھی۔ قریب موجود پانی میں دریائے تگرس تھا اور اس میں خشکی کا ایک ڈیلٹا واقع تھا جسے موجودہ زمانے میں ''جزیرۃ الشلھہ'' کہا جاتا ہے۔ اندازے کے مطابق خاتون قیدی کساندانے شلھہ کے زندان میں تھی جس کا انتظام مارفی قبیلے کے ہاتھ میں تھا۔

ثقافتی لحاظ سے مارفی قبیلے کے لوگ زربفت* کو

---

* دجلہ (Tigris) دریائے دجلہ کردستان کی پہاڑیوں سے نکل کر عراق کے میدان کو سیراب کرتا ہوا دریائے فرات کے ساتھ آملتا ہے۔ دونوں دریاؤں کے مجموعی دھارے کو ''شطّ العرب'' کہتے ہیں۔

* زربفت (سونے اور ریشم کے تاروں سے بُنا کپڑا)

لباس میں لازمی جز کے طور پر استعمال کرتے تھے۔کم یا زیادہ، یہ پہننے والے کے معاشی حالات پر منحصر تھا۔ افرند کے ہمراہ سامانِ تجارت میں نہایت قیمتی اور کھِلتے ہوئے رنگوں میں قسم قسم کے زربفت تھے۔ جزیرے پر صرف مارفی قبیلے کے لوگ آباد تھے لہٰذا افرند نے اپنے سپاہیوں کے ہمراہ پہلے دوسرے مرحلے میں شلھہ تک رسائی حاصل کی۔ پہلا مرحلہ بابل میں آزادی سے گھومنا پھرنا اور تجارت تھی۔

مارفی قبیلے کے لوگوں نے پہلی مرتبہ زربفت کی ایسی دیدہ زیب اقسام دیکھیں تو بہت متاثر ہوئے۔ افرند نے ان کے شوق کا فائدہ اٹھایا۔ دوستی کی اور اعتماد حاصل کیا۔ ان کی محافل اور تقریبات میں شریک ہوا۔ مارفی انہیں بے ضرر تاجر سمجھتے رہے۔ ایک محفل میں افرند کی ان لوگوں سے ملاقات ہوگئی جن کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ شلھہ کے قید خانے میں قیدیوں کی نگرانی پر مامور ہیں۔ اس طرح وہ ساتھیوں کے ہمراہ زندان تک جا پہنچا۔

طے شدہ منصوبے کے مطابق اندھیرے اور دوستی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک رات زندان کے عملے کو مٹھائی میں بے ہوشی کی دوا ملا کر کھلا دی۔ بتایا کہ یہ مٹھائی مدائن (میڈیا) کی خاص سوغات ہے۔ جن لوگوں نے مٹھائی نہیں کھائی، ان پر باقی لوگوں کی بے ہوشی کے بعد بہ زورِ طاقت قابو پایا اور مزاحمت سے روک دیا۔

افرند جب کساندانے تک پہنچا تو چوکنّا ہو گئی اور اسے حملہ آور سمجھی۔ افرند نے بمشکل تمام سمجھایا کہ وہ اس کا ہمدرد ہے، قید سے رہا کرنے آیا ہے۔ آخر کار ساتھ چلنے پر راضی کر لیا۔

جزیرۃ الشلھہ سے فرار میں دشواری نہیں ہوئی کیوں کہ زندان دریا کے بیچ تعمیر کیا گیا تھا اور عملے کی کشتیاں دریا میں موجود تھیں۔ یہاں سے جانا بھی پانی کے بہاؤ کے رخ پر تھا۔ دریا کا اختتام خلیجِ فارس میں ہوتا تھا اور قافلے کو اسی راستے انشان پہنچنا تھا۔ راتوں رات اس محاذ کو سر کر کے وہ کشتی میں بیٹھے۔ مقامی لوگوں نے ان پر شک نہیں کیا۔ اندھیرا تھا۔ وہ سمجھے، شلھہ کا عملہ سفر کر رہا ہے۔

ہدف کے حصول میں افرند کو تین ماہ کا عرصہ لگا۔ اس کی کشتی خلیجِ فارس میں واقع بوشہر کی بندرگاہ سے لگی تو سب کو اتار کر آخر میں کشتی چھوڑتے ہوئے اسے آگ لگا دی تاکہ کوئی دیکھ

کر اندازہ نہ کرلے کہ یہ بابل کی ہے۔

قافلے نے انتہائی احتیاط سے ہدف کو حاصل کیا تھا۔ جب افرند روانہ ہوا تھا تو ہمراہ اس کی بہن اور آٹھ سپاہی تھے۔ واپسی پر گیارہواں کھلاڑی، کساندانے کی صورت میں ہمراہ تھا۔

افرند نے بوشہر سے گھوڑوں کا بندوبست کیا۔ وہ اب تک تاجروں کے بھیس میں تھے اور یہی ظاہر کر رہے تھے کہ وہ تاجر ہیں۔

بوشہر کی بندرگاہ سے پہلے جزیرہ شیف کے عقب میں پانی کم گہرا تھا۔ اس دَور میں خلیجِ فارس کا یہ علاقہ سمندری گھڑیالوں (مگرمچھوں) سے بھرا ہوا تھا۔ وجہ یہاں مینگروز کے جنگلات کی بھرمار تھی۔ عام آبادی اور لوگ اس علاقے سے دور رہتے تھے اس لئے کشتی کو آگ لگنے کی خبر نہیں پھیلی تھی۔ قافلے نے کچھ فاصلے تک پیدل سفر کیا۔ کساندانے محتاط اور خبردار تھی۔ وہ جتنی خوب صورت تھی، اس سے کہیں زیادہ جارحانہ انداز تھا۔ وجہ حالات تھے جن کا وہ شکار رہی۔ افرند اور گلزند کے دوستانہ رویے نے اسے بھروسا کرنے پر آمادہ کیا۔ قافلے میں خاتون کو دیکھ کر اسے تسلی ہوئی تھی۔

قافلہ انشان کی سمت رواں تھا۔ ابتدائی فوجی چوکیوں سے وہ بآسانی گزر گئے مگر جیسے ہی بڑی چوکی نزدیک آئی، افرند شناخت چھپانے میں ناکام ہوگیا۔ اسے چوکی انچارج نے پہچان لیا اور فوری طور پر کورش کو خبر دی۔ چوکی انچارج خفیہ مشن سے ناواقف مگر سفارتی آداب سے واقف تھا۔ سوچا کہ افرند یقیناً خفیہ دورے سے واپس آیا ہے، تفتیش مناسب نہیں۔ علم تھا کہ یہ کورش کا بااعتماد دوست ہے مگر وہ فرض شناس افسر تھا۔ اس نے خاموشی سے کورش کو پیغام بھجوایا کہ افرند صاحب تاجروں کے بھیس میں قافلے کو لے کر کہیں سے آئے ہیں اور انشان جا رہے ہیں۔ یہ ذمہ داری کا احساس تھا جو کورش نے سپاہیوں میں پیدا کیا تھا۔ وہ معمولی چیز کو معمول کے مطابق گزرنے نہیں دیتے تھے۔

چوکی انچارج نے ناشتے کا بندوبست کیا۔ کچھ دیر آرام کا مشورہ دیا اور انتظام کیا۔ کساندانے مطمئن ہوگئی کہ وہ دھوکے کا شکار نہیں ہوئی بلکہ اسے جو کچھ بتایا گیا، وہ سچ ہے اور وہ اچھے لوگوں کے ساتھ ہے۔ (قسط: ۱۸)

# DEFENCE
## 3D - OPG - CEPH

**3 DIMENSIONAL DENTAL IMAGING CBCT SYSTEM**

KARACHI

# 3D

***Free software provide with implant library to all consultant for Nerve Tracing. Cephalomatric Tracing, Implant Planing.***

Maxillofacial

Implant Planning

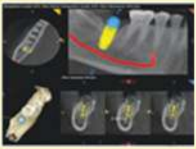

OPG

CEPH

***Take Your Practice to the Next Level !***

**Defence branch:**
0213-8941506 - 0343-7180348
Building # 7-C, Shop # 1, Street 10, Badar Commercial Area, Phase 5 Ext. DHA, Karachi.

**Sharfabad branch:**
0213-4920777 - 0320-4690899
Plot # 87, Shop # 2, Zulekha Tower, Block-3, BMCH Society, Main Jamal-ud-Din AfghaniRoad, Sharfabad, Karachi.

Email: info@3d-diagnostic.pk Web: www.3d-diagnostic.pk

# ONLINE COACHING

**From class 9th to BSc**

**Tania Riaz**

*Qualification:*

**BSc in Double Maths & Physics**

*Experience:*

**6 Years of experience in Teaching**

**Subjects to Teach**

- Mathematics
- Physics
- Computer

More Info

GMAIL
taniariaz551@gmail.com

Call us
+92 332 8875 840

# A GREAT PLACE TO LEARN ONLINE

**5th to Msc for all subject**

- One paper preparation
- General Knowledge

Enrol Now

More Info

GMAIL
azka.info94@gmail.com

Call us :
+92 300 1208419

نیّر اعظم

# رامن

**چین اور ہانگ کانگ نوڈلز کھانے والے ممالک میں سرِفہرست ہیں جہاں ورلڈ انسٹنٹ نوڈلز ایسوسی ایشن کے مطابق ہر سال 42 ارب سے زیادہ نوڈلز کے پکوان بنتے ہیں۔**

---

نوعِ آدم نے خود کو زمین پر دوسری مخلوقات سے نمایاں کرنے کے لئے بہت سی طرزیں اختیار کی ہیں جیسے لباس پہننا، کھانا پکانا، رہائش کے لئے چھوٹے بڑے مکانات تعمیر کرنا، شہروں کی آبادکاری، ایجادات وغیرہ۔

کھانے کے مختلف طریقوں کی ایجاد نوعِ آدم کی طبیعت میں تنوّع کی ایک بڑی مثال ہے۔ بمشکل کوئی فرد ملتا ہے جو کھانے کا ذوق نہ رکھتا ہو، اس میں جدّت اور سجاوٹ کے طریقوں کو سراہتا نہ ہو۔ پلیٹ کے لئے کہیں کیلے کے پتّے تو کہیں بانس کی لکڑی استعمال ہوتی ہے۔ اسی طرح چمچہ یا بانس کی چمٹی* سے کھانے کا بھی رواج ہے۔ کھانا کھانے کے طریقوں کے ساتھ حسِ ذائقہ کو تسکین دینے کی کوشش صنعت بن چکی ہے۔ جتنے شہر اور جتنے ذہن ہیں، اتنی تراکیب ہیں۔ برِصغیر پاک و ہند کی سوغات بریانی کو لیجئے — کراچی، لکھنؤ، بمبئی، بہاری، حیدرآبادی، دہلی، بنگالی حتیٰ کہ ایرانی بریانی کے ذائقے میں نمایاں فرق ہے۔

علاقے کے ساتھ ساتھ حالات بھی کھانے کی ترکیب میں فرق کا باعث بنتے ہیں۔ مثال کے طور پر دوسری عالمی جنگ کے بعد جاپان میں غذا کی قلت سے ایسی اشیا کی ضرورت بڑھی جو سستی ہوں اور آسانی سے پک سکیں۔ مسئلے کے حل کے لئے 1958ء میں مومو فوکو اینڈو نامی شخص نے دومنٹ نوڈلز* کے نام سے غذا ایجاد کی جسے جاپانی زبان میں ”رامِن“ کہا جاتا ہے۔ رامن کی مقبولیت پوری دنیا میں پھیل گئی

---

* بانس کی چمٹی (chopsticks) * نوڈلز (میدے اور دیگر اجزا سے تیار کردہ سوّیوں جیسی لڑیاں)

ہے اور مختلف ناموں سے دستیاب ہے۔

رامن کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ورلڈ انسٹنٹ نوڈلز ایسوسی ایشن کے مطابق ہر سال نوڈلز کے ایک کھرب سے زیادہ پکوان کھائے جاتے ہیں۔ چین اور ہانگ کانگ نوڈلز کھانے والے ممالک میں سرِفہرست ہیں جہاں ہر سال 42 ارب سے زیادہ نوڈلز کے پکوان بنتے ہیں۔ دوسرا نمبر انڈونیشیا کا ہے جہاں ہر سال 14 ارب سے زیادہ نوڈلز کے پکوان کھائے جاتے ہیں۔

رامن اور نوڈلز ایک غذا کے مختلف نام ہیں۔ نوڈلز کے ساتھ سوپ اور کئی اجزا ملاکر جو غذا تیار ہوتی ہے، جاپانیوں نے اپنی زبان میں اسے "رامن" کا نام دیا ہے۔ نوڈلز کی یہ قسم دو منٹ میں تیار ہوتی ہے اور مقبولِ عام ہے۔

دو منٹ میں تیار ہونے والے نوڈلز کی کہانی دلچسپ ہونے کے ساتھ صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ سولہویں صدی میں جاپانی نوڈلز کھاتے تھے جو بک ویٹ نامی بیجوں سے بنتے تھے۔ کچھ محققین کے مطابق 1880ء میں چین سے جاپان آنے والے تاجروں نے گندم سے بنے نوڈلز سے جاپانیوں کو متعارف کرایا۔ ترکیبوں میں جدّت آتی رہی یہاں تک کہ 1926ء میں چینی نژاد وانگ وون نے جاپانی شہر سپورو میں نوڈلز سے بنا ایک پکوان متعارف کروایا جو مقبول ہوا۔ تیاری میں چین اور جاپان دونوں ملکوں کے طالب علموں کی لذتِ کام و دَہن* کا خیال رکھا گیا تھا۔ یہ طالب علم پڑھائی کے لئے چین اور جاپان آتے جاتے تھے۔ جو پکوان دو ممالک میں یکساں پسند کیا جائے، اس کا مشہور ہونا اور تیزی سے پھیلنا حیران کن نہیں۔ وانگ وون نے گوشت کے باریک ریشے، سبزیوں اور اعلیٰ خوش بوؤں سے جو نوڈلز تیار کئے، وہ آج بھی ریستورانوں میں فروخت ہوتے ہیں۔ ابتدا میں یہ وانگ وون کے ریستوران میں ملتے تھے مگر دوسری عالمی جنگ کے بعد جاپان میں غذائی قلت کے نتیجے میں بہت سارے لوگوں نے غیر قانونی طور پر وانگ وون کی ترکیب کے مطابق نوڈلز بنانے اور فروخت کرنے شروع کئے۔

جاپانی شہری موموفو کو اینڈو نے جب نوڈلز کے اسٹالز پر کھانے والوں کی قطاریں دیکھیں تو

* لذتِ کام و دَہن (کھانے پینے کا ذوق)

اسے ایسے نوڈلز بنانے کا خیال آیا جو دو منٹ میں گرم پانی میں جوش دینے پر تیار ہو جائیں۔ اس نے گھر میں ایک سال تک تجربات کئے۔ ایک روز بیگم ''تمپورا'' بنا رہی تھیں تو کسی خیال نے موموفو کو کی نظر گرم تیل کی طرف مبذول کی۔ اس نے دیکھا کہ تمپورا تلنے کے لئے استعمال ہونے والا گرم تیل آٹے کے پانی کو تیزی سے خشک کر رہا ہے۔ اسے نوڈلز کا خیال آیا کہ گرم تیل کے ذریعے نوڈلز خشک ہونے پر زیادہ دیر تک خراب ہونے سے محفوظ رہیں گے۔ مزید تجربات کے بعد موموفو کو نے آخر کار دنیا کے پہلے فوری پکنے والے رامن یعنی نوڈلز بنالئے۔

رامن ابتدا میں پُر تعیش پکوان تھا۔ قیمت تازہ نوڈلز کے مقابلے میں چھ گنا زیادہ تھی۔ وقت کے ساتھ قیمت کم ہوتی گئی۔ موموفو کو کے تجربات جاری رہے اور 1971ء میں ''کپ نوڈلز'' متعارف کئے جو دنیا بھر میں تیزی سے مقبول ہو گئے۔

رامن کی مختلف تراکیب سے لوگ واقف ہیں۔ ان میں سادہ سے لے کر بالائی ملا ہوا مرغ، ہلکی یا تیز مرچ، لوبیا یا دیگر اجزا کے ساتھ تیار کئے جانے والے نوڈلز شامل ہیں۔ بعض ملکوں میں اسے کھانے کے آداب ہیں۔ جاپان میں رامن کھانے کے طریقے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کھانے والا جاپانی ہے، ان کی تہذیب سے واقف ہے یا دوسرے ملک کا شہری ہے۔

جاپان میں رامن کھانے والے پلیٹ میں اجزا کو ملاتے نہیں جیسے پاکستان میں چاٹ کی پلیٹ جب آتی ہے تو سارے اجزا کو ملا کر کھایا جاتا ہے جس سے ملا جلا مزہ بن جاتا ہے۔ جاپان میں رامن کے ساتھ ایسا کرنا بد تہذیبی ہے۔

رامن کھانے کا دوسرا اصول یہ ہے کہ سوپ پہلے پیا جائے اور نوڈلز بعد میں کھائے جائیں۔ زیادہ تر لوگ کھانے کے ساتھ سوپ پینے کے شوقین ہوتے ہیں لیکن جاپان میں سوپ سے پہلے نوڈلز کھانے والا غیر جاپانی سمجھا جاتا ہے۔

کھانا کھاتے یا گرم شے پیتے ہوئے منہ سے آوازیں نکالنا تہذیب کے منافی ہے لیکن جاپان میں رامن کا سوپ پیتے یا نوڈلز منہ سے کھینچتے وقت سڑپ سڑپ کی آواز کا نکلنا پسند کیا جاتا ہے۔ جب مغربی ممالک میں لوگوں نے جاپانیوں کو با آواز رامن کھاتے دیکھا تو حیرت ہوئی کہ کیا جاپانی ایسا کر سکتے ہیں؟

جاپان میں رامن کے اوپر چند خوش بویات ڈالنے یا مسالے ملانے کا رواج ہے جیسے پسے ہوئے تِل اور سرکہ۔ جیسے جیسے رامن کا سوپ ٹھنڈا ہوتا ہے تو ذائقہ بدلتا ہے۔ مزہ صرف گرم کھانے اور پینے میں ہے۔

رامن ایک ایسی غذا ہے جو کھانا کھانے کی ڈش کے طور پر استعمال ہوتی ہے مگر بعض شیف اس میں مرچ کی بجائے مٹھاس اور چاکلیٹ شامل کر کے میٹھا رامن بنا رہے ہیں۔

رامن کی طرز پر بننے والی ایک شے فالودہ ہے۔ فالودہ ٹھنڈا ہے، رامن گرم ہے۔ پاکستان میں فالودہ نوڈلز کی ایک خاص قسم کے بغیر فالودہ نہیں کہلاتا۔ اسے آئسکریم کے ساتھ یکجا کرنے سے فالودہ بن جاتا ہے۔ خشک میوہ شامل کرنے سے اسپیشل فالودہ کہلاتا ہے۔ اسی طرح تلے ہوئے خشک نوڈلز میں چند مسالے اور گرم پانی شامل کرنے سے رامن تیار ہوتا ہے۔

---

قارئین! آپ کے یہاں کوئی پکوان مقبول ہے تو ترکیب اور پس منظر "ماہنامہ قلندر شعور" کو لکھ کر بھیجئے۔ شکریہ کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ (ادارہ)

## رامن بنانے کی ترکیب

ایک ڈبہ نوڈلز
گائے کا گوشت آدھا کلو
دو لال مرچیں
تین پیاز باریک کٹی ہوئی
پسی ہوئی کالی مرچ ایک چائے کا چمچ
ایک کھانے کا چمچ بھنے ہوئے تِل
ایک کھانے کا چمچ تیل
سویا ساس دو کھانے کے چمچ
سفید سرکہ دو کھانے کے چمچ
شہد دو کھانے کے چمچ
تِلوں کا تیل آدھا کھانے کا چمچہ

پکانے کا طریقہ: گوشت کے پتلے پتلے اور چھوٹے پارچے کاٹ لیں۔ نوڈلز ابالنے رکھیں اور تیل شامل کر لیں۔ نوڈلز سے پانی نتھار لیں۔ نوڈلز اور گوشت کو صاف پانی سے دھو کر تِلوں کا تیل شامل کریں۔ تیل کڑھائی میں گرم کر کے گوشت، سویا ساس اور سرکہ ملائیں۔ اب شہد ملا کر چمچہ چلاتے رہیں۔ آخر میں بقیہ تمام اجزا ڈال کر ہلکی آنچ پر پکنے رکھ دیں۔ رامن تیار ہے۔ گرم گرم پیش کریں۔

# فراق کی گھڑیاں

سمندر سے موجیں اٹھتی ہیں اور ساحل سے ٹکرا کر واپس سمندر میں چلی جاتی ہیں۔ یہ کیوں ہوتا ہے؟

اور موجوں کی بے قراری اور کروٹ کروٹ بے تابی کا راز کیا ہے؟

موج جب اپنی اصل سمندر سے دور ہوتی ہے تو اس کے اوپر دوری کا احساس غالب آ جاتا ہے۔ وہ بار بار ساحل سے اس لئے سر ٹکراتی ہے کہ اسے فراق کی گھڑیاں قیامت لگتی ہیں۔ سمندر جوش و جلال اور عظمت سے جب اپنی حیثیت کا مظاہرہ کرتا ہے تو اونچی اونچی لہریں اس کے باطن سے باہر آ جاتی ہیں اور ساحل پر اپنی پیشانی رکھ دیتی ہیں۔ عظمت و جلال کا مظاہرہ انہیں اس بات پر مجبور کر دیتا ہے کہ وہ سجدے میں گر جائیں۔ لہر جیسے ہی ساحل پر جبینِ نیاز رکھتی ہے، سمندر دوبارہ اسے اپنی آغوش میں لے لیتا ہے یہاں تک کہ لہر اور سمندر ایک ہو جاتے ہیں۔

پانی ذرّہ ذرّہ ہو کر جب اپنی نفی کر دیتا ہے تو اسے ہوا خلا میں اچھال دیتی ہے۔ خلا جب فنائیت کی لطافت سے معمور ہو جاتا ہے اور اسے سکون کا ایک ابدی لمحہ میسر آ جاتا ہے تو یہ ساری لطافت یہ سارا ترشّح*، یہ ساری نمی بادل کے روپ میں خود کو منتقل کر دیتی ہے۔ بادل کے بڑے بڑے مشکیزے قافلہ در قافلہ، کارواں در کارواں اڑتے ہوئے شمال سے جنوب اور جنوب سے شمال، مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق میں محوِ سفر ہو جاتے ہیں۔ جہاں ان کا قیام ہوتا ہے، وہاں حرکت منجمد ہو جاتی ہے اور جمود اپنے وجود کو ٹھہرا ہوا دیکھتا ہے تو وہ سورج سے معاونت چاہتا ہے۔ سورج جب بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیوں پر بکھری ہوئی چاندنی کو گہری آنکھوں سے دیکھتا ہے تو سورج سے نکلنے والی شعاعیں اس وجود کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں۔ یہ ریزہ ریزہ جمود سیال بن کر اعلیٰ سے نشیب کی طرف چشموں، آبشاروں، ندی نالوں میں سیلِ بے کراں کی طرح رواں دواں ہو جاتا ہے اور اپنی اصل سمندر سے جا ملتا ہے۔ یہ سب کیوں ہوتا ہے؟

اس لئے کہ سمندر سے نکلا ہوا پانی کا ایک ایک قطرہ اپنی اصل سمندر سے رشتہ قائم رکھنا چاہتا ہے۔

(کتاب: احسان و تصوف)

---

* ترشُّح (بوندا باندی)

Manufacturer of
Embroided Lace & Fabrics

**PRIME LACE INDUSTRIES**
**(PVT.) LTD.**

**C-8, S.I.T.E, Hyderabad**
**Tel: 022-3880107 Fax: 022-3880381**

# خواب تعبیر اور مشورہ

## حاضری

اسما ایوب، جرمنی: خواب میں دیکھا کہ میں اپنے خاندان کے ساتھ بیت اللہ شریف میں حاضر ہوں۔ ہم سب طواف کر رہے ہیں۔ میں بہت خوش ہوں کہ اپنے بچوں اور والدین کے ساتھ بیت اللہ شریف میں حاضری کا موقع ملا ہے۔ جاگنے کے بعد دیر تک خواب میں دیکھے ہوئے مناظر نظروں کے سامنے رہے اور زیارت کا احساس غالب رہا۔ سکون کی کیفیت رہی۔ میرا خاندان پاکستان میں مقیم ہے۔

تعبیر: الحمدللہ، خواب مبارک ہے۔ آپ کو خاندان کے ہمراہ بیت اللہ شریف کی زیارت کی سعادت حاصل ہوگی۔ دعا کی درخواست۔

## یقین کی تکمیل

جمال احمد، سانگھڑ: خواب میں دیکھا کہ میں مسجد الحرام کے صحن میں ہوں۔ رات کا وقت ہے۔ ماحول انتہائی پُرسکون ہے۔ یقین کی فضا ہے لیکن میں اندر سے بے چین ہوں۔ ایک بزرگ تشریف لاتے ہیں۔ ان کی توجہ میری جانب ہے۔ وہ میری بے چینی محسوس کر لیتے ہیں۔ مجھے قریب بلا کر شہادت کی انگلی سے خانہ کعبہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور دوسرا کلمہ پڑھتے ہیں۔ حکم کی تعمیل میں کعبہ کے قریب جاتا ہوں اور طواف کرتا ہوں ۔ طواف کے دوران اللہ کے دوستوں کی زیارت ہوئی جو وہاں طواف کر رہے تھے۔

تعبیر: خواب خود تعبیر ہے۔ زندگی دو رخوں پر قائم ہے۔ ایک رخ یقین اور دوسرا بے یقینی ہے۔ آپ کو بتایا گیا ہے کہ شک کی وجہ سے دماغ میں یقین کا پیٹرن نہ ہونے کے برابر ہے۔ دوسرا کلمہ پڑھنا اور بزرگ کا خانہ کعبہ کی طرف انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا ہدایت ہے کہ بے یقینی ترک کر کے اللہ کے اوپر یقین کی تکمیل کیجئے۔ یقین کی تکمیل دین ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے،

”اس کتاب میں شک نہیں ہے۔ ہدایت ہے متقیوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔“

(البقرۃ: ۲۔۳)

دو ذہنی

نادیہ دلشاد، کراچی: گھر کی دیوار پر فن پارہ آویزاں ہے جس میں پھولوں سے سجی وادی کا منظر ہے۔ اسے دیکھ کر خیال آتا ہے کہ شوہر کراچی سے شمالی علاقہ جات جانا چاہتے ہیں کیوں کہ یہاں کی نسبت وہاں کا موسم جاں فزا ہے۔ وہ آواز دیتے ہیں کہ گھر کے کام جلدی مکمل کرو، ہمیں جانا ہے۔ میں ٹی وی لاؤنج کی طرف جاتی ہوں کہ ان سے پوچھوں، ہم کہاں جا رہے ہیں۔ وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ ان کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ ہم نے ان کے گھر رشتہ کرنے سے معذرت کی تھی۔ مہمانوں کے لئے دسترخوان بچھایا اور جو گھر میں میسر تھا، پیش کیا۔ فوری طور پر خاص انتظام نہ کر سکی جس کا افسوس تھا۔ گھر میں رشتہ دار موجود ہیں لیکن ان کو نظر انداز کر کے مہمانوں کی خاطر مدارات میں پریشانی سے اِدھر سے اُدھر بھاگ دوڑ میں مصروف ہوں۔

تعبیر: خواب رشتے سے متعلق ہے جس کے بارے میں آپ دو ذہنی میں مبتلا ہیں۔ قدرت نے راہ نمائی کی ہے کہ رشتے کے بارے میں پوری معلومات حاصل کریں اور بزرگوں کے مشورے سے فیصلہ کریں۔ مشورے کے بغیر اور جلدی میں فیصلہ کرنا مناسب نہیں۔

ہم سفر

روشانے، لکی مروت: شوہر میرے بارے میں وسوسے کا شکار رہتے ہیں۔ اکثر خواب میں دیکھتے ہیں کہ میں ان کو چھوڑ کر چلی گئی ہوں یا ان سے ناراض ہوں۔ مجھے بھی اکثر اس قسم کے خواب نظر آتے ہیں جن میں پریشانی کے نقوش ہیں۔ میں نے دیکھا کہ شوہر کی جان کو خطرہ ہے۔ یہ بھی دیکھا کہ ہم دونوں سفر میں ہیں لیکن کبھی وہ پیچھے رہ جاتے ہیں، کبھی میں۔ ساتھ چلنے کی کوشش کرتی ہوں لیکن کبھی وہ غائب ہو جاتے ہیں اور کبھی میں۔

تعبیر: خواب ذہنی کیفیات کی فلم ہے۔ آپ دونوں زندگی کے سفر میں ساتھ ہیں لیکن ذہنی طور پر ہم سفر نہیں ہیں۔ میاں بیوی کے درمیان طرز فکر میں اختلاف ہے۔ دونوں اپنی دانست

میں ایک دوسرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنی اصلاح سے غافل ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن مصروفیات میں آپ کی دلچسپی ہے، اس سے گھر کے معاملات متاثر ہو رہے ہیں۔ اپنی مصروفیات میں اعتدال رکھئے۔ اعتدال کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔

کشادگی

ظاہر ارسلان، فیصل آباد: ہر طرف دائرے دیکھے۔ بھائی کہتا ہے کہ آؤ، دائرے بناتے ہیں۔ ہم کاغذ پر دائرے بناتے بناتے اپنے اور پڑوس کے گھروں پر بھی دائرے بنا دیتے ہیں۔ اتنے میں ایک راستہ کھلتا ہے۔ یک دم اٹھ کر اس راستے پر چلتا ہوں تو سکون کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ خوشی ہوتی ہے کہ دائرے بنانے سے راستہ کھل گیا۔ راستہ کشادہ ہے۔ اس میں کہیں رکاوٹ نہیں ہے۔

تعبیر: آپ نے دائرے سے متعلق تحریر پڑھی اور اس پر تفکر کیا۔ فکر میں گہرائی پیدا ہوئی اور عکس خواب میں منتقل ہو گیا۔ تفکر سے اطمینان حاصل ہوا ہے جس کے اثرات طبیعت میں خوشی کی شکل میں نمایاں ہیں۔ خواب اچھا ہے۔ دائرے میں تفکر سے ذہن روشن ہوتا ہے اور کامیابی کے راستے کھلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں، آمین۔

یاد دہانی

ساجد نسیم، رسالپور: خوب صورت اور بڑی بڑی مساجد دیکھیں پھر خود کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ نیند سے جاگا تو ہاتھ نماز کی حالت میں تھے۔ یقین ہوا کہ میں نے نماز پڑھی ہے۔

تعبیر: خواب یاددہانی ہے کہ آپ سے نماز میں کوتاہی ہوتی ہے۔ نماز کی پابندی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ وقت کی پابندی کے ساتھ پانچ وقت نماز پڑھئے۔ نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کا ترجمہ یاد کیجئے۔ انشاءاللہ، ذہن یکسو ہو جائے گا۔

مشورہ

سلامت، حیدرآباد: بار بار ایسے خواب دیکھتا ہوں کہ کہیں جانا ہے لیکن تاخیر ہو جاتی ہے۔ پڑھنے جانا ہے لیکن دیر ہونے کی وجہ سے کلاس کا وقت نکل جاتا ہے۔ کچھ خوابوں میں لوگوں کے ہاتھ میں آتش گیر اشیا دیکھیں جنہیں لے کر وہ میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ خوف سے

آنکھ کھل گئی۔ نیند سے جاگا تو دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

تعبیر: آپ نے اپنے شب و روز کے معمولات کو مختلف صورتوں میں دیکھا ہے۔ وسوسے بہت آتے ہیں، عدم تحفظ کا احساس زیادہ ہے، خوف کا غلبہ ہے جو غلط طرز فکر ہے۔ وسوسے زیادہ آنے سے شک، بے یقینی، خوف اور مایوسی کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ شک اور خوف دوری ہے۔ اللہ کے دوستوں کو خوف اور غم نہیں ہوتا۔ مشورہ ہے کہ فریج میں رکھے کھانے، بازار کے کھانے، مرچ مسالے اور غیر خالص چکنائی سے احتیاط کیجئے۔ یہ انتہائی درجے مضر ہیں۔

مزاج

کرن، کراچی: ایک بزرگ کے ساتھ گاڑی میں سفر کر رہی ہوں۔ وہ گاڑی چلا رہے ہیں۔ گاڑی کی رفتار متوازن ہے۔ منظر تبدیل ہوا اور میں اپنے گھر کے دروازے پر ہوں۔ دروازہ بند ہے۔ مجھے ناگوار گزرتا ہے کہ گھر والوں نے دروازہ کیوں بند رکھا ہے۔ اندر صحن میں پھول پودے ہیں اور ایک دیوار پھولوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ بزرگ سے درخواست کی کہ وہ گھر کے اندر تشریف لائیں۔ انہوں نے جو فرمایا، الفاظ یاد نہیں، اتنا یاد ہے کہ جیسے کہا ہو کہ وہ کسی اور روز تشریف لائیں گے۔

تعبیر: آپ کسی اللہ والے کی نگرانی میں ہیں اور ان کی نظرِ کرم آپ کے روحانی معاملات کی طرف ہے۔ جو کچھ انہوں نے بتایا ہے، اس پر عمل کیجئے۔ پابندی میں کوتاہی نہ کیجئے۔ چاند کے مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کو روزہ رکھئے۔ نماز کی پابندی اور ترجمہ کے ساتھ قرآن کی تلاوت کیجئے۔ آپ کی گھر والوں سے اَن بَن رہتی ہے۔ دروازہ بند ہونے پر ناگواری کا اظہار اس جانب اشارہ ہے۔ اختلافات میں وقت ضائع ہوتا ہے اور سکون بے سکون ہو جاتا ہے۔ یکسوئی نہ ہونے سے روحانی صلاحیتیں متاثر ہوتی ہیں۔ اللہ کے دوست سکون کی تعلیم دیتے ہیں، وہ بے سکون فضا کو پسند نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔

ناپختہ ذہن

میمونہ ناصر، جارجیا، امریکا: تعمیرات ہو رہی ہیں۔ بچی کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے مزدوروں کو کام کرتا دیکھ رہی ہوں۔ سڑک کی دوسری طرف جانے کا ارادہ کیا تو ساتھ چلنے والے ایک راہ گیر نے کہا، وہاں جانا ٹھیک نہیں، بھٹک جاؤ

گی۔ میں دو ذہنی کا شکار رہی پھر یکایک دوسری طرف جانے کا ارادہ ترک کر کے تیزی سے گھر کی طرف روانہ ہوگئی۔

تعبیر: ذہن ناپختہ ہے، جلد بازی میں فیصلے کرتی ہیں جن سے نقصان ہوتا ہے۔ فیصلہ کرنے سے پہلے نیک اور اچھی عادات کے لوگوں سے مشورہ کیجیے۔ اگر ماں باپ ضد کی حد تک رسم و رواج کے بندھن میں بندھے ہوئے نہ ہوں تو سب سے اچھے مشیر ماں باپ ہیں۔

احتیاط

فرزانہ، ملتان: دو مرتبہ دیکھا کہ ایک کتّا پیچھے پڑ گیا ہے اور کاٹنے کی کوشش میں ہے۔ خود کو بچانے میں کامیاب ہو جاتی ہوں۔ کسی کام کے لئے گھر سے باہر آتی ہوں تو کتّا وہاں موجود ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ میری طرف آئے، میں اندر چلی جاتی ہوں۔ پھر کسی نے اسے پتھر مار کر لہولہان کر دیا لیکن اس کے باوجود وہ مجھ پر حملہ کرنے سے باز نہیں آیا۔ وہاں اور لوگ بھی تھے، وہ میرے پیچھے کیوں پڑا، یہ سوال خواب میں، میرے ذہن میں تھا۔ اس خواب سے پریشان ہوگئی ہوں۔

تعبیر: ٹائیفائڈ کی علامتیں ہیں۔ خواب دیکھنے والی صاحبہ کو بخار ہوتا ہے۔ بازار کی ناقص غذا نے معدے کو متاثر کیا ہے۔ بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اچھے معالج کو دکھایئے اور معالج کی ہدایات پر عمل کیجئے۔

---

ثوبیہ، دبئی۔ تعبیر: پیشانی میں سیدھے کان کی طرف سے بائیں کان کی طرف کوئی رگ ہے جس میں رطوبت ہوسکتی ہے۔ اس کی وجہ سے سانس میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ امکان ہے کہ خوشبو، بدبو کا احساس نہ ہوتا ہو۔

علاج: آپ کو دن میں پانچ یا چھ بار چھینکیں آنی چاہئیں۔ مستقل نزلے کی وجہ سے رگوں میں سکڑن پیدا ہو جاتی ہے جس سے سانس لینے میں گھٹن محسوس ہوتی ہے۔ "اطریفل اسطوخودّوس" بطور دوا استعمال کرنا انشاء اللہ مفید ہوگا۔ صبح سویرے سورج نکلنے سے پہلے صاف ستھری کھلی جگہ پر ناک سے سانس لیجئے اور منہ سے سانس نکال دیجئے۔ یہ عمل 11 دفعہ روز کیجئے۔

سبزہ

ر۔م، لاہور: کوئی نادیدہ مخلوق تنگ کر رہی

ہے۔ ہر جگہ رکاوٹیں کھڑی کر دیتی ہے۔ میں دائیں جانب بیٹھ جاتی ہوں تا کہ وہ وہاں نہ آسکے۔ منظر تبدیل ہوا۔ اللہ کے دوست کی محفل میں خود کو دیکھا۔ لوگ ادب سے بیٹھے ان کی باتیں سن رہے ہیں۔ اتنا یاد ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی آیات تلاوت کیں، اس کے علاوہ انہوں نے جو فرمایا، یاد نہیں ہے۔ بزرگ جس مقام پر تشریف رکھتے ہیں، وہاں سبزہ ہے۔ یہاں بیٹھ کر اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نادیدہ مخلوق سے جان چھوٹی۔

تعبیر: آپ روحانی سلسلہ میں داخل ہیں لیکن سلسلہ کے قواعد و ضوابط پر عمل نہیں ہوتا۔ نماز اور قواعد و ضوابط کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جو اس وقت بھول کے خانے میں ہیں۔ پابندی کی گئی تو انشاء اللہ روحانی فیض حاصل ہوگا۔

ذہن میں وسوسے ہیں۔ وقت ضائع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ یہ کتاب ان کو ہدایت دیتی ہے جو متقی ہیں اور متقی غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ایمان یقین ہے۔

## اوصاف

اللہ تعالیٰ کا ہر اسم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت قانونِ قدرت کے تحت فعال اور متحرک ہے۔ ہر صفت اپنے اندر طاقت اور زندگی رکھتی ہے۔ جب ہم کسی اسم کا ورد کرتے ہیں تو اس اسم کی طاقت اور تاثیر کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ اگر مطلوبہ فوائد حاصل نہ ہوں تو ہمیں اپنی کوتاہیوں اور پُرخطا طرزِ عمل کا جائزہ لینا چاہئے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ علاج میں دوا کے ساتھ پرہیز ضروری ہے اور بدپرہیزی سے دوا غیر مؤثر ہو جاتی ہے۔ کوتاہیوں اور خطاؤں کے مرض میں جو پرہیز ضروری ہے، وہ یہ ہے — حلال روزی کا حصول، جھوٹ سے نفرت، سچ سے محبت، اللہ کی مخلوق سے ہمدردی، ظاہر اور باطن میں یکسانیت، منافقت سے دل بے زاری، فساد اور شر سے احتراز، غرور و تکبر سے اجتناب، کوئی منافق، سخت دل، اللہ کی مخلوق کو کم تر جاننے والا اور خود کو دوسروں سے برتر سمجھنے والا بندہ اسمائے الٰہیہ کے خواص سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتا۔ کسی اسم کا ورد کرنے سے پہلے مذکورہ بالا صلاحیتوں اور اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنا ضروری ہے۔ (کتاب: کشکول)

ماہنامہ

# روحانی ڈائجسٹ

کراچی

یہ پرچہ بندہ کو خدا تک لے جاتا ہے
اور بندہ کو خدا سے ملا دیتا ہے

چیف ایڈیٹر: خواجہ شمس الدّین عظیمیؒ

مینیجنگ ایڈیٹر: ڈاکٹر حکیم وقار یوسف عظیمی

روحانی ڈاک میں آپ کے مسائل و مشکلات کا حل پیش کیا جاتا ہے۔

شعور کے پس پردہ لاشعور کی حقیقت کی پردہ کشائی کی جاتی ہے۔

خواتین کی زندگی کو پُر کشش، پرسکون بنانے کے لئے مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔

بچوں کے لئے کہانیاں اور بہترین مستقبل کے لئے راہنما اصول بیان کئے جاتے ہیں۔

دین و دنیا کی خوشی حاصل کرنے کے لئے روحانی ڈائجسٹ ہر جگہ دستیاب ہے۔

# Sufi

The literal meaning of Sufism is "self-purification". Sufism is a devotion that is linked to the conscience, and the conscience is nothing more than the inner light. A Sufi thinks only in the context of God – they talk of God, live with God, and even die in the name of God, all while reciting His attributes, singing His praises, and remaining absorbed in His love. In their unyielding desire to see and meet their Beloved God, they sacrifice their all.

A Sufi remembers God in everything, whether it is in the external world or in their inner. It makes no difference whether their circumstances are dire, like a turbulent sea, or if they are blessed with tranquillity – A Sufi remains in the remembrance of God at all times.

Sufism is the practice of becoming a Sufi, and a Sufi is someone who prioritises their inner-self (soul) more than their manifested self (body).

Those who allow their intellect to dominate them, believe that obeying God is sufficient and set their sights on paradise as their final destination. However, there are some who find themselves dominated by the passion of love and consider their connection and love for God to be far more important than just obeying Him. It is these people who make it their life's mission to witness God.

Spirituality or Sufism is a path in which one diverts all of one's passion to the purpose of becoming acquainted with the soul. Sufism is the knowledge of discovering one's self, delving into the depths of the mind, and unearthing the secrets of life, and thus revealing to us the reality that our soul has witnessed God at the point of origin of eternity.

When God spoke to us, the souls replied, "*Qalu Balaa*!"; thus, proclaiming God's Lordship over them. A Sufi says, "If my soul was unable to realise God, then He would not have ordained me to love Him." When the secrets are revealed upon a Sufi, they realise that their soul wishes to love God, who is their Creator, the Most Magnificent, and hence they become embedded with the knowledge that "God loves me, and my soul loves Him too."

the path to salvation and extend a steadfast hand that would hold on to her forever. It was then, Mr. Azeemi had been sent toward her by God, as an answer to her prayers. He wasted no time in pulling her aboard. She remembered how he was always waiting for her to come to him, “It took a long time for you to finally arrive,” he had said.

Over the next decade, she saw how he accepted her with all her faults, purified her with his unconditional love no matter how many times she failed, shared his wisdom that proved to be keys to opening her subconsciousness, opened the veils over her heart, showed her the true meaning of love, removed the blindfold over her inner eye helping her see herself through his eyes – the list of his favours upon her were countless. Her mind that surfed the waves of negativity, had began to see how beautiful life was. Because of him, her eyes always remained drenched in tears of gratitude. He had taught her that as long as mankind kept their gaze on their Creator, lived aware that our purpose was to cognise Him, contemplated the revelations made in the Holy Quran, acknowledged that everything in and around them is the will of the Almighty, and engaged in service of God’s creatures as He Himself does, they would always live fortunate lives, eventually earning God’s pleasure and being coronated as *Momin* (true believers).

Her heart swelled with reverence as it honoured his legacy. “The beacon of light is not lost,” it said. “In fact, he has broken the confines of time and space, and transcended to illuminate and serve the universe with even more profundity. His voice will echo in every corner, urging hearts to awaken and answer the call to recognise their souls, and in doing so, cognise their Lord, their God.”

Her broken heart wove a few broken words in an attempt to heal, “You have arrived at the destination, my beloved. I am still walking right behind you. Forgive me for keeping you waiting until I can submit my request for an audience in your august presence once again. It is only that I joined your caravan far too late, and there is still a lot of walking on the straight path to catch up on. But I promise, from now on, my eyes will stop at nothing until we meet again.”

Truthful

An Azeemi should be truthful. They must not be hypocritical. Being truthful is practicing their *Asbaaq* (daily spiritual practices) with discipline, and being hypocritical is not reciting “Yahayyu Yaqayyum” even eleven times in a day. (Excerpt from the book: Khutbat -e-Lahore)

great passion.

Her mind, still struggling to accept the loss, asked, “But how will I be able to achieve success in fulfilling my *Murshid’s* mission?”

“Remain in prayer, and you will be guided,” her heart replied, recalling a beautiful moment when her *Murshid-e-Kareem* had shared a part of his life.

He said, “I was just a little boy, around 10 years old, when I hurt my finger, and it started bleeding. My mother handed me a few pennies to get it treated, and I walked into a dispensary. The oldest among them cleaned my wound and applied a bandage. He then asked me to come back every day to change the bandage. The fee was a nominal donation of one paisa per day. I lowered my head in embarrassment and told him I did not have any money for the subsequent treatments. The old man smiled, caressed my head, and said, ‘It’s alright, dear boy. I will pay on your behalf. But you must promise to come back every day without fail till your finger is healed.’”

“I remember walking out of the dispensary and looking up at the signboard that bore the name of the dispensary with tear-filled eyes, full of gratitude. I stood there a while praying to God that I would like to build a hospital for the needy and help them as I was helped. It took fifty years for the prayer to be answered, but God honoured it and how grandly! The moment I announced an intention to build a hospital, people came together to support the cause – bringing bags of cement, bricks, wood – everything that was needed. Sincere prayers are always accepted; we must have faith that God is always listening to us at all times.”

“I, who have not been introduced to formal education in schools, have authored books. I, who have no oratory skills, managed to deliver the messages of my *Murshid-e-Kareem* to mankind. Huzoor Qalandar Baba Auliya (RA) said to me, ‘Khwaja *Sahib*, when God decides to assign a task to someone, He also bestows upon them the ability to complete it.’ Everything that you see around you is the mercy of God and His will alone.”

She remembered the time in her life where she was looking for a spiritual guide – her life dark and gloomy, the world inside and outside of her excruciatingly painful. She strained herself looking for a guiding light that would show her

> “Even in leaving his physical body, he proved that he had merely discarded a garment, much like a *Kurta* that he wore consistently for 97 years, however, his light remains lit in the hearts and in every era, it will keep illuminating and awakening mankind to meet their true selves.”

*Mureed* (spiritual student) are separate entities." Excerpt: Book - '*Mehboob Bagal Mein'*

Though she was aware that time, in its inevitable linear flow, would someday force her to be the *mureed* longing to be in the presence of her beloved *Murshid*, she was not prepared for the physical separation from him just yet. She knew that the friend of God was being joyously welcomed and celebrated in the heavens. The seven skies were lit up, for he had returned home to his Creator and was now finally in the tight embrace of Qalandar Baba Auliya (RA). "The beloved and the lover were now inseparable," her heart whispered. Hearing this, a smile grew on her face, driving away the dark clouds of despair that had gripped her. The veil of darkness now lifted, she decided it was time to celebrate the legacy of the brightest sun that shone on the spiritual skies – her beloved *Murshid*, Khwaja Shamsuddin Azeemi (RA).

She knew that he would live on in the countless lives he had touched. The oceans of knowledge he had left in the books and articles he authored would continue to ignite the spark of awareness and dispel ignorance in mankind until the end of time. The oceans of wisdom will lure true seekers to deep dive and find rare treasures that have been waiting to be found. The schools he established would not just equip students with life skills but also nurture them into an entire new generation of spiritual seekers. The hospitals he set up would make healthcare accessible and affordable for the needy. The countless meditation and healing centres he founded across the globe would continue to transform pain into bliss, guided by his spiritual programmes. The magazines he nurtured and built over the years – *Roohani Digest*, *Qalandar Shaoor Monthly and Bachon ka Qalandar Shaoor* – would disseminate the message of '*Haq* (Divine truth)' compelling people to awaken and embrace their true identity as souls, and activate the latent spiritual abilities that God has bestowed upon them.

"His relentless work over the decades will unveil the vicegerents hidden under the debris of Ana (ego/ self). Even in leaving his physical body, he proved that he had merely discarded a garment, much like a *Kurta* that he wore consistently for 97 years, however, his light remains lit in the hearts and in every era, it will keep illuminating and awakening mankind to meet their true selves. Our spiritual guide, our spiritual father, has been summoned for duty that requires him to be free from the constraints of the physical body. It is now our duty to step up and do our part in the mission, thinking of ways to spread his knowledge and serve mankind like he did," her heart spoke with

i

# Until We Meet Again

*Qalandar Baba Auliya (RA) said to me, 'Khwaja Sahib, when God decides to assign a task to someone, He also bestows upon them the ability to complete it.'*

---

The message arrived, "From Him we come, to Him we return."

"He left, without seeing me?" she asked aloud. Her heart felt like it was struck by a million raging storms all at once.

It had been over six years since she last met her *Murshid* (spiritual master) in person. Counting the days until her next meeting had been the flame of hope that kept her going in this world. She had been waiting for the moment she would be summoned in his presence, not knowing that he would, in turn, be summoned in the presence of the Almighty, the Lord and Creator, God.

In all these years, she had tried to catch his attention by sending her *Salam* (offering of peace) through those who were blessed to be in his august presence. She involuntarily exclaimed, "*As-salam-o-Alaikum* Abba ji! (Peace be upon you, Mr. Azeemi)." She instantly heard his familiar voice filled with love and compassion, cutting through the chaos within her, "*Walaikum As-salam, Kaisi hein*? (Peace be upon you too, how are you?)" She could not bring herself to lie and say she was fine. "Dear master, I am not okay," she feebly whispered as she sat, sinking down with the weight of her pain and vulnerability.

Her heart rode the waves of pain and pleasure, leaving her confused by the fierce oscillations between the states of sadness and happiness. She understood her sadness, but why was she also experiencing a deep wave of happiness? Amidst this turmoil, she heard a voice, "Because, he is finally in his beloved's embrace." The voice then unfolded an excerpt of her *Murshid's* writing; one she had read countless times over the last decade, each time weeping in sheer bliss. It spoke of love so deep, the very kind that she yearned to experience. She wanted to feel the state of '*Fana fil Sheikh'* (complete annihilation in one's spiritual master).

"The pleasure of meeting my *Murshid* keeps my soul waiting, even after ages have passed since his physical transference from this world. I have been living, I will die, and I will return to life again with this firm belief that Huzoor Qalandar Baba Auliya (RA) will embrace me once again. That day, I will enfold myself within him in such a way that I am annihilated, and from then on, no one will ever know that the *Murshid* and

taking any names.

بحبل الله – Hold on tight to the rope of God.

ولا تفرقوا — Do not create differences in God's religion.

واعتصموا بحبل الله جميعا — Hold on tight to the rope of God, do not create… Do not create ...?

[Participants: "Divisions amongst yourselves."]

Did you all understand what I am trying to convey to you?

[Participants: "Yes."]

Unite and hold on to the rope of God tightly.

ولا تفرقوا – Do not create divisions amongst yourselves. All of you are Muslims.

ولا تفرقوا — What is the meaning of this? Did you all understand? Those who have understood, raise your hands.

The meaning of what is said behind the veil, is written inside on the screen of the mind.

واعتصموا – hold on. بحبل الله — Hold on tight to God's rope, do not create divisions amongst yourselves.

I repeat myself again, do not fall for the divisions.

God is One — *Wahid*.

The seal of all Prophets, Prophet Muhammad (PBUH) is one.

Quran and Hadith is one.

Then why is everyone separate from another? Why —?

Peace be upon you all.

xi my books in Arabic has been printed by a university and is being taught. Whoever wants to distribute the books, write down your address. However, there is a condition, after taking the books, you must not keep them at home. '*Roohani Ilaj*', '*Roohani Namaz*', and '*Rang-aur-Roshni se Ilaj*' – in these books, there is healing for the people from God.

I pray to God, that when I leave this world, may all my children, be they big or small, sons or daughters, live with me. It is my wish, my prayer, that all my children live with me. Say, *Ameen*.

Peace be upon you all.

If there were any lapses from my end towards your comfort or stay, may God forgive us, but we tried. All my children come here during winters. Set your intentions to follow the ordinances of God that you have heard, be prompt in fulfilling the *Asbaaq* (daily spiritual practices) of the *Silsila*. You see, we get our children admitted to schools, we get ourselves admitted too. If we just visit the school and not study, when will we pass? Will you pass? Some have completed 20 years, and some others have completed 10 years. People come and meet me. I ask them, "Do you read your lessons?" They say that from now on they will read. "Do you recite *Yahayyu Yaqayyum* while walking, strolling, sitting, standing, with or without ablution?" They say that from now on they will recite.

I want to say this to you, whatever is born here – whether a tree, plant, animal, worm or insect – will die. 124,000 Prophets (PBUT) arrived and they tried their very best. They endured hardships, succeeded in their mission, and transcended. The last Prophet, Prophet Muhammad (PBUH) arrived. God declared – "He is the last Prophet."

Now listen to what I am saying with great attention.

What does the Quran say?

واعتصموا – Hold on, واعتصموا — Hold on.

Listen again! واعتصموا — Hold on. بحبل الله — to the rope of God.

جميعا – Being united, free from divisions. Alright?

واعتصموا بحبل الله جميعا — واعتصموا means tightly — Hold on tight.

بحبل الله — حبل means rope. بحبل الله — To the rope of God.

ولا تفرقوا — Do not create divisions amongst yourselves — Alright?

I am sure you understand what I am trying to tell you without me

What are you in the *Silsila*? We are all servants of the *Silsila*. We all want to spread widely the mission of Prophet Muhammad (PBUH) in Pakistan and the entire world. There are no large cities in this world where we do not have Muraqaba Halls. Russia, China, London, America, Middle East, Scandinavia, Pakistan – we have 27 meditation centres in the entire world. By the grace of God, we have created hospitals, free dispensaries, a school, and a college. We are in the process of creating a university.

Why am I doing all of this? You are all my spiritual children. I consider you all as my children with certainty. I pray for you. My *Murshid*, under the command of Prophet Muhammad (PBUH), spent day and night over 16 years with me, and taught me knowledge. It is my desire, and my request for you to pray.

Before my death, I have spread the name of my *Murshid* in the entire world. I declare with folded hands, that whosoever aligns themselves with the teachings of Huzoor Qalandar Baba Auliya (RA), through my acquaintance, I will never let them drown. What is my mission? The knowledge that was left behind by the seal of the Prophets, Prophet Muhammad (PBUH), which was taught to Huzoor Qalandar Baba Auliya (RA), and was taught to me by Huzoor Qalandar Baba Auliya (RA); I wish that my children do not waste this inheritance. Do not waste this inheritance. Do not waste this inheritance.

Hazrat Data Ganj Baksh (RA), Hazrat Sheikh Abdul Qadir Jilani (RA), Hazrat Bahauddin Zakariya Multani (RA), who are all these people? They are the hands of the Divine. God Almighty states, “If My friend makes a promise in My name, I have made it mandatory that their work will be done.”

You have read the wonder-working of the friends of God. Why can’t other people perform these wonder-working?

I have written books. I have also written the wonder-working of Huzoor Qalandar Baba Auliya (RA), which you have read. It is our task to take his mission forward. Whether people read or not, whether they take it or not, spread the books all over Pakistan. We will try to translate them into English; it is my intent to distribute them to every home in the west. It is my request, that you form groups, visit every town, every home, and give them the message of the *Silsila* and offer these books as a gift. It is a request from your *Murshid*, spread the literature. Spread it like rain.

Our second programme is that we will print books in Arabic. One of

of *chamaar** transcended, he gave me two pieces of advice. He said,

> "Khwaja Sahib! From now on, you are neither a Syed, Ansari, Qureshi, or a Pathan. Your status is that of a *chamaar*."

I declare that my status is of a *Chamaar*. The skies pour down tasks on a *Chamaar* that are not compensated with wages. Upon the command of my *Murshid*, I will serve you all with my life, heart, and money. May God bestow upon you the mind that thinks everything is in the Care of God.

I have written textbooks (on Islamic studies) for grade 1 to 8 and each one of them is being taught. There are different books for Khyber Pakhtunkhwa, Punjab, and the Federal Board. The Federal Board has requested again that we write text books for 9th and 10th grades too and work is being done on this. Academic books are taught in Karachi University. In Bahauddin Zakariya University two books – '*Ahsan-o-Tasawwuf*' and '*Baran-e-Rehmat* (PBUH)' are being taught. They refer to '*Ahsan-o-Tasawwuf*' as an encyclopedia.

I have an intention. I have written a book, '*Roohani Ilaj*' (Spiritual Healing). I had a thought in my mind that this book has complete treatments and has been approved by the last prophet, Prophet Muhammad (PBUH). I have planned a programme. As diseases and hardships have increased, we will distribute this book free of cost. I appeal to all of you that this book should be distributed to every city and home. Through the ordinance and mercy of God, with the prayers of Prophet Muhammad (PBUH), my *Murshid-e-Kareem's* permission, a thought came into my mind. I have three books in the service of mankind. '*Roohani Ilaj*' has treatments for hundreds of diseases and it has the process of seeking permission too. You have seen the second book, '*Rang-aur-Roshni se Ilaj*' (Treatment Through Colours and Lights) and the third book is, '*Roohani Namaz*' (Spiritual Prayer). We have to distribute these three books to every home in Pakistan. Those who would like to serve me, and who wants to spread the mission of the *Murshid* of *Silsila Azeemia*, *Abdal-e-Haq* Huzoor Qalandar Baba Auliya (RA), and follow the teachings of Prophet Muhammad (PBUH) with a true heart, take these books from here. Take the books by paying whatever you can, and those who cannot afford it, take it for free. Women are more active in this. Go from home to home and distribute them.

---

* *The word "Chamar" literally refers to someone who is regarded as one with the lowest social status. The word is often used in a context where one wants to uphold the idea of giving up one's ego and increasing their humility.*

changed. Everything has eyes and a mouth; everyone becomes a parent. Are the birds and elephants not mothers and fathers, male and female? Once, I was at home. A sparrow's young one fell down, and the mother sparrow cried so much. We placed the young one back in the nest, and the sparrow was so happy. What is the difference between a mother amongst the birds and humans? Which creature is created without an egg, or without the involvement of parents? Don't the pigeons sleep? Don't they eat seeds? Don't the pigeons get married? Don't they have children? The penguins walk on two feet, I find them extremely beautiful when they walk. I am sure you find them beautiful too.

The sparrow has a brain. If it did not have a brain, how could it hold on to a small grain and reach its nest? Birds travel miles away and where do they return in the evening? Mankind goes to the office, where do they come back to in the evening? When the pigeons fly, pay attention to their feathers very carefully. They are in a hurry to get back to their children. They fly with great speed just like an airplane.

What is easier? A mother feeding her baby milk or a bird feeding it's child? The mother bird leaves to have food, and fills her stomach. She fills millet inside a pouch in her gullet and brings it for her children. Now tell me, how does she feed them? She vomits inside her children. Who endures more hardship? A bird is a mother too. You all are my daughters, sisters, paternal and maternal grandmothers; you are mothers. Who has comfort in nurturing their children?

A tigress feeds milk for 40 to 45 to 50 days without eating food. Why? Because tigers eat the cubs. The tigress protects her cubs. Which other mother protects their children like this? Every bird builds their own nest, and leaves the nest for their children. Can you provide another example similar to this in this world? Our great grandfather built a house, how many generations lived in it? All of them lived in just one home. Whose status is greater – that of the bird or of mankind?

The sustenance that God Almighty has provided us with is not for our sole possession. God Almighty has stated that He loves us more than seventy mothers. Read. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم – I begin in the name of God, with the faith that God loves more than seventy mothers. He is the Most Merciful and shows mercy, He is the Most Gracious, His attributes are mercy.

• • ——————— • •

Hear my declaration. You all know that *Silsila-e-Azeemia* is a lineage of knowledge and spirituality. When my *Murshid* who gave me the title

Who saw whom? The heart saw the heart. God lives in the heart.

There are ways of seeing. The eye sees the apparent, sees dreams, sees the moon, sun, stars, earth, and water too. God forbid, if one has no eyes, where does a blind person see? Do you see water? All of you close your eyes. Now tell me, which one of you saw water? Where did you see it? All of those who saw themselves drinking water on the screen of their mind, raise your hands.

[All of the participants raised their hands.]

What did it affirm?

[One of the participants replied, "It affirmed that the impression forms on the screen of the mind, and we see it."]

Let someone else come forward, let a woman come forth. Listen to the question – We felt thirsty, we tolerated it, the thirst increased so much that our lips dried out; after this our throat dried up. Why did it dry?

[The lady participant said: "The throat dried up because we felt the need of thirst inside.]

That is, the information from our inner projects that there is deficiency in water content in the body. Now it is mandatory upon you that you fill these proportions and what are these proportions? Now the amount of oxygen and hydrogen in your body have dipped, and to avoid this, you have to ensure oxygen and hydrogen reach every vein in your body. The combination of oxygen and hydrogen is water. You drank a glass of water. Your dried lips were healed, the hoarseness in your throat and anxiety went away. What happened here? Where did this start? Where did this get fulfilled? It did not end here, what happened next? One requirement was fulfilled. What is the meaning of fulfillment? The Holy Quran says, Pure and Exalted is The Being Who created everything – creatures, species, leaves, trees, water, stones and established fixed proportions in them.

Water, oxygen, hydrogen, rain, and wheat are all fixed proportions. The proportions of an apple are different to the proportions of a mosquito. The mosquitoes sting, insert a needle, and drink blood. However, it is your friend too and hence, it applies saliva on the wound it makes, and spreads it with its wings. The process of spreading closes the wound, else the blood would keep flowing out of you.

Most Exalted is God's Name, He Who created creatures with fixed proportions. With the fixed proportions, the features of every creature

and dying?

When Prophet Muhammad (PBUH) was travelling from Mecca to Medina, he read the *Fateha*. It's Badar right? He said, "Peace be upon you. O inhabitants of the graves." What does this mean? The companions of the Prophet (PBUH) asked him, "They are deceased, do they speak?" The Prophet (PBUH) replied, "They listen more than you, they reply too, but you don't listen to them."

• • ——————————— • •

When do we die? When we are born. ونفخت فيه من روحى (And We breathed our soul into them). The soul wants you to offer gratitude to God, say prayers, bow in prayers with those who bow, worship with those who worship, adhere to timings, offer the five obligatory prayers, offer *Zakat* (obligatory charity), offer *Sadaqa* (voluntary charity), offer sacrifice, and if God blesses one and they have the finances, perform *Hajj* (Islamic Pilgrimage).

What is the introduction to God? God is *Wahid*, He is Sole. God does not eat, does not drink water, does not sleep, He does not get drowsy. God has no family. God is self-reliant, He is not dependent on anything, however, He feeds all. God Almighty is the Greatest. He has extended such a vast universe. There are seven earths and heavens, there is *Arsh*, Earth, *Hijab-e-Azmat, Hijab-e-Mahmood, Sidrat-ul-Muntaha, Nasma Mutlaq, Nasma Mufrad, Nasma Murakkab, Noor Mutlaq, Noor Mufrad, Noor Murakkab, Tajalli, Tadalla.* In *Miraj* (the ascension of Prophet Muhammad (PBUH)), God summoned Prophet Muhammad (PBUH) before Him. Does anyone remember the verse on *Miraj*?

> "Glorified be He Who carried His servant by night from the Inviolable Place of Worship to the Far distant place of worship the neighbourhood whereof We have blessed, that We might show him of Our tokens! Lo! He, only He, is the Hearer, the Seer." (Quran, 17:1)

Recite the Verse from Surah *An-Najm*.

وهو بالافق الاعلٰى — And *Miraj* begins from here.

ثم دنا فتدلّٰى — God met His beloved Prophet.

فكان قاب قوسين او ادنٰى — There was a distance of two bows or even less, that is, the space was negated.

فاوحٰى الٰى عبدهٖ مآ اوحٰى — I spoke to My beloved Prophet.

ما كذب الفؤاد ما راٰى. Who saw whom through what—? God's beloved saw God. God saw His beloved. The heart does not falsify what it saw.

God is our Creator. He is the one Who puts us to sleep and wakes us up too. لا تاخذہٗ سنۃ ولا نوم ...God does not feel drowsy, nor does He sleep. God is free from hunger. لم یلد ولم یولد...He is neither a father nor a son to anyone. I am reciting short verses for you. You remember them, but you do not remember their translations. You have memorised the entire English dictionary, because you will earn money through this. You had provisions for the nine months when you were in the womb of your mother, and once you arrived into this world you drank your mother's milk – how much did you pay for this? Your mother and father, nurtured you, taught you how to read and write, and saved you from evil – how much did you spend on the food you ate? God nurtured both you and your children into your adolescence. You then got them married. If you did not follow the rules of *Shariah* (Islamic Laws) your children became drug addicts or thieves. May God Almighty protect everyone's children.

All my elders, friends, loved ones, brothers, and children are present here. God has granted us children. Now tell me, what is our role and interference in this? When do they get sick? When you dirty your towns, the entire world will be sick. Keep your homes clean, cleanliness is half of faith; you will remain healthy and so will your children. Age increases and decreases, there is a law for this too. All praises are reserved for God, Who is the Lord. By Lord we mean the One Who provides us food, creates us, and makes us unseen every single day. If we did not become unseen for even a day, could we ever have become two-days-old? And if the two days do not get hidden, then what? Where do they go?

[Participants: "To God."]

The day that comes in, where does it come from?

[Participants: "From God."]

Now, we became three-days-old. Where did the two days go?

[Participants: "To God."]

You slept. As you were sleeping, you got out from inside you and stepped into the world of dreams. In the world of dreams, you wake up, fear, eat food, participate in marriages, you get married – and does bathing not become compulsory when you wake up? You see in your dream that an ant bit you, don't you wake up screaming? What is the difference in wakeful and dream states? Don't our deceased relatives ask us to perform virtuous rituals for them? Now tell me what is living

us that there is no increase or decrease in the attributes of God."]

What is increase and decrease? What is increase and decrease?

[Participants: "Change, apparent and hidden or seen and the unseen."]

What is change? Open the doors of your mind. I have been trying to elaborate and help you understand this for years. You love and serve me, but what is the use if you do not listen to me, nor act upon what I say? You all arrive from such far distances for me, endure the cold and heat – do you go home and sleep after listening to me? I have written multiple books for you. How many years has it been – does anyone remember?

[Participants: "It has been 65-70 years."]

I request you to think and answer my questions.

• • ———————— • •

O Prophet (PBUH), may our lives be sacrificed for you. May we all be granted your intercession. God Almighty sent Prophet Muhammad (PBUH) into this world; He sent 124,000 Prophets (PBUT) for Prophet Muhammad's (PBUH) praise and glorification. Prophet Moses (PBUH), Prophet Jesus (PBUH), Prophet Aaron (PBUH), Prophet Shuaib (PBUH), Prophet Elijah (PBUH), and Prophet Idris (PBUH) – by sending 124,000 Prophets (PBUT) God proclaimed His beloved.

Millions of years have passed, millions of years… The proclamation continued, "My Prophet will arrive, My friend will arrive, he will confirm the teachings of all the Prophets, and tell everyone the same one thing. واعتصموا … Hold on firmly. بحبل الله…to the rope of God. What did you understand from this? The entire world, mankind, and jinn hold on to one rope firmly. ولاتفرقوا… Do not create division. The Holy Quran is one. God is one. The one who taught the Holy Quran is one. The one who understands the Holy Quran is one. Who is it...? God's beloved, Prophet Muhammad (PBUH).

Indeed, God and His angels, send their blessings upon Prophet Muhammad (PBUH). That is, in the heavens, on the *Arsh* (Divine Throne), on earth, in the *Hijab-e-Kibriya* (one of the highest realms in the universe); there are many *Hijabat*, all the creatures that reside in them, offer Prophet Muhammad (PBUH) their?

[The participants replied in a unified voice: "Their salutations."]

God states, "O you people! Those who place their faith in Me!
Send your salutations to the Prophet Muhamamd (PBUH) too."

• • ———————— • •

Everyone says, "May God grant you a long life." Which means, may God increase your time in jail, your captivity. The longer one's life, the longer their imprisonment.

You are ousted from paradise. "Leave paradise." Now, humiliation, poverty, confinement, disease, worry, and illusion are upon you. Why? There are millions and billions of trees in paradise. Those who have witnessed paradise tell us that out of the millions of trees there is one specific tree…What is this tree? It is a chameleon. What do I mean by chameleon?

[The participants replied: "It changes colours."]

It changes colours. In one moment, it is red, and then in the next it is green. Alright? There is a tree, and it changes colours. God stated, "Do not approach it. If you do, you will be reprimanded." When Prophet Adam (PBUH) approached this tree, God commanded, Descend! Leave paradise.

Listen to this carefully. I am at the very end of my life. Remember what I am saying, write it down, type it, there may be no one else who will tell you this. The environment, blessings, trees, swings, the rooms for relaxation and luxury, the exemplary environment in paradise… What is not there in paradise? What is it that is in our food? *Dukhan* – salt. It is not actually salt, we have named it salt due to its taste in our food. God Almighty ordained *Dukhan*, to enter either willingly or by force.

> "Then turned He to the heaven when it was smoke (*Dukhan*), and said unto it and unto the earth: Come both of you, willingly or loth. They said: We come, obedient." (Quran, 41:11)

*Dukhan* has been translated as smoke, however, it is not smoke. "O *Dukhan* , O Carbon! Enter into the creatures." I am explaining again that *Dhukan* is not smoke. *Dukhan* replied, "I am obedient and compliant to you. I will not disobey your commands." Mr. *Dhukan* or Mr. Carbon entered the creatures. If we have to understand this as salt, however, it is not salt. Let's take some salt crystals and keep it aside for a while. What will happen to these salt crystals? The salt will become water. What does this imply? There is no increase and decrease (change) in the attributes of God.

> "Praise the name of thy Lord the Most High, Who createth, then disposeth; Who measureth, then guideth." (Quran, 87:1-3)

What was I saying?

[A woman from amongst the participants replied, "You were telling

the treasures of My mercy. O you people whose heart flourishes with insight, faith, certitude, passion, sacrifice, generosity, fasting, observance of *Salat* – do not reprimand a beggar, do not be harsh on the orphans and the needy. ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشآء والمنکر (Indeed! prayers stop immoral behaviour and wrongdoing) .What will happen if you establish prayer? *Noor* will spread; light will spread. Now, all of you please sit down and listen to the law.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(In the name of God, the Most Gracious, the Most Merciful)

"قل ھو اللہ احد۔" God states, O My beloved! My Prophet! My messenger! Announce that your Lord states that God is *Wahid* (One). Whatever is present other than God is not احد, they are all dual. They will have a mother and a father, there will be a male and a female. God is *Wahid*. *Wahid* is an Arabic word. In each of the two hundred languages, there are different words for *Wahid*, however, what is its meaning?

[The participants replied in a unified voice: "The meaning is the same."]

Are creatures *Wahid*? Is an ant *Wahid*? Is the sky *Wahid*? Are the stars *Wahid*? Are you yourself *Wahid*?

[The participants replied to all the questions: "No."]

Can you tell me how you are dual? Every individual is dual. Focus your minds. All of you who are sitting here, and all of those who are listening to me from around the world, be they of any class or creed, *Wahid* is only God. Creatures are not *Wahid*. For instance, I have a son and a daughter. They both got married. God granted them children. Can a child be born through a father or a mother alone? Can a mother give birth to a child without a husband? God has all the power to do what He wills – the example of Prophet Jesus (PBUH) is before us. God is *Ahad*, He is the Creator, the Lord of all worlds – He confers and denies respect upon whosoever He pleases. He gives life to whosoever He wishes, and grants death to whosoever He wants.

We pray abundantly that God may grant us long lives. Do you not see the state of an individual at sixty or seventy years? Are you blessing or cursing them? What is this life that you are requesting to be extended? Where have you come here from? You have been banished from paradise. Due to disobedience, the gates of paradise closed upon you. God said, Get out of here! You have been hit by humiliation, poverty, hardship, disease, and deceit.

# Message of the Day

*Summary of the speech delivered by Mr. Azeemi on the 46th Urs of Abdal-e-Haq Huzoor Qalandar Baba Auliya (RA)*

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(In the name of God, the Most Gracious, the Most Merciful)

Peace be upon you all.

I request all of you, ladies and gentlemen --- to stand up, and recite بسم اللہ الرحمٰن الرحیم along with me and also recite *Durood Shareef* (salutations to Prophet Muhammad (PBUH)).

[The thousands of participants who were present at the gathering complied, and after *Tasmia* (*Bismillah* – In the Name of God), offered their salutations to Prophet Muhammad (PBUH)]

At the first, before everything else, God Almighty, with His *Noor** illuminated the soul of Prophet Muhammad (PBUH) —The first *Noor (Noor-e-Awwal)* and the seal of the Prophets (PBUH). Bow down your heads, and respectfully listen to the verse from the Holy Quran, in which God Almighty has praised His beloved Prophet (PBUH).

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(In the name of God, the Most Gracious, the Most Merciful)

> "Lo! God and His angels shower blessings upon the Prophet (PBUH). O ye who believe! Ask blessings on him and salute him with a worthy salutation." (Quran, 33:56)

God Almighty states, O Believers! Those who place their belief in me. O all those people, angels, jinn, heavens, earths, and mountains! Those who place their trust in Me, there is a person of Mine, My beloved. Send your salutations upon him. On whom? On Prophet Muhammad (PBUH).

O Angels! All the particles of this universe! Offer salutations to My Prophet. O people (believers)! Your conscience is enlightened by certitude. Listen! I have sent My friend amongst you, and conferred on him

---

* *Noor = A stage of Divine Light.*

# Contents


| | | |
|---|---|---|
| Message of the Day | K. S. Azeemi | 136 |
| Until We Meet Again | Bibi Anuradha (UAE) | 124 |
| Sufi | Extract | 120 |


"The thought in which one dies is the same thought with which one wakes up after death."

— Khwaja Shamsuddin Azeemi RA

Vol13 Issue3 | April 2025 | Shawwal – Dhul Qadah 1446AH

بسم الله الرحمن الرحيم

Monthly Karachi

# Qalandar Shaoor

Neutral Thinking

(Urdu — English)

Patron in Chief
**Huzoor Qalandar Baba Auliya** RA

Chief Editor
**Hazrat Khwaja Shamsuddin Azeemi** RA

Editor
Hakeem Salam Arif

Circulation Manager
Muhammad Ayaz

Furnished by Azeemi University Press. Shah Alam Azeemi, the Publisher has published it at Ibn-e-Hasan Offset Printing Press, Hockey Stadium, Karachi and disseminated at Surjani Town Karachi.

Rs.130/- Per issue. Annual subscription Rs.1944/- with Reg. Post (Domestic), US$ 75/- (International)

**Contact: B-54, Azeemi Mohalla, Sector 4-C, Surjani Town Karachi, Pakistan. Ph: +92 (0)213 6912020**

DENTAL innovations CLINIC

# Happy Smile

**The secret of the Beautiful Smile**

*Whiter than White .....!!*

## Center of excellence for Braces & Dental implants

### Aesthetic Dentistry
Teeth Whitening, Porcelain Crowns, Veneers, Ceramic Restorations

### Restorative Dentistry
Root Canal Treatment, Crown & Bridge

### Orthodontics
Fixed & Invisible Braces

### General Dentistry
Extractions, Fillings, Dentures

### Preventive Dentistry
Pit Fissure Sealants, Root Planing

### Minor Oral Surgery
Impactions, Cyst, Apicoectomy

### Pediatric Dentistry
Space Maintainers, Steel Crowns

**DENTAL INNOVATIONS CLINIC**

**Mezzanine Floor AKU Lab 26th Street**
**BADAR Commercial Phase V, DHA, Karachi**
**dentalinnovations747@gmail.com | www.dentalinnovationsclinic.com**
**Dental Innovations Clinic**
**0300-8511747 | 021-37242559 | 021-35242559**

New Homes For Sale in Multan & Lahore

For More Details : +92 345 4121 910

FL 5 & 6, Block B, Gulshan-e-Jamal
Rashid Minhas Road, Karachi.

f: lavishdinerestaurant

# Lavish Dine
## Restaurant

www.lavishdinerestaurant.com

- Party up to 400 Persons
- Affordable Party Menus
- Buffet
- À la carte

Ph: 021-34570423
Cell: 0333-3538004

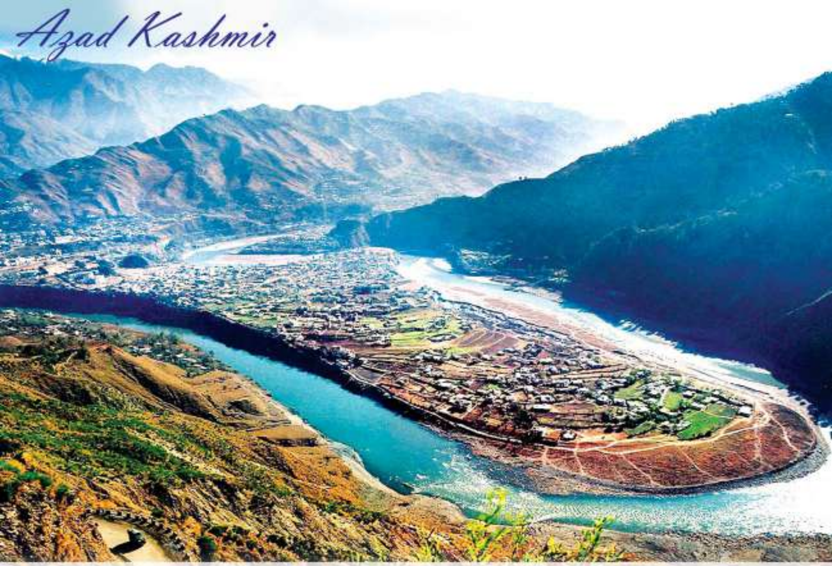


SANGAM HOTEL MUZAFFARABAD

HOSPITALITY IS OUR TRADITION

*We serve famous delicious Cuisines, offer Air conditioned Rooms, Suites, well equipped Wedding and Conference hall and great Customer service.*

**Phone No: +925822444194-5 Fax No: +925822442587**

**Email:sangamhotel@hotmail.com**

دنیا کے بڑے کاروباری مراکز میں سے ایک

# دبئی میں اپنے کاروبار کا آغاز کیجئے

کمپنی رجسٹریشن سے ویزا حصول تک
تمام مراحل کی باسہولت اور تیز رفتار تکمیل کے لئے قابل اعتماد نام

- اسٹور ویب ڈیویلپمنٹ
- امپورٹ ایکسپورٹ
- ریسٹورنٹ
- ٹریڈنگ
- ہوٹل
- ٹرانسپورٹ
- ای کامرس
- آئی ٹی سروسز
- کنسٹرکشن
- رئیل اسٹیٹ
- ٹریول اینڈ ٹورازم
- ایمیزون آن لائن

## FREEZONE LICENSE PACKAGE
AED22500

PACKAGE INCLUDED

BUSINESS LICENSE | FLEXI DESK | INVESTOR VISA | EMIRATES ID | MEDICAL REPORT | E-CHANNEL PORTAL

ہر وہ کاروبار جو آپ کی ضرورت ہے!

RB
RED BERRY
CORPORATE SERVICES

1408, Opal Tower, Business Bay Dubai UAE
info@redberry.ae | +971 50 931 0752
www.redberry.ae | +971 56 336 9852

/BUSINESSINDUBAI.AE/ /company/redberryae /red_berry_corporate/

TOYOTA
the all new
TOYOTA YARIS
DYNAMIC FRONT BUMPER & GRILL
SLEEK DAY TIME RUNNING LIGHTS
STYLISH MACHINE FACE ALLOY RIMS
RETRACTABLE SIDE VIEW MIRRORS
LUXURIOUS BLACK INTERIOR
9" FLOATING DISPLAY WITH APPLE CARPLAY & ANDROID AUTO
SHARP REAR CAMERA
3 AIR BAGS
PUSH START
STARTING FROM
4,479,000
YARIS
Move your world
FOR BOOKING & DETAILS PLEASE CALL:
UAN: (022) 111 555 121 or 0348-111 9705
TOYOTA HYDERABAD MOTORS
SITE, AUTO BHAN ROAD